

حضرت مولانا  
عبدالحسنی ندوی

مسکنہ خطباتِ دعوت و اصلاح  
(جلد سوم)

# علم کی روشنی

مرتب

محمد امغان بدایوی ندوی

ناشر

سینا لاجمان تحریک ایکان ریجی  
دارعرفات، تکیر کلاں، رائے پریلی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

طبع اول

رجب المرجب ۱۴۳۵ھ - مئی ۲۰۱۲ء

کتاب : سلسلہ خطبات دعوت و اصلاح (سوم)

علم کی روشنی

حضرت مولا ناسید عبداللہ حنفی ندویؒ

محمد ارمغان بدایوی ندوی

صفحات : ۲۲۳

تعداد : ایک ہزار (۱۰۰۰)

باہتمام : محمد نصیس خاں ندوی

ملنے کے پتے :

☆ ابراہیم بک ڈپ، مدرسہ ضیاء العلوم میدان پور رائے بریلی

☆ مکتبہ ندویہ، دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ ☆ الفرقان بکڈ پون، نظیر آباد، لکھنؤ

☆ مکتبہ الشباب العلمیہ الجدیدۃ، ندوہ روڈ، لکھنؤ

==== ناشر : =====

سیدنا الحجۃ شیخنا ایکان المدحی

دارعرفات، تکمیل کلاں، رائے بریلی

## ﴿فِرْسَت﴾

### حقیقت علم

۱۵.....	صاحب علم کبھی تاریکی سے نہیں گزرتا
۱۶.....	تاریکی کے ازالہ کے لیے دنوں ہیں
۱۷.....	نام رکھنے میں اختلاف صحیح ہو
۱۷.....	کیفیت معیار ہے یا کیت?
۱۷.....	معلومات کا اضافہ نور علم کا بحران
۱۸.....	نور علم کے لکشن کے دو طریقے
۱۸.....	منزل کا آسان راست اتباع و اطاعت
۱۹.....	مدارس میں آنے کا مقصد

### مدارس اسلامیہ دین کے قلعے

۲۱.....	جس میں جتنا ظرف ہے اتنا ہی وہ خاموش ہے
۲۱.....	پاورہاؤس کا Connection صحیح ہو
۲۲.....	مدارس شفاخانے ہیں
۲۳.....	سابقہ کتب تھیں قرآن ہے
۲۳.....	مدارس اسلام کے قلعے ہیں
۲۵.....	قرآن والے کی بھی حفاظت اللہ کے ذمہ ہے

## مدرس اسلامیہ علوم کے گھوارے

۲۷.....	علوم کا تعلق علیم سے ہے.....
۲۸.....	جو علیم سے جڑ جائے اس کو دوام ہے.....
۲۸.....	عالم رباني بننے کے لیے پڑھنا ہو گا.....
۲۹.....	فائدہ علم.....
۲۹.....	مدرسہ کھولیات کا نام نہیں.....
۳۰.....	علم کے کچھ آداب ہیں.....
۳۱.....	حصول علم میں صحیح نیت کا فقدان.....
۳۳.....	عندہ وسیع ظرف کی ضرورت.....
۳۳.....	مدارس کے Chek up کرنے کی ضرورت.....
۳۴.....	عالم وہ ہے جس کا عقیدہ بھی مضبوط ہو.....
۳۵.....	عقیدہ پینک کے کھاتے کی طرح ہے.....
۳۵.....	علم کے فائدہ عقیدہ کی اصلاح پر موقوف ہیں.....
۳۶.....	کتابی اور لدنی علم میں فرق.....
۳۷.....	علم کی اہمیت کو سمجھنے کی ضرورت.....
۳۸.....	جو طالب مطلوب نہ بن سکے وہ طالب نہیں.....

## تعلیم قرآن کی اہمیت اور اس کے فوائد

۳۹.....	تعلیم کے دو مفہوم.....
۴۰.....	کلام الہی سے دابنگی اللہ کا نسل ہے.....

## تاریخ سے واقفیت اور رسول خیلی علوم کا فقدان

۴۳.....	اگر اندر وون درست ہے تو القاب کی کیا حیثیت؟.....
---------	--

۳۳.....	حضرت مولانا کا اخنائے حال
۳۴.....	پاسیداری کے لیے مضبوط بنیاد کی ضرورت
۳۵.....	رسو خ کے فوائد اور حصول کے طریقے

## رسو خ فی العلم اور ثقل کا فقدان

۳۷.....	راسخ اور غیر راسخ فی العلم کا فرق
۳۹.....	رسو خ نہ ہونے پر ہی گمراہی آتی ہے
۴۰.....	حضور اکرم ﷺ کا اسوہ کاملہ ہے یا انہیں ؟
۴۰.....	عقلین کا عقلان سے تعلق قائم کرنے کی ضرورت
۴۱.....	قرآن مجید کے صحیح آثار مرتب ہونے کے مراضل
۴۱.....	عربی زبان سے نا آشنائی کا ایک لطفہ

## علمائے دین کا فرض منصبی

۵۲.....	آج انسانیت ہے یا حیوانیت ؟
۵۵.....	اپنی حیثیت کو پہچانیں
۵۵.....	مدارس کے طلباء، طلباء ہیں ؟
۵۶.....	اگر ثقل ختم ہو گیا تو !!!
۵۷.....	چارچ کون لے، امیدیں کس سے رکھیں ؟
۵۸.....	علم فی نفسہ بھاری ہے
۵۸.....	مشائخ کون ہیں ؟
۵۹.....	رسم سے اسلام کا کوئی تعلق نہیں
۵۹.....	ہمارا ثقل کیسے باقی رہے ؟
۶۰.....	عقیدہ کی گلر ہر لمحہ فرض ہے

۶۱.....	جانے کے ساتھ تمسل ضروری ہے
۶۲.....	رسوخ فی العلم کی علامت
۶۳.....	غصہ کو قابو میں رکھیں
۶۴.....	علم اور مال کب و بال ہوتے ہیں؟
۶۵.....	اگر ہم ثقل ہو جائیں
۶۶.....	لغع بخش چیز بھتی نہیں ہے

## اللہ اور رسول ﷺ کی معرفت و محبت کی ضرورت

۶۸.....	محبت میں حدود کا خیال رہے
۶۹.....	خدا کے لئکر کون بھولیں
۷۰.....	اگر انجانے میں بھی خطأ ہو گئی
۷۰.....	خوبیوں کیسے اور کب آئے گی؟
۷۲.....	صحابہ کرام کی محبت کا عالم
۷۳.....	سچائی کی پرواز بلند ہے
۷۳.....	اللہ اور اس کے رسول سے محبت کے طریقے
۷۵.....	Reaction سے محفوظ ہیں
۷۶.....	ادب میں اعتدال بلوظار ہے
۷۷.....	سکون اور علم کے منافع اتباع سنت پر موقوف ہیں
۷۷.....	علم حروف شناسی کا نام نہیں
۷۸.....	محبت نام ہے بے چینی کا

## حقیقی بلندی علم سے وابستہ ہے

۸۰.....	شکر اور حمد کی اہمیت اور اس کے فوائد
۸۱.....	نماز میں درود وسلام کی حکمت

۸۲	تیرے مرحلہ میں ماں باپ کا احسان ہے
۸۳	فرق مراتب کے ساتھ ادب ضروری ہے
۸۴	رحمت الہی ان علی آداب پر موقوف ہے
۸۵	ظاہری رونق پر اعتبار نہیں
۸۵	علم کا تعلق مدارس سے وابستہ نہیں
۸۵	دوسری مال کی اہمیت ہے، پر دلیلی کی نہیں
۸۶	طالب علم کون ہیں؟
۸۸	طلب حج ہو
۸۸	انسان کی پرواز علم سے وابستہ ہے

### اسلام اتحاد کا علم بردار ہے

۹۰	باہم سب ایک دوسرے سے مربوط ہیں
۹۱	اسلام فضائے بسیط میں لاتا ہے
۹۲	آسمانی بینیں زینی نہیں
۹۳	الگ الگ چہرے بنانے کی حکمت
۹۳	اگر ذہنیت درست ہو جائے

### عظمت قرآن

۹۴	تعلم کے دو مشہوم ہیں
۹۵	اچھائی کو بڑھانے کی ضرورت

### محبوبیت برقرار رکھنے کے آداب

۹۸	دوکاموں سے خیر وابستہ ہے
۹۹	انسان کی ہمت اس کو بڑا ہناٹی ہے

- علم کا بورنگ ضروری ہے ..... ۹۹  
 سعادت مندی کن علوم سے وابستہ ہے؟ ..... ۱۰۱

## صحت اعمال اخلاص سے وابستہ ہے

- علم اور قرآن لازم طزوم ہیں ..... ۱۰۲  
 قرآن سے جتنے کے مختلف درجات ہیں ..... ۱۰۳  
 کہیں کوئی جھول شدہ جائے ..... ۱۰۳  
 ضرورت اخلاص کی ہے ..... ۱۰۴  
 اصلاح بتدریج ہوتی ہے ..... ۱۰۵  
 ہمارے اعمال، اخلاص یاریا کاری؟ ..... ۱۰۶  
 کمال اور اعتدال لازم طزوم ہیں ..... ۱۰۷  
 ہر کام کی ایک ترتیب ہے ..... ۱۰۷  
 پیاسی میں طوفان ..... ۱۰۸  
 اکابر جیسا مزاج ہو ..... ۱۰۹  
 اپنے دائرہ کار کو پہچانئے ..... ۱۱۰  
 کامیابی کی چلی منزل اخلاص ہے ..... ۱۱۰  
 ہماری راہ کون سی ہے؟ ..... ۱۱۲

## تجدیدی شان پیدا کریں؟

- جو ان کون ہے؟ ..... ۱۱۳  
 نوجوان وقت کی ضرورت ہیں ..... ۱۱۵  
 مومن کا مزاج بوڑھائیں ہوتا ..... ۱۱۶  
 تجدید سے جوانی کا جوڑ ہو ..... ۱۱۷  
 تازہ ایمان کی شاہکار مثال ..... ۱۱۷

۱۱۸.....	ایمانی شباب کو دوبارہ سمجھ کر زندہ کریں
۱۱۹.....	دو نوع ضروری ہیں Quality, Quantity
۱۱۹.....	حضرت سید احمد شہیدؒ کی صحبت کا واقعہ
۱۲۲.....	صادر قسم کی صحبت اختیار کریں
۱۲۳.....	دعا کیوں قول نہیں ہوتی؟
۱۲۳.....	مختل خزانے کو عیاں کرنے کی ضرورت
۱۲۵.....	بیعت مراقنہیں ہے
۱۲۵.....	بٹکل رہبر چھپے ہیں رہڑن
۱۲۶.....	عقیدہ میں نگی ہے
۱۲۷.....	فیض کا مفہوم
۱۲۸.....	اپنے اندر جوانی پیدا کریں
۱۲۹.....	کرنے والا اللہ ہے

## علماء کے لیے چند رہنمایا صول

۱۳۱.....	صاحب کمال کا مطلب
۱۳۱.....	شرک کے معاملہ میں حساس رہیں
۱۳۲.....	ماحول کا اثر پڑتا ہے
۱۳۳.....	رسوخ فی العلم ضروری ہے
۱۳۳.....	بے ادبی سے دور رہیں
۱۳۴.....	آپ ﷺ کا اسوہ حسنة بھی ہے کاملہ بھی
۱۳۵.....	محض انسان کے اختیار میں سچھ بھی نہیں
۱۳۵.....	پہلے اپنی اصلاح کریں
۱۳۶.....	صالح بنیت کا طریقہ

اپنا فریضہ ضرور انجام دیتے چلیں ..... ۱۳۶

## اصلاح ظاہری کے ساتھ اصلاح باطنی کی ضرورت

اگر باطنی اصلاح نہ کریں ..... ۱۳۹
صالح تم بوصب خدا بنائے گا ..... ۱۴۰
الصلاح کا یہی پیغام ہے ..... ۱۴۰
اصلاح کا طریقہ کیا ہو؟ ..... ۱۴۰

## علم کی اہمیت

خیر میں خیر ہے ..... ۱۴۲
صرف چلنے سے کچھ نہیں ہوتا ..... ۱۴۳
علم غیر معمولی چیز ہے ..... ۱۴۴
علم والا نمایاں رہتا ہے ..... ۱۴۵
علم اور وقت کا غلط استعمال نہ کریں ..... ۱۴۶

## علم نام ہے معرفت اور عمل کا

علم کی تعریف ..... ۱۴۸
صرف عربی جاننا کافی نہیں ..... ۱۴۹
تین مرطبوں سے ہر ایک کو گزرنار رہتا ہے ..... ۱۴۹
علم اور معرفت کی ضرورت ..... ۱۵۰
پر نیکیکل ضروری ہے ..... ۱۵۰
حصول علم اللہ کی رضا کے لیے ہو ..... ۱۵۱
علم نام ہے اضافہ کا ..... ۱۵۱

## ذمہ دار ان مکاتب کا بچوں کی تربیت میں کردار

۱۵۳	ہر ایک کا انہما مزاج ہے.....
۱۵۴	ہر ایک دوسرے سے وابستہ رہے.....
۱۵۵	ہر ایک کی اپنی ذمہ داری ہے.....
۱۵۶	دنیا کو یوں سمجھ لین۔.....
۱۵۷	اگر روح دنیا یعنی میں مر گئی.....
۱۵۸	نہ لانا آپ کا کام ہے.....
۱۵۹	صفائی ایمان کی علامت ہے.....
۱۶۰	طہارت پر توجہ دیں.....
۱۶۱	تیرا درجہ ترقیہ کا ہے.....
۱۶۲	عقیدہ کی تعلیم عام کریں.....
	کوئی کسی کو حقیر نہ سمجھے.....

## صحیح معرفت کی ضرورت

۱۶۵	انسان گونا گوں صلاحیتوں کا حال.....
۱۶۵	یہ خیال میں رہے.....
۱۶۶	معرفت کے درجے ہیں.....

## طالبان علوم نبوت اپنے مقام سے واقف ہوں

۱۷۰	طالب علم ایک عی چیز کا طالب ہوتا ہے.....
۱۷۰	قصہ ایک طالب علم کا.....
۱۷۱	آج کا حال.....
۱۷۲	سچا طالب علم مطلوب بن جاتا ہے.....

ابواب و آداب کی رعایت ضروری ہے ..... ۱۷۳
اختیاری کا پیر اٹھا کر، بے اختیاری کا رکھ کر چلیں ..... ۱۷۵
آداب کو بجا لائیے ..... ۱۷۶
جب بے ادبی حد سے گزر جائے ..... ۱۷۷
ہم تو مائل بہ کرم ہیں ..... ۱۷۸
ضرورت اختیاط کی ہے ..... ۱۷۸
گستاخی سے باز رہیں ..... ۱۷۹
اس دور کو سمجھو ..... ۱۸۰
یہ علوم ادب کے مقاضی ہیں ..... ۱۸۱
مقصد طے کر لیں ..... ۱۸۱
محنت ان کی، مقصد اپنا نظر ہو ..... ۱۸۲
نافیعت کا پھول خدا ضائع نہیں کرتا ..... ۱۸۳
جو کرو گے وہ پاؤ گے ..... ۱۸۳

## رسوخ فی العلم وقت کی ضرورت

وقت کا اہم مسئلہ ..... ۱۸۶
جب آدمی با وزن ہوتا ہے ..... ۱۸۷
آج تاقد رہی کیوں ہے؟ ..... ۱۸۸
علم کو قبلہ نہا ہونا چاہیے ..... ۱۸۹
وزن کیسے پیدا ہو؟ ..... ۱۹۰

## دینی مدارس کا قیام وقت کی ضرورت

افسوں کا مقام ..... ۱۹۳
----------------------------

193	حصول علم ہر انسان پر فرض ہے.....
193	علم کے لیے روح کو زندہ رکھو.....
195	صحیح نیت کے ساتھ توجہ دلانے کی ضرورت.....
194	تموڑے میں برکت کب ہوگی؟.....
197	آج قوم بھوکی ہے نگلی ہے.....
198	خدا کی نظام میں تبدیلی کا انجام.....
199	خواتین تعلیم میں پیچھے نہ رہیں.....

### امتحان کی تیاری ضروری ہے

201	امتحان کی کامیابی کے لیے علم ضروری ہے.....
201	چھوٹا امتحان بڑے امتحان کے لیے ہوتا ہے.....
202	وہاں چوری نہیں چلے گی.....
203	اس امتحان کی تیاری کا فائدہ.....
203	اگر لگا ہے تو دنیا ہی میں جنت کا مزا آجائے.....
203	تعلیم علم و عل کا جامع لفظ ہے.....

### صحیح نیت کے ساتھ محنت مطلوب ہے

205	اصل فکر کس کی ہو؟.....
206	مقدار تو طے ہے.....

### مسلمانوں کو با وزن بننے کی ضرورت

209	خدا پہلے ہی ثابت کر چکا ہے.....
209	وزن کب ختم ہوگا؟.....

۲۱۰	انسان کی حیثیت
۲۱۰	وزن کے بقا کاراز
۲۱۱	اگر عقیدہ صحیح ہو جائے
۲۱۲	با وزن ہونے کے لیے دو چیزیں ضروری ہیں۔
۲۱۲	عربی زبان اور اس کے علوم کو دوام ہے
۲۱۳	سابقہ علوم اٹھائے جا چکے
۲۱۳	اس کی حفاظت خود انہی کے ذمہ ہے
۲۱۴	اے خارجی حسن کی کیا ضرورت؟
۲۱۵	اگر با وزن اور اہل بننا چاہتے ہیں
۲۱۶	با وزن ہونے کے لئے
۲۱۸	وزن صرف کہنے سے نہیں ہو گا
۲۱۸	نفع بخش چیزیں نہیں جاتی
۲۱۹	وزن پیدا کرنے کا دوسرا نامہ
۲۲۰	تیر انہے
۲۲۰	چوتھا نامہ
۲۲۱	دنیا کے بقا کاراز
۲۲۱	محبوب اور مرحوم بن جاؤ
۲۲۲	صرف تھاری تک دو کام نہیں آسکتی
۲۲۳	سب سے بڑا احسان
۲۲۳	ضعفاء کے ساتھ احسان
۲۲۳	با وزن ہونے کے لیے صحیح راستہ چلیں
۲۲۳	اگر اٹھے ہو جائیں گرتے

## حقیقت علم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم، أما بعد!

**صاحب علم کبھی تاریخی سے نہیں گزرتا**

بزرگان گرامی قدر، علمائے کرام اور اس انوار العلوم کے عزیز طلباء!

علم جو ہے وہ حقیقت ایک نور ہے، اور آپ نے اپنے مدرسہ کا نام ہی رکھا ہے انوار العلوم، تو جس قدر علم کا نور جو حاصل کر لے، اتنا بڑا وہ نور بن جائے گا، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اللہ کے رسول ﷺ کو بھی نور فرمایا ہے اور قرآن مجید کو بھی نور کہا ہے دونوں نور ہیں، ایک قرآن کا نور، اور ایک رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور، یہ دونوں نور جس کے پاس ہوں اس کی رات نہیں ہوتی، اگر آتی ہے تو روشن ہو کر آتی ہے، رات بھی آئے گی، دن بھی آئے گا، اور دنیا میں جتنی قومیں ہیں سب کو رات اور دن سے گذرنا پڑتا ہے، جیسے آج کل امت محمدیہ رات سے گذر رہی ہے، لیکن جس کے پاس دونور ہوں گے، تو رات نہیں ہوگی، جس کو رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوں فرمایا کہ ”ترکتکم علی المحجۃ البیضاء، لیلها کنهارہا“ (سنن ابن ماجہ فی باب الباع منہ رسول الله ﷺ) اتنا چکتا دملکا صاف سقرا راستہ تمہارے لئے چھوڑ دیا ہے، تم کو اس پر چھوڑ دیا جس کی رات بھی دن ہے لیلہا کنهارہا، کہ اس کی رات اس کے دن کی طرح ہے، یعنی جب روشنی آپ کے ہاتھ

میں ہے ٹارچ لے بیجئے، تو جتنا علاقہ آپ کا ہے وہ دن کی طرح ہو جائے گا، راستہ بڑھتے چلے جائیے، رات کو چنانکتنا آسان ہو گیا ہے پہلے آسان نہیں تھا، اور آپ جب خود موجود تھے تو سورج چمک رہا تھا، تو آپ جب موجود تھے تو ظاہر ہے کہ ٹارچ وغیرہ کی کوئی ضرورت ہی نہیں تھی، سورج لکھا ہوا ہے، تو کوئی حیثیت نہیں ٹارچ کی، اس لئے کہ جب آپ کا نور چمکا، تو

لاکھ ستارے ہر طرف غلمت شب جہاں جہاں

ایک طوع ہے آنفاب بس تو چنی سحر سحر

لیکن آپ جب دنیا سے تشریف لے گئے تو ظاہر ہے کہ اب رات بھی آگئی پھر دن آیا، پھر رات آگئی پھر دن آیا، اسی طرح چلتا رہے گا، یہاں تک کہ قیامت آجائے۔

**تاریکی کے ازالہ کے لیے دونور ہیں**

تجب رات آئے گی تو اس کے لئے آپ نے فرمایا کہ دونور ہیں ایک قرآن کا نور ہے ایک خود رسول پاک علیہ المصراۃ والسلام کا نور ہے، وہ آپ کے اسوہ میں ہے، آپ کی سیرت میں ہے آپ کی احادیث میں ہے، تو جوان دونوں کے ساتھ رہے گا وہ ان ایک اور دونوروں سے انوار بن جائے گا۔

**نام رکھنے میں منتخب صحیح ہو**

آج کل ہم لوگ نام کے تو انوار ہو جاتے ہیں، بہت سے طلبہ ہوتے ہیں جن کا نام ہوتا ہے ”انوار عالم“، لیکن گھر کا بھی نور نہیں ہوتے وہ، تو نام سے نہیں ہوتا سب، اور یوں تو کہا گیا ہے حدیث میں اعجمی نام رکھو، اور آسان سے نام آتے ہیں، الْأَسْمَاءُ تَنْزَلُ مِنَ السَّمَااءِ، آسان سے نام آتے ہیں، لیکن ناموں کے اندر آپ نے پڑھا ہو گا عربی میں دو چیزیں ہوتی ہیں، اگر صحیح طور پر عمل کرو تو وہ نام بہت ہی باعث خیر و برکت ہوتا ہے، بہت ہی غیر معمولی برکت ہوتی ہے، اور اگر نہ کرو اس کے

برخلاف کرو تو اس کا مأخذ سلب ہو جاتا ہے، تو دونوں چیزیں ہیں، جو لوگ اس پر عمل کرتے ہیں، وہ تو چکنے لگتے ہیں جیسے انوار المعلوم، تو ظاہر ہے علم سیکھ رہے ہیں سب بیٹھنے ہوئے، فائدہ اخبار ہے ہیں، اور فارغ ہو رہے ہیں، ایک فارغ ہو جائے کافی ہے، لیکن نور ہو، تو ایک سارے عالم میں انقلاب برپا کر دیتا ہے۔

### کیفیت معیار ہے یا کیمیت؟

ہم لوگ زیادہ تر آج کل **Quantity** تو دیکھنے لگے ہیں، **Quality** بھول کرے ہیں، جس کو دیکھو کیتے دیکھتا ہے، کیفیت نہیں، یہ دیکھتے ہیں کہ طلبہ زیادہ کس میں آئے ہیں، زیادہ معیار نہیں ہے، یہ دیکھو نور کہاں ہے جو چک رہا ہے، اس کام بن جائے گا ایک کافی ہے، حضرت مولانا کیلئے تھے، ان کی والدہ نے لکھا ہے ایک جگہ خط میں کہ "علی تم اکیلی ہوا لا دھاری لیکن سوکی امیدیں وابستہ ہیں تم سے" تو سو نہیں بلکہ ہزاروں لاکھوں سے بڑھ گئے، تو بات یہ نہیں ہے بات یہ ہے کہ ہم نور بن جائیں، تو اس کی قدر ہر جگہ ہے، کیونکہ روشنی کی قدر ہر جگہ ہے، روشنی سے کوئی انکار نہیں کر سکتا، تو اپنے اندر وہ روشنی پیدا کرو علم والی، (نور علم) آج کل اسی کی کی ہے۔

### معلومات کا اضافہ نور علم کا بحران

آج کل معلومات بڑھتی جا رہی ہیں، اور علم گھشتا چلا جا رہا ہے، اور نور علم گھشتا جا رہا ہے، اور یہ کہیں کہ علم بوتا جا رہا ہے، اور نور علم گھشتا جا رہا ہے، کیونکہ علم ہے اس کی روشنی نہیں ہے، علم لکھا ہوا ہے جیسے کمپیوٹر ہے، کرہ میں رکھا ہے کمپیوٹر، لیکن اس کا کنکشن نہ ہو، تو اندر سب کچھ بھرا ہوا ہے، لیکن کنکشن ہی نہیں، ایسے ہی آج کل کے علماء ہیں پڑھ لیا لکھ لیا، کچھ مطالعہ کر لیا، لیکن کنکشن ہی نہیں جب کنکشن نہیں تو کیا ہو گا، آپ کے پاس کتنی ہی اچھی سی ذی ہو، آج کل تو پوری پوری لاہبری ریاں آگئی ہیں C.D.C. کے اندر، کیسی بھی بڑی C.D. ہو لیکن اگر کنکشن نہیں ہو، تو بے کار رکھے رہیے اس کو پڑا رہے

مگا، بعض قارئین کی تعداد تو یہے ہی جاری ہے، علم کا نور نہیں ہے، نور کے معنی کلکشن کے ہیں نور جو ہوتا ہے یہ کلکشن کا ہوتا ہے، سورج کا نور اپنا ہوتا ہے چاند کا نور کلکشن کا ہوتا ہے، چاند کا نور سورج سے کلکشن ہے، اور رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور اپنا ہے، علماء کا کلکشن ہے، اگر کلکشن ہے تو کام بن جائے گا۔

### نور علم کے کلکشن کے دو طریقے

کلکشن دو طرح کے ہوتے ہیں، ایک تو ہے فاتبعونی تو کیا ہو گا محبوب بن جائیں گے آپ، جب اوپر والے کے محبوب بن جائیں گے تو نیچے والے کے خود بن جائیں گے، دوسرے ہے اطاعت الہی، اطاعت رسول، اطاعت رسول سے لعلکم ترحمون، رحمت کی برسات تم پر ہو جائے گی، اگر اتباع کرو گے تو محبوب ہو جاؤ گے، اطاعت کرو گے تو مرحم ہو جاؤ گے، حمتیں تم پر نازل ہونے لگیں گی، لعلکم ترحمون، تو یہ سب اسی وقت ہو گا جب کلکشن ہو جائے، کلکشن قرآن سے ہو جو اصلی نور ہے، قرآن اور رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنا کلکشن ہو جائے، لیکن اس کلکشن کے طریقے سمجھنے پڑیں گے، کیسے کلکشن ہوتا ہے؟ تو اللہ کے رسول ﷺ کا کلکشن تو معلوم ہو گیا، کہ اتباع رسول اور اطاعت رسول، کلکشن ہو گیا۔

### منزل کا آسان راستہ اتباع و اطاعت

مگر اتباع اور اطاعت دونوں کو سمجھنا پڑے گا، تب وہ کلکشن ہو گا، اور قرآن مجید کی تلاوت اور پھر اس کی نشر و اشاعت یہ کلکشن قرآن سے ہو گا، تلاوت کے آداب ہیں، تلاوت کے آداب، نشر و اشاعت کے آداب، وغیرہ وغیرہ لمبا ہے، جو اپنا کلکشن جوڑ لے، بس پھر وہ چکتا دملتا جائے گا پھر کوئی روکنے والا نہیں اس کو، اور ایسے ہی ہو گا جیسے لوگ پارش میں آنے والے کوئی کیسے آگئے اتنی برسات میں، اور اتنا خراب راستہ، ارے کیسے آئے؟ کہے گا تاریخِ ختنی میرے پاس، تو آج بھی راستہ بہت خراب

ہے، فتوں کی برسات ہے ہر طرف سے فتنے برس رہے ہیں، بارش ہوتی ہے، اب جس کے پاس کٹکشن ہو گا تو بیڑی اس کی چارچ ہو گی۔ بس وہ ہاتھ میں لے گا دیکھتا ہوا کہاں پانی ہے کہاں نالہ ہے، پختا ہوا منزل کو ہو نجی جائے گا، وہ الگ بات ہے، برسات ہو، کہے گا کہ ہمارے پاس ثارچ تمی بس بہت آسان ہے۔

### مدارس میں آنے کا مقصد

آپ کو اللہ میاں نے یہاں بھیجا ہے وہ اس لئے کہ آپ کے اندر جو سل ہے، اس کو چارچ کر لیں، یعنی اس کے اندر روشنی بھر لیں، اور ظاہر ہے پھر کٹکشن ہو جائے گا، اور آپ چل پڑیں گے، کوئی آپ کو رونے والا نہیں ہو گا، اور اگر ثارچ نہیں ہے تو رات کو سیدھا راستہ بھی شکر دے دیتا ہے، اگر رات ہے یہ کہہ دیا جائے سڑک صاف ہے، آپ چلے جائیے تب بھی پیر غلط اٹھ جاتا ہے، آدمی سمجھتا ہے اب کہیں گذھا ہے یا نیچا ہے، اور اگر ثارچ ہاتھ میں ہے تو دیکھا چلا جائے گا، تو بس اتنی سی بات ہے کہ انوار العلوم کا فائدہ یہی ہے کہ اگر آپ کے پاس ”انوار“ آجائے تو پھر علوم کام کے ہو جائیں گے، اور صرف علوم رہے اور انوار نہ رہے، تو کاڑی لڑک جائے گی، تو آپ انوار العلوم بن جائیے، بس کام بن جائے گا۔

وآخر دعوا ان الحمد لله رب العالمين.



## مدارس اسلامیہ دین کے قلعے

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الأولين  
والآخرين محمد بن عبد الله الأمين وعلى آله وصحبه الغر الميامين  
وعلى من تبعهم ودعا بدعوتهم إلى يوم الدين ، أما بعد  
ميرے بزرگو، دوستو اور اس جامعہ کے عزیز طلباء!

اللہ تعالیٰ کا قانون ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کیا ہے، اور حدیث میں بھی اس کو بیان کیا گیا ہے، وہ ہے بقاء اُنفخ کا قانون، جو چیز نافع ہے، جو اس کے علاوہ ہے بہہ جانے والی اور غائب ہو جانے والی ہے، اور اسی کو حدیث میں بھی فرمایا گیا ہے کہ سب سے بہتر وہ ہے جو لوگوں کو نفع یہ ہو نچائے، یا جو لوگوں کو نفع یہ ہو نچاتا ہے، تو یہ بقاء اُنفخ کا قانون بے لارگ ہے، جو جتنا نفع یہ ہو نچانے والا ہوگا اتنا ہی باقی رہے گا اتنا ہی مضمبوط رہے گا، اتنا ہی تو انہار ہے گا، اور اپنی نفع یہ ہو نچانے والی صفت میں وہ کافی رہے گا، تو ہم لوگوں کو یہ چیک کرتے رہنا چاہیے اور پار پار دیکھتے رہنا چاہیے کہ ہمارا نفع کم تو نہیں ہو رہا ہے، کیونکہ مدارس جو ہیں وہ نفع یہ ہو نچانے کے مرکز ہیں ایک طرف سے لیتے ہیں، دوسری طرف دے دیتے ہیں، وہاں سے لیتے ہیں جہاں سے کوئی نہیں لے پاتا، اور ان کو دیتے ہیں جو نہیں پاتے، جو خاص طور سے براد راست نہیں پاتے ان کو یہ ہو نچاتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ

نے مدارس کے اندر یہ صفت رکھی تھی اب یہ صفت ہمارے اندر سے ہی ختم ہوتی چلی جا رہی ہے، اس وجہ سے نگاہیں انٹھر رہی ہیں لوگوں کی ہماری طرف، جب ہم شفعت والے تھے تو نگاہیں انٹھنے سے دور تھے جب لفظ کم ہو گیا ختم ہوتا جا رہا ہے تو حالات خراب ہو رہے ہیں، جب آپس میں ناقابلی ہوتی ہے تو لڑائی ہوتی رہتی ہے۔

### جس میں جتنا ظرف ہے اتنا ہی وہ خاموش ہے

آپ نے سنا ہو گا کہ جب زیادہ پیسے والے لمحج ہو جاتے ہیں تو لڑائی زیادہ ہوتی ہے، آپ نے زیادہ آرام سے رہنے والوں کو زیادہ پیسے والوں کو بے شکل افاظ سے لڑتے نہیں دیکھا ہو گا، کبھی بھی کہ سامنے گریبان پکولیں لڑنے لگیں، لیکن یہ جو چھوٹے لوگ ہوتے ہیں ایک ایک دو دو پیسے پر لڑنے لگتے ہیں کیونکہ ان کے پاس خاک نہیں ہے اور جس کافی لمحج زیادہ ہوتا ہے اس کی سطح زیادہ بلند ہوتی ہے وہ لڑنے نہیں ہیں تو اب اس طرح مدارس میں باقی ہیں، کیونکہ لفظ ختم ہوتا جا رہا ہے، اور اگر یہ سب نہیں ہے تو لفظ باقی ہے

### پاورہاؤس کا Connection صحیح ہو

یہ مدارس جو ہیں ان کے بہت سے کام ہیں نمبر ایک وہ سارے کے سارے لمحے سے وابستہ ہیں، ایک تو یہ ہے کہ وہ بھلی لیتے ہیں اصل مرکز سے، یا یوں کہہ لجھے گنگا اور جمنا سے، دجلہ اور فرات سے، وہ نہریں جو آسمانی ہیں ان کا ذکر قرآن و حدیث میں آیا ہے، اور ان سے بھلی پیدا کرتے ہیں، اور بھلی کو پاورہاؤس کی حیثیت سے رکھتے ہیں، پھر ساری دنیا میں سپالائی کرتے ہیں، اور دو وہ نہریں ہیں قرآن و حدیث، قرآن و حدیث سے جو بھلی اکھتا کرتے ہیں تو پاورہاؤس کی حیثیت ہو جاتی ہے، اور جس کو حقیقی ضرورت ہوتی ہے اتنی ہی وہ استعمال کرتا ہے، تو یہ پاورہاؤس ہیں لیکن یہ پاورہاؤس بھلی اس وقت پائیں گے، جب ان کا لکھش ہو گا گنگا اور جمنا سے، اور دجلہ اور فرات سے، جب ان سے تعلق ہو گا تب ان کو بھلی ملے گی، اور ان سے تعلق نہیں ہو گا تو چاہے

اوہ رادر کرنے کی تعلق ہوں جتنے مذاہب ہیں عیسائی ہوں یہودی ہوں ان سب کا کیا  
معاملہ ہے ان کا رابطہ لگنا جتنا سے نہیں ہے، اور یہود یوں کا اور عیسائیوں کا بھی کٹ گیا  
ہے، اور انہوں نے نمبر تین اور نمبر چار بلکہ اس کے بعد بھی لوگوں کے اقوال سے ہی  
وابستگی اختیار کر لی، توجہ اصل سے رشتہ کٹ گیا، تو انہی جو تمی پلاٹی کی، وہ ختم ہو گئی  
اور ان کا وہ حال ہو گیا جو عمومی طور پر ایسے لوگوں کا ہوتا ہے جن کے پاس کچھ نہیں ہوتا  
ہے، تھوڑا بہت رہتا ہے وہ بھی بہت جلدی ختم ہو جاتا ہے اور وہ کام کا بھی نہیں رہتا،  
کیونکہ اس کے اندر پاؤ نہیں رہتا، پاؤ رہا اور ہاؤس کے پاس رہتا ہے، بڑی مشین اسی  
سے چلتی ہے، چھوٹی مشینیں اس سے چل جاتی ہیں تھوڑے وقت کے لئے، اس کے  
لئے کنکشن چاہیے تو ایک کام قدم اس کا پاؤ رہا اوس کا ہے، تو اب خود یکھانا لیتا چاہیے کہ  
ہمارا تعلق قرآن و حدیث سے کیسا ہے؟ اگر قوی ہے تو سمجھ لیں نفع ہے، ہمارے اندر ہم  
پاؤ رہا اس کی حیثیت رکھتے ہیں اور جب نفع نہیں ہے تو پھر ظاہر کہ قلم جہاں لگاتے ہیں  
قلم دل کے پاس لگا ہوتا ہے، لیکن یہ کہ قلم دل کے پاس اس وقت تک رہتا ہے جب  
تک چل رہا ہے، اور نفع باقی ہے، اس کا نفع اگر ختم ہو جائے قلم کا، تو نکال کے باہر  
چھینک دیا جاتا ہے، اس لئے کہ لکھنے کی اس کے اندر صلاحیت نہیں رہی، ایسے ہی  
مدارس کا معاملہ بھی ہے کہ آپ کیا دے رہے ہیں امت کو؟ قرآن و حدیث سے لیا  
کیا اور امت کو دیا کیا؟ یہ ضروری ہے۔

### مدارس شفاخانے ہیں

نمبر دو یہ مدارس شفاخانے بھی ہیں تا کہ مریض آکر یہاں اپنا علاج کراسکے، یہاں  
ہر طرح کی دوامیتی ہے، یہاں ہر طرح کا آپریشن ہوتا ہے یہاں بڑے بڑے کیس آتے  
ہیں مریض کے، اور مریض شفا پاکے چلے جاتے ہیں، تو اگر آپ کے پاس دوائیں ہیں  
اور نسخے ہیں تو ظاہر ہے اس کا تعلق بھی اسی سے ہے، قرآن و حدیث سے، یعنی قرآن

مجید و حدیث سے ایسا تعلق ہے کہ آپ اس سے علاج کر سکیں بتا سکیں مسئلہ کا حل یہ ہے، اور اس کو بھی قرآن و حدیث میں ذکر نہیں، جس جگہ یہ مسئلہ آتا ہو کہ قرآن و حدیث سے مسئلہ پیش کرو، تو اس کے لیے ہے قرآن مجید میں ﴿إِنَّنَّصَارُوا اللَّهَ يَنْصُرُهُم﴾ (محمد: ۷) مدد خدا کی کرو، مدد وہ تمہاری کرے گا، اس کی مدد کا مطلب کیا آپ جانتے ہیں؟ یعنی اس کے دین کی مدد کرو، اللہ تم پر احسان اس وقت کرے گا جب تم اس کی مخلوق پر احسان کرو گے اور تم مخلوق پر کیسے احسان کرو گے یہ ذرا لمبی بات ہے، وقت کم ہے، آپ ماشاء اللہ پڑھے لکھے حضرات ہیں، تو آپ سمجھ لیں کہ کیسے احسان کرنا ہے مخلوق پر، اور مخلوقات میں کتنی قسمیں ہیں جو آپ کا احسان چاہتی ہیں، ان سب پر احسان کرو تو اللہ کا احسان آپ پر ہو گا، اور ان حالات سے بچائے جاؤ گے، تو گویا کہ نئے آپ کے پاس ہوں، جو مریض آئے، لگادیجیے اس کو، کہ یہ آپ استعمال کریں یہ آپ استعمال کریں، تو یہ شفایا نے ہوں، سچھ دن رکھ لیا جائے، یہاں پر جس کو کہا جاتا ہے، ہرچہ بزرگان بد نمک شد، تو اب یہاں کوئی آجائے تو شفا پا کر ہی لٹکے گا، یہ نہیں کہ مریض ہو جائے مدرسون میں، ایسا نہ ہو مدرسہ گئے تھے مدرسہ کاروگ ہی لگ گیا، وہ بھی آپ جانتے ہیں، اب کوئی ایسی چیز تو نہیں جو الگ سے آئے ہوں مدرسون میں ہے کیا؟ یہ میں بھی جانتا ہوں، تو مدرسون میں شفا بھی ہونی چاہیے تھی وہ نہیں ہو رہی ہے ختم ہو گئی، خود مدرسے مریض ہیں ان کو شفا کی ضرورت ہے، کوئی ڈاکٹر ہو اور آکر کر پہلے ان کو تمہیک کرے، شفایاں کو تمہیک کرے، تاکہ یہ شفا کے نفع نکال کر دے، تو مدرسے جو ہیں وہ شفایا نے بھی ہیں، لیکن ہیں اور تھے کامطلب ضائع ہے۔

### سابقہ کتب تھیں قرآن ہے

اب آپ سمجھ لجھتے چیزے میں کہا کرتا ہوں بہت سارے غیر مسلمین میں کہ تورات، انجیل، زبور یہ تو قرآن میں ہیں، اور وید اور گیتا یہ بھی ہیں اور اس کے اندر

اسکی چیزیں ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتابیں ہیں یہ، بلکہ اس وقت تورات، اور انجیل سے زیادہ تو حید وید میں ہے، یہ عجیب بات ہے تو حید حقیقی وید اور گیتا میں ہے، اتنی انجیل اور تورات میں نہیں ہے، اور قرآن کے برابر بالکل تو نہیں کہہ سکتے، لیکن قریب قریب دونوں میں کھلی ہوئی تو حید ملتی ہے، لیکن یہ کتابیں تھیں اور قرآن ہے، یہ فرق ہے، یہ تھیں، قرآن ہے، تو ایسے کہیں جہارے ساتھ نہ ہو جائے، کہ تھے اور ہیں نہیں، ہونا چاہیے ایک شفاخانہ میں ہونا چاہیے۔

### مدارس اسلام کے قلعے ہیں

نمبر تین یہ کہ یہ قلعے ہیں، پناہ گاہیں ہیں کوئی دشمن کسی کو بھگارا ہو تو رسول میں آجائے گا، حفظ ہو جائے گا، نہیں کہ مدرسون میں آگر اور نظروں میں چڑھ جائیں کہ یہ گڑبڑ ہے یہ دہشت گرد ہے یہ فلاں ہے ایسا نہیں ہے پناہ گاہ یہو نجی جانے کے بعد، ہے کسی کی ہمت کہ کوئی ہاتھ ڈال سکے، اور کوئی گزندہ ہو نچا سکے، اس لئے کہ اس کا تعلق کس سے ہے، ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ (الحجر: ۹) سے ہے، کہ ہم نے الذکر کو نازل کیا ہے، اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں، تو گویا کہ ہمارا تعلق الذکر سے ہے تو الذکر کی حفاظت کا مطلب کیا ہوا، جو چیزیں الذکر سے وابستہ ہیں ان کی بھی حفاظت کی جائے، قرآن اعلان کر رہا ہے بڑے زور سے کر رہا ہے اور اس کا مشاہدہ کر رہا ہے تو ایک مشاہدہ تو یہ ہے ہی ہر آدمی جانتا ہے کتنے حافظ ہیں، ہے کوئی جو قرآن کے سوا حافظ ہو جائے اور اس کو یاد کر لے؟ ابھی ایک سکھ صاحب ملنے آئے ہم سے، تو ہم نے کہا کہ آپ کے وہرم کا کوئی حافظ ہے؟ - نہ وہ میں پیشے ہوئے تھے وہ تو میں نے کہا نہ وہ میں تو ماشاء اللہ ہزار حافظ ہوں گے ہی، اور پورے ہندوستان میں پچاس لاکھ حافظ ہیں، ہندوستان میں صرف، تو پوری دنیا میں کتنے حافظ ہوں گے، چونکہ گئے، تو ہم نے کہا

کسی کی مجال ہے کہ قرآن مجید میں گھٹا بڑھا سکے، کرہی نہیں سکتے، حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے ایسا انتظام فرمایا یہ بھی عجیب ہی ہے کہ علماء سے بھی حفاظت ہو گی، گویا کہ آپ اور ہم وابستہ ہو گئے ان علوم سے اور قرآن و حدیث سے تو ہم محفوظ ہیں۔

### قرآن والے کی بھی حفاظت اللہ کے ذمہ ہے

جس کی آخری مثال حضرت شیخ عز الدین بن عبد السلام ان کے بارے میں شاید آپ نے کچھ پڑھا ہو، شیخ عز الدین بن عبد السلام جب مصر تشریف لے جا رہے تھے شام سے لکھے راستے میں ایک شہر پر اتوپور اشہراستقبال کے لیے نکل آیا، اور انہوں نے کہا ہمارے یہاں چلے ہم سب آپ کو بخاتے ہیں، کہا کہ سب کچھ اپنی جگہ پر ہے لیکن میرا علم بہت زیادہ ہے میرا علم تمہارے شہر کا تھا نہیں کر سکتا، مصر گئے، وہاں کے بادشاہوں نے استقبال کیا شیخ الاسلام بنایا، شیخ الاسلام بننے ہی انہوں نے فتوے جاری کیے اور کہا بادشاہ کی حکومت ناجائز ہے، لمبا حصہ ہے وقت نہیں ہے، آخر جو قصہ ہے ان کا وہ یہ ہے کہ سارا مصر خلاف ہو گیا سارے بادشاہ، وزراء، اور سب نے کہا اس مولوی کو نکالو، یہی بہت گڑ بڑ ہے، وہ روز بیٹھے بیٹھے ہی سب کرتا رہے گا تو سب نے طے کر لیا کہ ان کی چھٹی کرنی ہے، سب آگئے ان کے گمراہ، تواریں وغیرہ لے کر کے اور سارے جمع ہو گئے، اور دروازہ کھلکھلایا، شیخ کے بیٹے باہر نکلے اور جب نکل کر دیکھا تو اس کو اندازہ ہو گیا کہ معاملہ گڑ بڑ ہے، تو بیٹے نے جا کر اندر کہا ابا ہر معاملہ گڑ بڑ ہے تو انہوں نے اپنے بیٹے سے بڑے طینان سے کہا تمہارے ابا کے حق میں شہادت کہاں لکھی ہے؟ یہ ہے محفوظ ہونا۔ تمہارے ابا کے حق میں شہادت کہاں لکھی ہے؟ بس یہ کہہ کر باہر نکلے اور یوں کہا: بھائی کیسے آئے؟ سب کی تواریں نیچے گر گئیں، اور کہنے لگے حضور کہیے کیا چاہتے ہیں؟ کہنے لگے میں تم سب کو پھوپھوں گالے جا کر نخاس میں اور پھر نخاس میں بچا، بیچنے کے بعد بادشاہ بنایا میں سمجھتا ہوں پوری انسانی تاریخ میں کوئی ایسا واقعہ نہیں ہوا، یہ تجربہ نہیں ہے لیکن یہ جو میں نے کہا ہے، اب آپ خود فیصلہ کر لیں

کہ یہ ہیں، یا تھے، یا کیا ہیں؟ آج بھی اگر وہ مقام پیدا ہو جائے تو کوئی کچھ نہیں کر سکتا لیکن اب پوئکہ پہلا ہی مسئلہ نہیں رہ گیا، کہ قرآن و حدیث سے ہمارا تعقیل ہو جائے، اور اس سے ہم لیں، لیکن ہم تو اپنے ہی کو کھوئے ہوئے بیٹھے ہیں، ہم کیا کام انجام دیں، بس بیرے بھائیو اور دوستو! مختصر سادقت ہے اور یہ مختصری بات ہے لیکن اپنے کو سمجھو پہلے کہ ہم کیا تھے، اور کیا ہو گئے، ہم کو کیا کرنا تھا، اور کیا کر رہے ہیں، اور کیا کرنا چاہیے، اللہ تعالیٰ ہم سب کی مدد فرمائے۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين.



# مدرس اسلامیہ علوم کے گھوارے

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين  
والعاقبة للمتقين، أما بعد!

علوم کا تعلق علمیم سے ہے  
میرے دوستو اور عزیز طلباء!

آپ حضرات مدرسہ سے جڑے ہوئے ہیں، اور مدرسہ کے ذریعہ علوم سے  
جڑے ہوئے ہیں، اور علوم کے ذریعہ سے علمیم سے جڑنے کی کوشش کر رہے ہیں، اب  
اگر کسی کی قسمت نے یا اوری کی تودہ علمیم سے جڑ جائے گا، اور علوم کی ساری کھڑکیاں  
اس کے لئے سکھل جائیں گی، کیونکہ مدرسہ علوم کے لئے ہے اور علوم علمیم کے لیے ہیں،  
ای لئے رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دعا کروائی گئی ہو۔  
وَقُلْ رَبِّ رَبِّنِي  
علماء (طہ: ۱۴) یعنی علوم کی کوئی اختیانیں ہے، میں سمندر کے کنارے گیا تھا، تو  
دہاں جا کر قرآن مجید کی وہ آیت یاد آرہی تھی، جس میں کہا گیا ہے کہ اگر سارے سمندر  
سیاہی بن جائیں، اور سارے درخت قلم بُن جائیں، یادِ ختوں کو قلم بُنالیا جائے، اور  
ان سے اللہ کے کلمے کلمے جائیں، تو سیاہی روشنائی ختم ہو جائے کی قلم ختم ہو جائیں  
گے، اللہ کے کلمے ختم نہیں ہوں گے، تو اب اندازہ لگا جیسے کہ اللہ تعالیٰ کے علوم کتنے

ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جب سے دنیا قائم ہے اس وقت سے آج تک علوم کی رومنائی شروع کر دی تھی، اور علوم آتے گئے اور جاتے گئے، پیدا ہوتے گئے، تا پیدا ہوتے گئے، موجود ہوتے تھے معلوم ہو جاتے تھے، تو جو علوم پہلے تھے اب نہیں، جواب ہیں وہ ضروری نہیں کل رہیں، تو علوم کی تو کوئی انہانیں ہے۔

### جو علیم سے جڑ جائے اس کو دوام ہے

لیکن جو اللہ تعالیٰ سے جڑ جاتا ہے یعنی علیم سے انہارت، جو زیستا ہے جس کا حکم بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرو، اخلاق الہی میں اپنے آپ کو رکلو، تخلقو بالأخلاق اللہ، اللہ کے اخلاق سے ہم کنار ہو جاؤ، اس کا پروتھمارے اندر پیدا ہو جائے، اور اس کے اندر جو کچھ ہے اس کا ظہور زیادہ سے زیادہ تمہارے اندر محبوس کیا جانے لگے، اس کی بہت سی شکلیں ہیں، اور علامہ اقبال نے بھی اپنے انداز سے اس کو کہا ہے کہ جب مومن کے اندر یہ صفات ہوتی ہیں تب وہ مومن بنتا ہے، اس میں قدوسی اور غفوری، اور جب اس کے اندر جبروتی عناصر پیدا ہو جاتے ہیں تو مومنانہ صفات جملتاً شروع ہو جاتی ہیں، تو ایسے ہی کسی کے اندر علوم آنا شروع ہوتے ہیں تو علوم اس کے اندر جملکنے لگتے ہیں، اور وہ علم کا سمسدر بن جاتا ہے، اور پیاس سے پیاس بجھاتے ہیں، تو یہاں مدرسے سے آپ جڑے ہیں، وہ اسی لئے جڑے ہیں اگر آپ کے اندر یہ بات پیدا نہ ہو تو آپ کا جذنا بے کار ہے، تو مدرسے والے مدرسے سے جلتے ہیں لیکن علم سے نا آشنا ہوتے ہیں، تو وہ گویا کہ سمسدر مدرسہ کا حق ادا کرتے ہیں نہ مدرسے سے فائدہ اٹھاتے ہیں، نہ مدرسے سے نہ کے بعد دوسروں کو فائدہ ہے، ہو نچاتے ہیں، سب ثمر ہو گیا۔

### علم ربانی بننے کے لیے پڑھنا ہو گا

اسی وجہ سے قرآن میں بھی حکم ہے کہ ربانی بننا چاہتے ہو تو پڑھو لکھو، اور اپنے علم کو وسعت دو، اور آگے بڑھتے چلے جاؤ، جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ اللہ کے کلمات کی تو

کوئی انتہا نہیں، اور کلمات کی تو شکلیں عجیب عجیب ہیں، اللہ تعالیٰ نے کلمات کی طرف بھی اشارے کئے ہیں، ﴿فَتَلَقَّى آدُمْ مِنْ زَيْدٍ كَلِمَاتٍ﴾ (البقرة: ۳۷) اور اسی طرح حضرت ابراہیم کو القاف فرمایا گیا تو کلمات کی بھی کوئی انتہا نہیں ہے، تو ساری کائنات کے اندر آپ کو جو نیزگیاں نظر آ رہی ہیں، اور جلوہ آرائی دکھائی دے رہی ہے، اور تخلیقات کا ظہور ہو رہا ہے، وہ سب اسی کی کرشمہ سازی ہے، اگر آنکھیں ہوں تو ہر پتہ کچھ کہہ رہا ہے، اور اگر ہم انہیں ہیں تو دریا بھی کچھ نہیں کہہ رہا ہے۔

### فوائد علم

تو یہ علم جو ہے آنکھیں بھی کھولتا ہے کان کو بھی شناوائی دیتا ہے، دل کو جذبات سے معمور کرتا ہے، اور زندہ کرتا ہے، اور اگر یہ سب کچھ نہیں ہے تو ہے تو انسان لیکن لاش ہے، ہے تو انسان لیکن سایہ ہے،

### گھٹ گئے انسان بڑھ گئے سائے

تو آج کل یہی ہے اسی لئے آپ دیکھیں گے کہ بے رونقی ہے، ایک عجیب سی ادا سی ملے گی مدرسہ میں، یہ اچھی علامت نہیں ہے، ورنہ مدرسہ میں جا کر تو اچھل جانا چاہیے کہ اگر مصافی کرے تو گرنی سے کیف طاری ہو جائے، لیکن چونکہ اب علم سے وابستگی صحیح نہیں ہے، اس وجہ سے جو فیوض و برکات حاصل ہونا چاہیے وہ نہیں ہو رہے ہیں۔

### مدرسہ سہولیات کا نام نہیں

میں تو بار بار عرض کرتا رہتا ہوں کہ مدرسون سے ہمارا تعلق بھی ہے اور میں تو گھر کا بھیدی ہوں، تو یہ تو آپ نہیں کہہ سکتے کہ باہر کا آدمی القہدے رہا ہے، گھر کا آدمی ہوں میں بھی مدرسہ کا آدمی ہوں، لیکن مدرسے اس وقت زوال پذیر ہیں، ذیواریں خوشنما ہیں، ہمارے مدرسون میں ظاہری فیشلشیر بہت ہیں لیکن باطنی فیشلشیر ختم ہو گئی ہیں، اس کی وجہ سے جوبات ہونی چاہیے وہ نہیں ہے، ورنہ علم تو عجیب چیز ہے، جیسے

کوئی شخص کسی کو جانتا ہو، تو بے نیازی کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے، نہیں جانتا کسی چیز کا ماہر تو ظاہر ہے اس کو بے نیازی ہو جائے گی، سائیکل ہے معمولی چیز ہے اگر وہ سائیکل چلانا جانتا ہے تو سامنے سائیکل کھڑی ہے، تو اس کو اندر سے یہ اطمینان ہو گا کہ ابھی بیٹھوں گا، چلا جاؤں گا، اس لئے کہ جانتا ہے چلانا، ایسے ہی یہ تو معمولی چیز ہے، ایسے ہی معاملہ امتحان کا بھی ہے، کہ اگر پچھے جانتے ہیں کتاب کو تو اطمینان ہے بیٹھے ہیں سائیکل پر چلے جائیں گے، پرچھ چل کر دیں گے، نہیں جانتے تو پریشان ہوں گے، کیونکہ ظاہر ہے ایک دم سے سائیکل تھوڑی سیکھ لی جاتی ہے، مشق کرنی پڑتی ہے، چھوٹی چھوٹی چیزیں ہوتی ہیں سائیکل میں، لیکن اس کا بھی خیال رکھنا پڑتا ہے سائیکل والے جانتے ہیں میں نے جب سیکھی تھی سائیکل تو وہ کہتے ہیں کہ سامنے دیکھو اور سائیکل والا پچھے کوہی دیکھتا ہے، پیڈل کو، اور جہاں پیڈل دیکھا گرا، اسی لئے کہا جاتا ہے پیڈل سے چلا، اور دیکھو سامنے، ایسے یہاں بھی معاملہ ہے اگر آپ علم کی سائیکل چلانا چاہتے ہیں، تو علم کے پیڈل کو چلائے، لیکن دیکھیے اور آپ علم کو، تو پھر آپ کو علم آئے گا، لیکن اگر سب پیچے دیکھنے لگیں، تو کفر جائیں گے، اور ہوسپ بھی رہا ہے، کہ علم کو کوئی دیکھتا نہیں، سب علوم کو دیکھ رہے ہیں، اور علوم آتے نہیں برکت اور پر سے ہو گی نہیں، تو علوم آئیں گے نہیں۔

### علم کے کچھ آداب ہیں

دوسرے یہ کہ علم جو ہے اس کی بھی بہت سی شاخیں ہیں، ایسے ہی کوئی کھیل نہیں ہے، تب جا کے علم آتا ہے، کتنے بڑے بڑے لوگوں نے کیسی بڑی بڑی باشندگی ہیں، امام غزالی، رازی، جن کا نام سن کر بھی آپ چونک جائیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے کیسے کیسے علوم عطا فرمائے تھے، آج بھی ان کی کتابیں زندہ جاوید ہیں، اور ناشیر کشمکشی ہیں، اپنے اندر، انہوں نے کیسی کیسی باشندگی بھی بیہاں تک کہہ گئے کہ جب سب کچھ دے دو گے، اپنا حوالے کر دو گے، تب علم تھوڑا آئے گا، لیکن علم کو حاصل کرنے کے لئے

بہت کچھ چاہیے، جس کے لئے بہت باتیں ہیں، لیکن ایک جو بہت استعمال میں آتی ہے بہت محاورہ میں بھی آتی ہے:

### بادب بانصیب بے ادب بے نصیب

نصیب کے دعویٰ ہیں اس کے ایک صدقی سب جانتے ہیں، ایک تو یہ ہے کہ بادب بانصیب، یعنی علم کا آپ ادب کریں گے تو آپ نصیب والے ہوں گے، جس کا ایک میں نے بتایا کہ زناہ اور ہونی چاہئے، یہ ادب ہے، علم کا ہے کے لئے حاصل کر رہے ہیں؟ معرفت کے لئے، تو کہاں کہا جو ہے تکمیلی بندی رہے گی، ﴿فَذُرْرَى تَقْلِبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنَوْزِينَكَ قِيلَةً تَرْضَاهَا﴾ (البقرة: ۴۴) جب اوپر بار بار دیکھیں تو دروازہ کھلے گا، جو یہ کرے وہ بھی سنت ہے، گویا کہ آپ قبلہ کے لئے دیکھتے تھے آسمان کی طرف، تو اللہ میاں کی طرف سے یہ حکم آیا کہ اچھا باب جائیے قبلہ کی طرف کعبہ کو قبلہ بنا دیا گیا ہے، ایسے ہی جب حرفت کے لئے کوئی علم حاصل کرتا ہے تو اوپر بار بار دیکھتا ہے یعنی علم سے اس کا تعلق ہو جاتا ہے، تو پھر دروازے کھلتے ٹلے جاتے ہیں، اوپر والا کہتا ہے اچھا ٹلوڈے دواس کو۔

### حصول علم میں صحیح نیت کا فقدان

لیکن علم حاصل کر رہے ہیں کا ہے کیلئے؟ - لا حول ولا قوّة إلا بالله - بہت پیسے کے لیے، اور بیچاروں کی پرواز بھی کیا ہے امامت اور موذنی، اب اس کو لوگ سمجھتے ہیں بے ادبی کردی، ادھر کہہ رہے ہیں بادب نصیب، امامت کے لئے ایسا نہیں ہے، لیکن ہم چونکہ خراب ہو گئے ہیں، تو اسی لئے امامت اور موذنی بھی خراب ہو گئی ہے، اب جب وہ خراب ہو گئی ہے تو اسی سے جڑے رہتے ہیں، اور اگر ہم اچھے ہوں گے پھر موذن ہوں تو پھر موذن معلوم ہے اس کی اہمیت؟ سب سے پہلے حضرت ابراہیم موذن ہیں ﴿وَأَذْنَنَ فِي النَّاسِ بِالْحَجَّ﴾ (الحج: ۲۷) لیکن کس کے موذن؟ حج کے موذن

تھے، اعلان کر دیا مگر موزنی کیسی تھی ان کی، اوپر سے آرڈر آیا، اذان دو، تو کہا پروردگار آواز ضعیف ہے، میں نا تو اس ہوں، کہا میں تو انہوں، اذان دو، تو اذان دی، تو آج دیکھ بیچے پہنیں کتنے لبک کہتے حج کرنے چلے جا رہے ہیں، تو اللہ نے کہہ دیا سب آئیں گے، تم اذان تو دو، ایسے ہی ہم سے کہا گیا تمام اذان دو، لیکن ہماری لگاہ اس پر گئی نہیں، گڑ بڑ کر دیا معاملہ ہم نے، اذان دی تو نظر آرہا ہے اذان دے رہے ہیں، انکلی ڈال کے، لیکن دھیان لگا ہوا ہے کہ کھانا آرہا ہے گمر سے، اور جیب میں روپے آرہے ہیں، ایسی اذان سے کیا فائدہ؟ شیطان بھی لامب بھیجا ہے، اذان واقعی کہتے ہیں آپ ایک دفعہ کہہ دیجیے اللہ اکبر تو:

پہاڑوں کو دیا تھا جس نے رعہہ سیماں  
وہ اذان وہ اذان جو کسی نے دی تھی

بلال نے دی تھی، ابن ام کptom نے دی تھی، اور اس کے بعد موزنین دیتے آئے تھے، اس سے کیا ہو گا؟ یہاں بھی اونچے وہاں بھی اونچے، وہاں گردون اونچی، موزن جو اذان دے گا تو وہاں سب سے اونچا رہے گا یہ کون ہے اتنا بلند چلا آرہا ہے؟ یہ ہمارے موزن صاحب ہیں، مگر موزنی ہماری خراب، اب تو ایسی ہی امامت بھی ہو گئی ہے، کہ بجدہ پر بجدہ ہیں، لیکن سجدے میں گئے تو وہاں بھی روپے نظر آرہے ہیں، رکوع میں گئے تو وہاں بھی روپے نظر آرہا ہے، اور سلام پھر دیا تو ڈش نظر آرہی ہے کھانے کی، ایسی غماز سے کیا فائدہ بھائی، اسی کو علامہ اقبال نے کہا "دور کعت کے امام"， پھر لوگ کہنے لگے کہ علامہ اقبال نے بے ادبی کی ہے، بے ادبی نہیں کی ہے، اصل میں برے اماموں کا نقشہ کھینچا ہے، تو اصل میں یہ جو علوم آپ کو دینے گئے ہیں، آپ کو بلند کرنے کے لئے ہیں، لیکن ایک مسئلہ یہ ہے کہ ظرف وہ نہیں ہے کیونکہ

ہم تو مائل پر کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں  
راہ دھلانیں کے کوئی رہ روئے منزل ہی نہیں

## عمرہ و سعیج ظرف کی ضرورت

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم تولائے چار گلو دو دھ، اور آپ چھوٹا سا برتن لے کر آئے، کہ بھائی دو دھ دیدیجیے، تو ہم بھی سہی نہیں گے کہ یہ کیا لے کے آئے ہوا تھا سا کثور یہ؟ اچھا جاؤ چلو دوسو گرام ہی لے جاؤ، دینا تو تھا چار گلو، لیکن ملا دوسو گرام، اور اسی میں آپ خوش ہو رہے ہیں، کروادہ دوسو گرام مل گیا۔

تو ہمی ناداں چند کلیوں پر قیامت کر گیا

تو آج کل مر سے وہی ہیں، اللہ میاں تو میوں دینا چاہتے ہیں، لیکن یہ اتنا ظرف چھوٹا لے کر جاتے ہیں، کہ دیدیجیے سو گرام بھائی، تم کتنا لو گے؟ پچاس گرام، تم کتنا لو گے؟۔ ابے تم آدمی ہو، کیا لوگ ہو؟۔ جاؤ لے جاؤ بھائی، اور صرف اسی پر راضی ہیں، اور وہ ان سے کہہ رہا ہے کہ ابھی مل رہا ہے اور بہت بھرا رکھا ہے، بالائوں میں بھرا رکھا ہے، بہت شاندار دودھ ہے، تو وہ اس کا ظرف ہی نہیں ہے، تو مسئلہ یہ ہے کہ اس کا ظرف پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

## مدارس کے Chek up کرنے کی ضرورت

مدارس کی دیواروں پر محنت بہت ہو رہی ہے، کرے بہت بن رہے ہیں، عمارتیں بہت بن رہی ہیں، لیکن اندر بیچ دریچ کچھ بھی نہیں ہے، یہ مدرسوں کا حال ہوتا جا رہا ہے، دیکھنا چاہئے، یعنی یہ بھی اچھی علامت نہیں اور دیکھے ہی نہیں، Chek Up تو کرائے بھائی، جب آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے تو چیک اپ کرتا ہے چالیس سال کے بعد تو Chek Up ہونا چاہئے مدرسوں کا ورنہ مدرسوں کا بدحیہ نہ ہیٹھ جائے کہیں، اس لئے مر سے صرف عمارتوں کا نام نہیں ہے، ہمارے حضرت مولا نما نے ایک جگہ لکھا ہے کہ ہر چیز کا ایک شجرہ نسب ہوتا ہے، ایسے ہی قربانی کا بھی ایک شجرہ نسب ہے، اگر قربانی ابراہیمی نہ ہو، یعنی اس کا شجرہ نسب حضرت ابراہیم سے نہیں ملتا، تو

وہ قربانی نہیں، ایسے ہی ہر مسجد کا تعلق حرم شریف سے ہے، اگر وہ تعلق نہیں ہے تو مسجد نہیں ہے، اور اسی طرح مدرسہ کا بھی شجرہ نسب ہے جو صفات سے نہیں ملتا وہ مدرسہ مدرسہ نہیں ہے، ہر ایک کا شجرہ نسب ہے، اپنے ابا کو نہیں جانتے، پوچھا جائے تمہارے ابا کون؟ تو نہیں معلوم، ایسے ہی مدرسہ والوں کو نہیں معلوم تمہارا شجرہ نسب کیا ہے، ابا کون ہیں تمہارے؟ نہیں بتا پائے گا۔

### عالم وہ ہے جس کا عقیدہ بھی مضبوط ہو

تو ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنا معاملہ درست کریں، اور اس کی طرف توجہ کریں، سب آتے ہیں آج کل یہ بھی ہورہا ہے نا، کہ کہتے ہیں ماشاء اللہ ماشاء اللہ، حافظ ہو گئے، عالم ہو گئے، اور حافظ صاحب بھی اچھے لگے ہیں، اور مولوی صاحب بھی، بہت پھول رہے ہیں، کہ ماشاء اللہ مدرسہ سے اتنے عالم نکلے، ارے ایک بھی نہیں لکلا بھائی، عالم کس کو کہتے ہیں معلوم ہے؟ اب کیا بتائیں کس کو عالم کہتے ہیں، اور حافظ کی کتنی بڑی فضیلت ہے، لیکن اگر عقیدہ درست ہو تو حافظ کی قدر ہے، ورنہ عیسائی قرآن مجید یاد کر لیتے ہیں، حافظ ہیں وہ بھی، جو آپ کتاب آپ کے یہاں الحنجد ہے جانتے ہیں، عیسائی کی لکھی ہوئی ہے، المسجد عیسائی کی ہے، اور حافظ قرآن ہے، تو کیا فائدہ ہوا بھائی، ایسے عالم صاحب ہیں جن کا عقیدہ درست نہیں ہے، ایسے عالم صاحب ہیں جن کا عقیدہ ہی تھیک نہیں ہے، کتنے افسوس کی بات ہے، اور جب عقیدہ ہے لیکن درست نہیں تو مولوی کیسے؟ مولوی بالکل بے بنیاد لا اساس لے، عقیدہ تو پہلے ضروری ہے، تو اس وقت پڑھتے تو سب کچھ ہیں، لیکن عقیدہ ہی نہیں پڑھتے ابھی تو کتنی جگہ میں نے دیکھا اور اچھے علماء کی بعض کتابیں بھی پڑھیں، ان کا بھی عقیدہ ڈگر کیا ہوا ہے اپنی جگہ سے، کہلوانا پڑا تو انہوں نے توبہ کی، رجوع کیا بڑے عالم ہیں لیکن غلطی ہو گئی، غلطی معمولی ہوتی بھی، ہندوستان میں عقیدہ کی ٹکر لازمی ہے، فرض یعنی ہے سب

کے لئے ہے، عالموں کے لئے بھی ہے، عالم سوچتے ہیں مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے، حالانکہ نبوت کے گرانے کو ضرورت تھی، حضرت یعقوب نے اپنے بیٹوں کو جن کر کے کیوں پوچھا؟ ﴿مَا تَعْبُدُونَ مِنْ بَعْدِي﴾ (البقرة: ۱۳۳) حالانکہ وہ تو بیٹے نبی کے، باپ نبی کے اور پوتے نبی کے، پھر کیا ضرورت تھی عقیدہ کی؟ مگر پوچھا اس لئے کہ جانتے تھے اہمیت عقیدہ کی، بغیر عقیدہ کے تو کچھ بھی نہیں ہے۔

### عقیدہ پینک کے کھاتے کی طرح ہے

جس کو ہمارے یہاں ایک دیہاتی آدمی ہے لیکن مثال بڑی اچھی دی انہوں نے کہا کہ اگر آپ کے پاس پچاس لاکھ روپے ہوں اور آپ پینک جائیں، کہ جمع کر لیں تو پینک والا جمع نہیں کرے گا، کہہ گا پہلے کھاتہ کھولو، کھاتہ چاہے پانچ سو روپے میں کھلوایے، کھلونا پڑے گا، تب آپ کے پچاس لاکھ جمع ہوں گے، یہ تو کہہ سکتا ہے مخمر ہماری جیب میں رکھ دو، ہم سب لے جائیں گے، لیکن جمع نہیں کرے گا، اس لئے کہ بغیر کھاتے کے جمع ہی نہیں ہوتا، ایسے ہی عقیدہ ہے، اگر عقیدہ درست نہیں ہے تو سب کچھ کرڈا لئے آپ، ہونا کچھ بھی نہیں ہے، اور عقیدہ درست ہے تو کھاتہ کھل جائے گا، اور اب تھوڑا بھی کریں گے تو بڑھتا چلا جائے گا، تو عقیدہ کی اہمیت بہت ضروری ہے

### علم کے فوائد عقیدہ کی اصلاح پر موقوف ہیں

آج کل مدارس میں خاص طور سے توجہ دینا چاہیے ہے آج کل بغیر عقیدہ کے چلے جاتے ہیں، کوئی توجہ نہیں دے رہا ہے، میرا برقر آن مجید پڑھانے میں دینا چاہیے حدیث پڑھانے میں دینا چاہیے، مگر یہ پہلے خود بھی جانیں، تقویۃ الایمان پڑھنا چاہیے سب کو، مولانا اسماعیل شہید کی، پہلے ہر آدمی پڑھتا تھا، فلا یکون الدیوبندی دیوبندیا الا بتقویۃ الا ایمان، مولانا رشید احمد گنگوہی ضروری کہتے تھے لیکن آج کل جانتے ہی نہیں، ذرا پوچھو، اتنے بیٹھے ہوئے ہیں، جانتے ہی نہیں، پڑھنا چاہیے تقویۃ

الایمان با قاعدہ پڑھنا چاہیے، فیصلت مسلمین پڑھیے، تقویۃ الایمان پڑھیے تاکہ عقیدہ بالکل پختہ ہو جائے، اب اس کے بعد پھر کام کریں تب پھر علم کا فائدہ ہوگا، اور اچھے عالم نکلیں گے، پھر وہ عالم ہوں گے جو عالم کھلانے جاسکیں، اگر ایسے عالم ہوں گے تو فضابدل جائے گی، اور آج کل المذاہو گیا ہے اگر مولوی صاحب بن جاتے ہیں تو فضا خراب ہو جاتی ہے، بہت جگد مجھے تو باقاعدہ معلوم ہے، وہاں جب سے مولوی گئے ہیں وہاں کے حالات اچھے نہیں ہیں، میں تو یہ سمجھتا ہوں مولوی اچھے نہیں ہیں، عالم کے ہیو پختے سے حالات اچھے ہو جاتے ہیں، علامت ہوتی ہے ہر چیز کی، ایسے ہی بات یہاں پر بھی ہے، سمجھ لیجیے عالم جائے اور حالات اچھے ہو جائیں تو اچھا عالم ہے، اگر حالات بگڑ جائیں تو براعالم ہے۔

### کتابی اور لدنی علم میں فرق

تو اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو مدرسہ سے جوڑا ہے، تو ہم علوم سے جڑیں، اور علوم کو علیم سے جوڑیں، اور دعا کرو ب زدنی علماء، اے اللہ تو علم کو زیادہ کر دے بڑھادے، توجہ علم کی طرف سے علوم کا القاء ہوگا، تو کیا کہنے ہم لوگوں کا علم بھی ایسے ہی ہے جیسے آج کل کی شکلیاں اس میں پانچ لیٹر پچاس لیٹر بھروسہ اور صبح خالی، گرمیوں میں گرمی، اور سردیوں میں شنڈی، ایسا علم ہے ہمارا، اور ہمارے پڑھنے والوں کا علم تھا بورنگ والا نیچے بورنگ ہو گئی جسمی جاری ہیں، سردیوں میں گرم اور گرمیوں میں شنڈا، اور مقدار ایسی جتنا نکالو اتنا عمده، تو اب اس میں اور اس میں یہ فرق ہے، تو اب اس علم کا انکشش بھی غیر معمولی ہے لیکن وہاں سے بند کر دیا بس ختم، جس کو کہتے ہیں کتابی علم، اور وہ ہے لدنی علم، اور کتابی علم اسی لئے حاصل کیا جاتا ہے تاکہ لدنی علم آئے، بورنگ میں اسی طرح کیا جاتا ہے تا، بورنگ میں پہلے اور سے پانی ڈالتے ہیں، اور برادر ڈالتے رہتے ہیں، جب بورنگ ہو جاتی ہے، تو اپر سے پانی بند، پھر نیچے سے جاری ہو جاتا ہے، ایسے ہی کتابی علم جو ہے مدرسی، اس کی حیثیت

بس اتنی ہی ہے، پھر بورنگ ہو جائے گا جب بورنگ ہو جائے گا تو پھر وہ ایسی باتیں بتائے گا کہ آدمی دنگ رہ جائے گا، اور اگر کوئی پریشان حال پوچھ لے اس سے آکر تو مسئلہ منشوں میں حل ہو جائے گا، اس لئے کہ اندر سے آرہا ہے اس کے پانی، جس کو لیتا ہے لے جاؤ، تم بھی لے جاؤ، اور جن کا Limited پانی ہے، تو وہ کہنیں گے بھیاں اب نہیں دے سکتے، ورنہ سب بچے ہمارے پریشان ہو جائیں گے، اور وہاں بچوں کی پریشانی کا مسئلہ تھوڑے ہی ہے، یہ تو بورنگ ہیں جسے ہیں، اور پھر جتنا عمده چشمہ ہو گا اتنا ہی زیادہ پانی نکالیے جتنا ہی زیادہ نکالیں گے اتنا ہی زیادہ اچھا آجائے گا، صاف ہوتا چلا جائے گا، تو علم معمولی چیز نہیں ہے، ہم لوگوں نے اس کو معمولی سمجھ لیا ہے۔

### علم کی اہمیت کو سمجھنے کی ضرورت

اللہ کے رسول ﷺ نے جہاں تک ہم نے دیکھا ہے اور پڑھا ہے یہ نہیں کہا کہ اے اللہ عبادت میں زیادتی کروے، زدنی عبادت نہیں کہا آپ نے، کہا زدنی علماء، اس لئے کہ علم کی کوئی تھاہ نہیں ہے، انتہا ہی نہیں ہے، تو اس وجہ سے علم بڑھتا چلا جائے گا، اور جب علم بڑھے گا تو ظاہر ہوئے ہر چیز کا تعلق اسی سے ہے، اور پھر باتیں تو بہت ہیں لیکن یہ جو ہم لوگ چاہتے ہیں کہ ہم صحیح ہوں، تو ہم کو یہ کرنا پڑے گا، علم سے اپنا تعلق صحیح قائم کرنا پڑے گا، اور پھر اس کے سلسلہ میں اور بھی چیزیں ہیں، علم کے سلسلہ میں ابن عبد البر کی کتاب ہے بیان قول العلم، اس کا مطالعہ کرنا چاہیے تاکہ معلوم ہو کہ علم کی کیاشان ہے اور علم کہتے کس کو ہیں؟ اس لئے کہ علم صرف جانے کا نام نہیں ہے، علم روشنی ہے یقین ہے، اور پھر عمل کا ذریعہ ہے، اور صحیح راستہ چلنے کا پیش خیمہ ہے وغیرہ وغیرہ، علم تو بہت بڑی چیز ہے، اس لئے حدیشوں میں جو کچھ آتا ہے، اس کو سامنے رکھیے تب سمجھ میں آئے گا، کہ علم کیا چیز ہے، جس میں اللہ کے رسول ﷺ نے حدیشوں میان فرمائی ہیں، تو ساری کی ساری خوبیاں علم میں ہیں لیکن اس علم میں نہیں جو ہم لوگوں والا ہے یہ تو دیسا یعنی ہے بالکل، اور جتنا کم علم والا ہوتا ہے، اتنا ہی واد واد ہوتا ہے، ورنہ جتنا ہی علم زیادہ ہوتا ہے اتنا

ہی احتیاط سے ہوتا ہے ہمیشہ، کسی کو گھٹایا نہیں سمجھے گا اور ایسا شخص جلدی سے دعویٰ نہیں کرے گا، اس لئے کہ وہ حق سمندر میں ہے، اور جو سمندر کے کنارہ ہے تو پھر کیا ہے بس دو فٹ میں ہے، اسی طرح آج عالم بہت ہیں، لیکن ہیں کچھ نہیں، صرف ذہول کا پول ہیں، تو اپنے اندر علم کی حقیقت پیدا کریں تو ظاہر ہے اس کی شان ہی نہیں ہے، جہاں چلا جائے گا جہاں بیٹھ کر پی لے، بس وہی میخانہ بن جائے، اس کو پھر مدرسون کی ضرورت نہیں ہوتی، جہاں بیٹھ جائے وہیں مدرسہ، ہمارے اکابر دیکھ لجھتے جہاں بیٹھ گئے وہیں مدرسہ بن گیا، اور اب مدرسے بنائے جاتے ہیں تو پکڑ پکڑ کے لائے جاتے ہیں۔

### جو طالب مطلوب نہ بن سکے وہ طالب ہی نہیں

میں نے ایک رفعہ کہا جو طالب علم مطلوب نہیں بنتا فارغ ہونے کے بعد تو طالب علم بنا ہی نہیں، اس لئے کہ جو اچھے طالب علم ہوتے ہیں تو مدرسے والے ان کو نگاہ میں رکھتے ہیں، کہ ہمارے بیہاں آجائے ہمارے بیہاں آجائے، اور جو ایسے نہیں ہیں تو بے چارے پوری زندگی طالب تھی رہتے ہیں، ہر جگہ جاتے ہیں تم رکھلو تم رکھلو تم رکھلو تو جو طالب مطلوب نہ بنے، وہ طالب کیسا؟ بس بات یہ ہے کہ ان مدرسون میں طالب ہی نہیں، بلکہ طالب طعام ہوتے ہیں، طالب علم بہت کم ہیں، طالب طعام، طالب لباس، اور آج کل طالب فیصلیہر، جس کو عربی میں کہتے ہیں (تسہیلات)، بس وہی ذہنوں میں رہتے ہیں کس مدرسہ میں زیادہ ملے گا؟ اور کہا نے کو کہاں اچھا ملے گا؟ ابھی ایک دوسال پہلے میں دیوبند گیا، تو یہ پرانی بات ہو گئی وہاں پر ایک اشتہار لگا ہوا تھا مدرسہ کا، کہ طلبہ عزیز پڑھنے آئیں کہانے کے ساتھ غذا میں بھی ملیں گی، میں تو دیکھ رہ گیا، افواہ ازوال کہاں تکمیل ہوئی گیا؟ ازوال کی انتہا ہو گئی، لگتا ہے بیچارے سب ضعفاء ہیں، کہ ان کو مقویات دئے جائیں گے، تاکہ انسانی ان کے اندر آجائے، بہت غور طلب ہے مسئلہ کہ ہم لوگ کہاں ہیوئی گئے کیا تھے؟ اور کہاں آگئے، بس اس کو اگر سمجھ لیں تو مسئلہ حل ہے، اور اگر نہیں سمجھ تو طالب تو ہیں ہی نہیں۔

وآخر دعوا إنا أن الحمد لله رب العالمين.

## تعلیم قرآن کی اہمیت اور اس کے فوائد

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الأنبياء و  
المرسلين، محمد بن عبد الله الأمين، وعلى آله الطاهرين وصحبه  
الفر الميامين، وعلى من تبعهم ودعا بدعوتهم إلى يوم الدين أما بعد!  
میرے دستوار عزیز بخواں!

اللہ کے رسول ﷺ نے جو سارے انسانوں کے پیشوائیں امام ہیں اور انسانوں  
میں سب سے بڑے ہیں، انہوں نے یہ فرمایا کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن  
پڑھے اور سکھائے، جو قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرے اور تعلیم دے، جو قرآن مجید  
پڑھے اور پڑھائے وہ سب سے بہتر ہے، اور پھر ظاہر ہے کہ قرآن مجید جو جتنا زیادہ  
پڑھے گا اور سکھئے گا اور اس کی تعلیم حاصل کرے گا اتنا ہی بڑا ہوتا چلا جائے گا اس میں  
سے پہلا درجہ وہ ہے جو آپ لوگوں کا ہے جو قرآن مجید کے الفاظ پڑھے وہ دوسری  
کتابوں کے الفاظ پڑھنے والے سے بہتر ہے، جو قرآن مجید کے الفاظ کو پڑھائے وہ  
دوسری کتابوں کے الفاظ کو پڑھانے والے سے بہتر ہے، اس کا مقابلہ ہی نہیں ہے،  
ایسے ہی قرآن مجید کے جو علوم حاصل کرے وہ ایسے ہی ہے جو دوسرے علوم حاصل  
کر رہے ہیں ان سے بہتر اور ایسے ہی جو قرآن مجید کے علوم جو دوسروں کو دے وہ ایسا  
ہی ہے، جو علوم دنیا میں ہیں ان کے پڑھانے والوں سے بہتر ہے، ان کے دینے

والوں سے بہتر ہے، پھر قرآن مجید پر جو عمل کرے۔

## تعلیم کے وصف و مفہوم

تعلیم میں دونوں باتیں ہیں، کہا گیا ہے خیر کم من تعلم القرآن و علمه، (سنن أبي داؤد فی باب ثواب قراءة القرآن) تو تعلم کہتے ہی اسے ہیں جو علم حاصل کرے تب تعلم ہوتا ہے اگر خالی علم ہو تو تعلم نہیں ہے عربی کے اقتبار سے، تعلم کہتے ہی اسے ہیں جس میں علم بھی ہو اور عمل بھی ہو، علم سکھے جانے اور پرکشیکل اس پر عمل کرے، تو وہ تعلم ہو گیا۔ اور اس کے بعد ہے و علمہ، گویا کہ ہر تعلم کرنے والے کو تعلیم بھی دینی چاہیے تاکہ خیر کا جو مقام ہے اس پر عمل ہو اور تم لوگ جو پڑھتے ہو قرآن مجید، تو قرآن مجید کے برابر دنیا میں کوئی کتاب نہیں، تو ظاہر ہے کہ قرآن مجید کے برابر کوئی کتاب نہیں تو پڑھنے والوں کے برابر کوئی نہیں، اور اس کے پڑھانے والوں کے برابر کوئی نہیں، چاہے کوئی کچھ بھی پڑھار ہا ہو دنیا میں، اس لیے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے یہ بات فرمائی لیکن اپنی اچھائی کو پڑھاوا اچھا بنتا ہے آدمی جتنا اچھا بنتا ہے اتنا بڑا بنتا ہے، جیسے تم کہانا کھاؤ گے، اور کھاتے ہو، کھانا کھاؤ گے بڑے ہو جاؤ گے، ایسے ہی جو قرآن شریف پڑھے گا بڑا ہو جائے گا، جس طرح تم کھاتے جاؤ گے، پیتے جاؤ گے تو قد بڑھتا چلا جائے گا، اور مضبوط ہو جاؤ گے، طاقت آجائے گی، ایسے ہی جو قرآن شریف پڑھے گا اس پر عمل کرے گا اس کے اندر طاقت آجائے گی، بڑا ہوتا چلا جائے گا یہاں تک کہ سارے لوگوں کی نگاہ اس کی طرف ہوتی چلی جائے گی، محبوب ہو جائے گا، مقبول ہو جائے گا۔

## کلام الٰہی سے وابستگی اللہ کا فضل ہے

یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے کہ اس نے بچوں کو اپنے کلام سے جوڑ دیا، اور نہیں چاہتے تھے معلوم بھی نہیں مخاطب بھی جو گئے تو اور زیادہ اللہ نے غور فرمایا کہ اب اس کو

بڑھا، جتنی محنت کرو گے جیسے تمہارے استاد کہیں دیے پڑھو، محنت کرو، تو آگے بڑھتے چلے جاؤ گے، ماں باپ کھانا کھلاتے ہیں، دودھ پلاتے ہیں، ماں کھانا بناتی ہے، پیار ہو جاتے ہیں تو دودھ پلاتے ہیں بیٹھ کر، تو ایسے ہی استاد پڑھتا ہے بیٹھ کر، ماں باپ کی طرح تو فرمایا کہ تم چاہتے ہو کہ بڑے ہو جاؤ، اور شادی چاہتے ہو، کون نہیں چاہتا بڑا ہونا ہر بچہ چاہتا ہے، تم بڑے ہو جائیں، بڑے ہونے کا اللہ نے انتظام کر دیا ہے، قرآن مجید میں ہے اچھا بلوادھے طریقے سے بولوں کو یاد رکھوں کو تراویح میں پڑھو، اس کے معانی کو سمجھ کر درست کر کے پڑھو، جتنا اچھا کرو گے بڑھتے جاؤ گے، دنیا میں تمہارا ہنگامہ ہو گا پہلے اپنے مدرسے میں بڑے ہو گے پھر اپنے شہر میں بڑے ہو گے پھر دنیا میں بڑے ہو گے، جتنا زیادہ عمل کرو گے اتنا زیادہ بڑھتے جاؤ گے، اور بڑے ہونا کا شوق ہونا چاہیے ہر آدمی کے اندر، اللہ نے یہ بات رکھی ہے کہ اچھے سے اچھا بن جائے، بڑے سے بڑا بن جائے، اور یہ فطری بات اللہ نے رکھی ہے، اس کو بھی اللہ میاں نے قرآن مجید سے جوڑ دیا ہے، بس یہی چند باتیں یاد رکھو، زیادہ باتیں کرنے کی ضرورت نہیں ہے، بس چھوٹی سی بات ہے، جتنی محنت کرو گے اتنے ہی دنیا میں بڑے ہوتے چلے جاؤ گے، بس اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين.



## تاریخ سے واقفیت اور رسوخ فی العلم کا فقدان

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الاولين  
والآخرين سيد الأنبياء والمرسلين محمد بن عبد الله الأمين وعلى آله  
الطاهرين وصحبه الغر الميامين وعلى من تبعهم ودعا بدعوتهم الى  
يوم الدين . أما بعد !

میرے بزرگوں اور دوستوں اور دارالعلوم کے عزیز طلباہ !

ہم اور آپ جس ملک میں رہتے ہیں اس کی ایک تاریخ ہے، جس کی وجہ  
مسلمانوں کے اپنے حقوق اور غیر مسلموں کے اپنے مختلف مزاج کا ہونا ہے، تو اپنی  
تاریخ کو آدمی کوئی بھولنا نہیں چاہیے اور صورت حال کیا ہے اس سے بھی، ہمیں آگاہ  
ہونا چاہیے اور جو قوم حقیقت پسند ہوتی ہے، اور واقعیت اس کے دل و دماغ میں ہوتی  
ہے اس کا جائزہ بھی صحیح ہوتا ہے، اور اس کا مطالعہ بھی صحیح ہوتا ہے، اور تماج اخذ کرنا صحیح  
طور پر ہوتا ہے، اور جو قومیں ان تمام حیزوں سے آگاہ نہیں ہوتیں وہ ہمیشہ دھوکہ کھاتی  
ہیں اور دھوکہ دیتیں ہیں، اس لیے آج کل خاص طور سے جو دو حقیقت پسندی کا ہونا  
چاہیے تھا، جس کا ذہونگ رچایا بھی ساری دنیا میں جا رہا ہے، لیکن حقیقت کے خلاف  
پوری تو انسانیوں کے صرف کرنے کا ذرور بذھتا جا رہا ہے، جس کے نتیجے میں ہم اور آپ  
ہر جگہ بیکولہ کھاری ہے کشتی، اگر آپ جائیں کیرالہ کے کنارے سمندر کے کنارے جو  
علاقوں آباد ہیں جہاں میرا بھی جانا ہوا ہے وہاں تو آج بھی بڑے بڑے سمندر میں

کھڑے رہتے ہیں مگر وہ بہت نہیں اپنی جگہ سے کیوں کہ ان میں لفڑا پڑے ہوتے ہیں، اور وہ اتنے بھاری ہوتے ہیں کہ جہاڑا اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہیں ہو سکتا، موٹیں بھی سمندر کے اور طوچان بھی سمندر کے اس کو اپنی جگہ سے بہت نہیں دیتے بلکہ نہیں دیتے تو ہم اور آپ اس کے بالکل برخلاف ہیں، حقیقت سے نا آشنا ہونے کی وجہ سے، اور اس کے نتیجے میں وزن نہ ہونے کی وجہ سے بچکوں کے کھار ہے ہیں اور بہت جگہ کئی پتند کی طرح اڑ رہے ہیں۔

### اگر اندر وون درست ہے تو القاب کی کیا حیثیت؟

ہم چاہتے ہیں کہ ہم وہ ہوں جو ہمارے بڑے تھے، اور وہ مقام ہمارا ہو جس مقام پر ہمارے بڑے فائق تھے یہ بھی حقیقت کے خلاف بات ہے، جس چیز کی کمی ہوتی ہے، اگر اس چیز کو پورا کیا جائے تو وہ آدمی حقیقی ہوتا ہے، پوری تاریخ ہماری بھری ہوتی ہے، بدر میں شرکت جو ہے، وہ کیوں بلند مقام رکھتی ہے؟ اس لیے کہ بدر میں اسلام عربوں میں تھا، کشتی اسلام ڈوبنے والی تھی، اور اللہ کی بات روئے زمین پر منٹے والی تھی، جس کو رسول پاک ﷺ نے اس جملے سے ادا فرمایا، - آپ یہ کہہ سکتے تھے کسی اور کو اختیار نہیں تھا کہنے کا - کہ "ان تهلك هذه العصابة لن تعبد" (السنن الکبری للنسائی) اے پورو دگار آپ نے اس مٹھی بھر جماعت کو ہلاک کر دیا تو آپ کی پوچا کرنے والا کوئی نہیں رہے گا، اس وقت جن لوگوں نے بدر میں شرکت کی ان لوگوں کا پیدا پا رہ گیا، اور ایسا ویسا پا رہنیں ہوا بلکہ "علم ما فی قلوبکم" اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کی جانچ کر لی، اصلًا دلوں ہی کی جانچ کی جاتی ہے، ظاہری رکھ رکھا، ظاہری القاب، ظاہری آداب یہ وہاں نہیں جانچے جاتے، وہاں نہیں تو لے جاتے، اور یہاں پر بھی وہ بہت زیادہ اثر انداز نہیں ہو سکتے، اور زیادہ دریںک نہیں رہ سکتے، کیوں کہ حقیقت کے خلاف ہے، لیکن اندر صحیح ہے اور صحیح ہے رسوخ ہے، تو آداب خود سامنے آئیں گے، القاب خود اور پرہرا ائمیں گے، اور آدمی اور پرہرا چلا جائے گا،

ترقی کرتا چلا جائے گا، اسی وجہ سے آپ دیکھیں گے کہ ہمارے جتنے اکابر ہیں ان کے ساتھ القاب کا ہجوم نہیں ہوتا، کیوں کہ وہ اس کو پسند نہیں کرتے۔

### حضرت مولانا کا اخفاۓ حال

ہم نے تو حضرت مولانا کو دیکھا کہ اگر ان کے آگے کوئی کچھ لکھ دتا تھا تو ناپسند فرماتے تھے، اور کبھی حضرت مولانا نے کوئی ایسی بات ہونے نہیں دی جس سے یہ معلوم ہو کہ بہت بلند پایہ بلند مرتبہ عالم ہیں، یہاں تک کہ حضرت مولانا کے خطوط تھے ان کے اکابر کے تھے وہ شاید ہندوستان میں کسی کے پاس نہیں ہوں گے، جس میں حضرت مولانا کو اتنے القاب سے نواز گیا ہے، جیسے مولانا الیاسؒ نے ایک خط میں نہیں بلکہ کوئی کوئی خط میں سیدی، وسید العالم اور حضرت رائے پوری نے ایسے خطاب کیا ہے جیسے اپنے پیر کو کیا جاتا ہے، حالانکہ مولانا ان کے مرید ہیں، لیکن حضرت رائے پوریؒ جب خطاب کرتے ہیں تو مجھے دھوکہ ہو گیا کہ حضرت رائے پوری کا خط ہے یا کسی اور کا، پیچھے دیکھا حضرت رائے پوریؒ کا تھا، حضرت تھانویؒ جیسا مرزا شناس اور آداب کی بے پناہ رعایت کرنے والا اور حد سے آگے بڑھنے میں سب سے زیادہ روک لگانے والا، اگر کوئی ہے تو حضرت تھانویؒ ہیں، لیکن حضرت مولانا انہیں (۱۹) سال کے تھے جب حضرت تھانویؒ کے پاس گئے ہیں تو حضرت تھانویؒ نے ان کو جامع الکمالات کے لقب سے خطاب کیا، لیکن حضرت مولانا نے نہ کبھی ان کو چھاپنے دیا، اور آج تک وہ رکھے ہوئے ہیں، اور جب بات سامنے آتی تھی کہتے نہیں اس سے ہوتا کیا ہے، تو کہنے کو تو سب کہتے ہیں، میں کچھ نہیں ہوں لیکن اگر کوئی کہے تو خوش بھی ہوتے ہیں ہمارے حضرت مولانا کے یہاں یہ ہے کہ پابندی تھی، ہم میں سے اگر کوئی لفظ غلط استعمال کر لیتا ہو تو منع کرتے تھے۔

**پاسیداری کے لیے مضبوط بنیاد کی ضرورت**

ایک مرتبہ حضرت مولانا تشریف لے جا رہے تھے تو بڑے بڑے پوسٹ لگے

ہوئے تھے، تو اس میں کسی کے آگے حکیم الاسلام کسی کے آگے شیخ الاسلام، کسی کے آگے حامی سنت اور مامی بدعت القاب لکھنے ہوئے تھے، تو حضرت مولانا مسکرائے اور فرمایا کہ القاب سنتے کر دئے لوگوں نے اور پھر فرمایا کہ یہ القاب ایسے ہیں کہ ہندوستان میں دو ہی چار پر صادق آئیں گے پورے ہندوستان میں، لیکن ظاہر ہے اب تو ہر آدمی بنا ہوا ہے، اصل میں جب بنیاد نکرزو رہوتی ہے، تو عمارت کو اپر سے اچھا سجا یا جاتا ہے، تاکہ لوگ دھوکہ کھائیں، اور جتنی بنیاد مغلبوط ہو گی اتنا ہی آپ پاسیدار ہوں گے، اسی لیے بنیاد پیدا کرنے کی ضرورت ہے، اور علمی رسوخ پیدا کرنے کی ضرورت ہے، رسوخ سے وزن پیدا ہوتا ہے، اور آج کل علماء ہیں بے وزن ہیں کیوں کہ رسوخ نہیں ہے، اور عالم کو راسخ ہونا چاہیے، اس لیے قرآن میں راسخ کی تعریف میں آیا ہے کہ ﴿وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ أَمْنًا يٰهُ كُلُّ مُنْعِنِدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكِرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابُ﴾ (آل عمران: ۷)۔

### رسوخ کے فوائد اور حصول کے طریقے

راسخ کی حکمت یہ ہے کہ وہ ڈالوں نہیں ہوتا اور بکوک و شبہات کے بادل ہوں تو وہ اطمینان سے اپنی راہ چلتا ہے بکوک و شبہات کے کتے ادھر ادھر بوجنتے رہیں تو وہ پروانہ نہیں کرتا جیسے ہاتھی کے بارے میں آتا ہے کہ جب چلتا ہے تو ایک دفعہ اس کی طرف کو منجھ کر لیتا ہے، تو سب کے بھڑک جاتے ہیں ایسے ہی عالم جو باعمل ہوتا ہے اس کے لیے تمام مصیتیں بیچ ہیں، لیکن عالم کی شرط میں یہ ہے کہ وہ صاحب علم اور عمل ہو تو قوی کا حامل ہو، خشیت اس کے اندر ہو، اور صحت اس کو کسی کی مل چکی ہو، ورنہ عالم کس چیز کا؟ بس میرے بھائیو! ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنی تاریخ کو پچانیں اور اس طم میں رسوخ پیدا کریں پھر اس کے اثرات انشاء اللہ آپ خود محسوس کریں گے اور دنیا ہی میں جنت کا مزا پائیں گے۔

وآخر دعوا ان الحمد لله رب العالمين.

## رسوخ في العلم اور ثقل کا فقدان

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الاولين  
والآخرين رحمة للعالمين شفيع للمسلمين امام الأنبياء والمرسلين  
خاتم النبيين محمد بن عبد الله الأمين وعلى آله الطاهرين وصحبه  
الغر الميمانيين وعلى من تبعهم ودعا بدعوتهم واهتدى بهديهم الى يوم  
الدين ، أما بعد

میرے بزرگو دستوار عزیز طلبہ!

ہر جیز کے کچھ آداب ہیں اگر ان کی شروع میں رعایت کرنی جائے تو آئندہ کے  
لیے چلنے میں مسئلہ حل ہو جائے گا، جیسے سائیکل آپ میں سے بہت سے لوگ چلاتے  
ہوں گے ایسے ہی جب سائیکل سیکھ رہے ہوں گے تو اس کے بھی کچھ آداب ہیں،  
سائیکل میں نے بھی سیکھی ہے، اس کا سب سے آسان ترین طریقہ یہ ہے کہ سائیکل  
چلانے والے کو اپر دیکھنا چاہیے نہیں، جتنے سائیکل چلانے والے ہیں اکثر پیڈل  
دیکھتے ہیں، اور جہاں پیڈل دیکھا وہیں کھڑا ہوئی، اور کھڑکا کر گرے، تو سائیکل والے کو  
یہ ادب سکھایا جاتا ہے جو واقف ہوتا وہ پہلے ہی کہہ دیتا ہے بھائی اور پر دیکھنا نہیں،  
اور ظاہر میں سامنے دیکھنا نیچے نہ دیکھنا جب تک ہے جب تک سیکھ نہ جائے، جب  
سائیکل کا ماہر ہو جاتا ہے تو ادھر بھی دیکھتا ہے اور ادھر بھی دیکھتا ہے اور بھی دیکھتا ہے

یقین بھی دیکھتا ہے، بلکہ اگر نیچے خرابی ہو جائے تو دیر تک بھی دیکھ لیتا ہے، لیکن بغیر سکھے بغیر مہارت حاصل کیے بسا اوقات اپنے آپ بھی گرتا ہے، اور کسی کسی سامنے والے کو بھی نکل رہا ہے، ہمارے ایک دوست تھے انہی تھے سائیکل چلانا سیکھ رہے تھے سامنے ایک عورت جاری تھی بورڈی، ٹھیک سے آیا نہیں تھا پیٹل پھنسا نیچے دیکھنے لگے، نکل رہا ہو، تو ان کو اتنا فسوس ہوا کہ پوری زندگی سائیکل نہیں چلائی تو ایسے ہی ہر چیز کے آداب ہوتے ہیں، جب آدمی کوئی چیز سیکھتا ہے تو اس کے کچھ آداب ہوتے ہیں اگر اس وقت اس نے سائیکل جیسے سائیکل میں نیچے دیکھنا برآ ہے سامنے دیکھوایے ہی اس میں اوپر دیکھنا برآ ہے نیچے دیکھو، تب صحیح ہے اگر آپ نے اس میں غلطی کی تو اپنا بھی سر پھوڑیں گے اور دوسروں کا بھی پھوڑیں گے اکثر آج کل بھی ہو رہا ہے۔

### راخ اور غیر راخ فی العلم کا فرق

جن کو صحیح علم نہیں اور علم کی تھا کہ اندازہ نہیں ان کا معاملہ یہ ہے کہ خود بھی گمراہ ہو رہے ہیں اور دوسرا کے کوئی گمراہ کر رہے ہیں علم کے اندر رجھتی پیدا کرنی چاہیے، "والراسخون فی العلم" جس کو کہا گیا ہے، قرآن مجید میں اس کی علامت یہ ہے کہ علم ہوتا ہے تو اس کو کوئی بلا نہیں سکتا، اور اگر نہیں ہوتا ہے تو بچہ بھی اٹھا کر پھینک دے گا تو جو راسخون فی العلم ہیں ان پر دشمنان اسلام جو شکوہ و شہادت ابھارتے رہتے ہیں اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا، بلکہ نہیں ہیں لیکن جو راخ فی العلم نہیں ہوتے ان کا حال یہ ہوتا ہے کہ اس نے سمجھا دیا اور بہک گئے اور اس نے سمجھا دیا اور بہک گئے انہوں نے دھکا دیا اور گرگئے انہوں نے دھکا دیا اور بہک گئے تو یہ علامت نہیں ہے، بلکہ علامت اصلی یہ ہے (وَالراسخون فی العلم يَقُولُونَ أَمْنًا بِهِ كُلُّ مَنْ عِنْدِنَا وَمَا يَذَّكِرُ إِلَّا أُولُوا الْأَلْبَاب) (آل عمران: ۷) اس لیے یہ جو ہے "من يرد الله به خيراً يفقه في الدين" (صحيح البخاري في باب من يرد الله به خيراً يفقه في الدين) جس کے ساتھ اللہ بھلائی چاہتا

ہے اللہ تعالیٰ اسکو فقیہ بنا دیتا ہے، فقیہ جو دل و دماغ کے توازن والا ہو، صحیح علم اللہ نے اس کو عطا کیا ہو، دوسرا بات سمجھی ہے کہ جب گہرائی پیدا ہو جاتی ہے تو نہ قلم اس کا بہتتا ہے اور نہ اس کا دماغ، اس لیے پناہ مانگی گئی ہے، "اللهم أعوذ بك من أَنْ أَضْلُلُ أَوْ أَذْلُلُ أَوْ أَذْلُلُ أَوْ أَظْلُلُ أَوْ أَجْهَلُ أَوْ أَجْهَلُ عَلَى" (سنن أبي داؤد فی باب ما يقول الرجل اذا خرج من بيته) اس میں ساری چیزیں آگئیں، یعنی نہ خود گراہ ہو اور نہ دوسروں کو گراہ کرے، اور نہ ظلم اس پر ہو اور نہ دوسروں پر ظلم ہو اور نہ وہ خود جہالت و نادانی کی باتیں کرے اور نہ کھلونا بنے تو یہ دعا میں کیوں کروائی گئیں ہیں اگر دعا میں یاد کریں اور اس کے معانی پر غور کریں تو بہت سچھ بن جائے گا لیکن آج کل ہمارا تابیر احوال بن گیا ہے کہ جتنے بھی پڑھنے لکھنے والے ہیں، اسپلائزشن والے، ناک کان گلے والے، ناک والے کان کو نہیں جانتے اور کان والے ناک والے کو نہیں جانتے تیوں ڈاکٹر اگل الگ ہو گئے، ناک والے گلے کو نہیں جانتا، اور گلا والا ناک کو نہیں جانتا تو نتیجہ یہی ہے کہ جب تک گلے والے کے پاس جاتے ہیں مریض دم توڑ دیتا ہے، کوئی ایسا اپستال مٹا نہیں جہاں سارے اس اپٹلکٹ موجود ہوں، تو ایسے ہی یہاں پر بھی ہوتا ہے، دو چیزیں ادھر کی معلوم ہو گئی اور دو چیزیں ادھر سے معلوم کر لی اس نے سچھ بتا دیا اس نے غلط بتا دیا، اور سچھ کے سچھ ہے، اور دوسرا کو چوپٹ کر دیا، ہر چیز کا علم جب تک نہ ہواں وقت تک بولنا نہیں چاہیے، جب گہرائی بتا چاہیے تو آپ لوگ جو یہ علم حاصل کر رہے ہیں آپ کے اندر یہ باتیں ہوئی چاہیں اور اگر یہ باتیں نہ ہوں تو خاموش رہیں علم حاصل کرو اس کی حقیقت سے آشنا ہو پہلے، بغیر حقیقت سے آشنا ہوئے اگر آپ نے کچھ بولنا شروع کر دیا تو آپ کو گھٹاٹا ہو جائے گا، آپ خود اپنے کو نقصان پہنچا میں گے اور دوسرا کو بھی نقصان پہنچا میں گے آج اس وقت ضرورت "والراسخون فی العلم" کی ہے ان کی کمی ہوتی چلی جا رہی ہے، اس لیے آج پڑھنے لوگ بچکو لے کھار ہے ہیں۔

## رسو خ نہ ہونے پر ہی گمراہی آتی ہے

یہاں تک کہ دور آگیا ہے کہ لوگ پڑھ لکھ کر قاریانی بن رہے ہیں، پڑھ لکھ کر شیعہ ہو رہے ہیں، پڑھ لکھ کر گراہ ہو رہے ہیں، پہلے بھی نہیں ہوئے، یہ چودہ سو سال کا میر امطاع ہے اس طرح بیکتے ہوئے میں نے نہیں دیکھا، لیکن ادھر یہ آخری صدی جو ہے اس میں بہت سے لوگ اہل قرآن ہو گئے اور حدیث کے منکر ہو گئے، مگر اعلم نہیں تھا ان کا حدیث کا، تو وہ منکر ہو گئے حدیث کے، اس وجہ سے کہ وہ ان تمام احادیث پر نظر نہیں رکھتے تھے جن میں ظاہری طور پر کچھ فرق معلوم ہوتا ہے، توجہ دوسرے نے سمجھایا تو وہ خود ہی چکر میں آگئے ابھی میں نے ایک کتاب دیکھی شیعہ کی بہت عمدہ چھپ کر آئی ہے صحیحین پر، اور اس میں مسلم کی روایتوں اور بخاری کی روایتوں پر بعض ایسی باتیں لکھی ہیں کہ اگر کم پڑھا لکھا ہو تو گراہ ہو جائے، نہ اسے مسلم کی ضرورت ہے اور نہ بخاری کی، اور اگر مگر اعلم ہے تو سمجھ جائے گا۔

## حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ کا اسوہ کاملہ ہے یا نہیں؟

قرآن شریف میں آیا ہے کہ ﴿لَقَدْ كَانَ لِكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الأحزاب: ۲۱) تو اس میں تشریع لوگ کرتے ہیں ایک بار ایک صاحب نے لکھا کہ اللہ کے رسول ﷺ کا اسوہ حسنة ہے کامل نہیں ہے، اور اسچھے خاصے لوگ مانتے ہیں اس بات کو اسچھے خاصے پڑھے لکھے بھی ہیں، وہ لکھنے کا شوق تھا ان کو لکھ ڈالی، میں ابھی پڑھا رہا تھا بخاری شریف تو ایک لڑکے نے کہا مولا ناقلاں صاحب نے لکھا ہے، میں نے کہا پر لے درجہ کے بے وقوف ہیں۔ ہم نے کہا معمولی سی بات ہے آپ کی ناک پچکی ہو اور بال پچکے ہوں تو آپ حسین نہیں لکھیں گے، تو پہلے کمال ہے پھر حسن ہے اگر کمال کے درجہ کو آپ نہیں پہنچیں گے تو آپ حسین نہیں ہوں گے ایسے ہی کمال کے درجے آپ وہاں نہیں پہنچیں گے تو آپ کی باتیں بھی نہیں

یہو نجیں گی اور آپ خود حسین نہیں ہوں گے آپ سے لوگ بھائیں گے آپ کی باتوں سے لوگ بدکیں گے اور آپ کی باتیں سن کر ان کے دلوں میں نفرت آئے گی بس سمجھ لیجئے آپ کے اندر کشش نہیں ہے، اور یہ ساری باتیں ہوں تو اس درجہ کو یہو نجیگی اور اللہ کے رسول ﷺ کی ذات کا تو کیا کہنا تو اس وقت یہ جو دور آگیا ہے، بہت خطر ناک ہے، اس لیے میں نے یہ بات کہہ دی کہ اس وقت کثرت سے لوگ پڑھ لکھ کر قادریانی ہو رہے ہیں، اور عیسائی ہو رہے ہیں، یعنی بعض مدرسون کے فارغین عیسائی ہو گئے، اور اس میں بات بھی ہے کہ ان کے علم میں گھرا گئی نہیں ہے، بخشنخی نہیں تھی۔

### تقلین کا شفلان سے تعلق قائم کرنے کی ضرورت

تو ضرورت اس بات کی ہے کہ آپ باوزن ہو جائیں، اسی لیے کہا گیا ہے حرکت فیکم تقلین، یعنی جب تقلین سے آپ کا تعلق ہو گا تو آپ صحیح ہوں گے، اگر آپ کو باوزن ہونا ہے تو مغل ہوئے، جو چیز آپ کے ہاتھ میں آئے وہ وزنی بن جائے، اور روایتوں میں بھی آپ نظر اٹھا کر دیکھ لیں اس میں کہا گیا قرآن مجید میں کہا گیا ہے، **وَإِنَّهَا الشَّفَلَانُ** (الرحمن: ۳۱) جنوں اور انسانوں تم باوزن ہو یعنی تم قیمتی ہو، دنیا تھارے لیے اور تم اللہ کے لیے ہو، اب اگر یہ انسان اللہ کے علاوہ کے لیے سرجحا دے تو یہ غلط ہے، کیوں کہ شفلان کہا گیا ہے، اور اللہ کا نام "لَا يَشْقَلُ مَعَ اسْمِ اللَّهِ شَيْئًا" (المستدرک للحاکم) مگر مغل کب آئے گا جب اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے گا، بھی لا الہ الا اللہ جتنے اختصار سے پڑھیں گے زبان سے، قلب سے، دل و دماغ سے، اور روح سے، جب آدمی کو یہ مقام حاصل ہو جاتے ہیں تو اللہ کے بیہاں اس کا مرتبہ بہت بلند ہو جاتا ہے، آپ اس سلسلے میں بزرگوں کو پڑھیں تو اندازہ ہو گا کہ کہ ان حضرات نے کیا کچھ لکھا ہے۔

### قرآن مجید کے صحیح آثار مرتب ہونے کے مراحل

بس چند باتیں اگر آپ کے ذہن میں رہیں گی تو آپ تمیک رہیں گے ورنہ

پڑھنا لکھنا آج کل تو پڑھ لکھ کر ہو رہے ہیں برباد، اور جہالت میں جتنا ہو رہے ہیں، نادانی کے کام کر رہے ہیں پڑھ لکھنے کے بعد، اس لیے کہ پڑھنا لکھنا جس انداز سے چاہیے وہ نہیں ہے، بالکل صاف ستر اہونا چاہیے تب جا کر کے قرآن مجید کے صحیح آثار مرتب ہوں گے پھر اس کی بات ہی کچھ اور ہے، اس کے سامنے کوئی جنمیں سکتا جن کے ہاتھ میں دونوں چیزیں آ جائیں کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ، لیکن کتاب اللہ و سنت رسول ﷺ سے سمجھیں اور سنت رسول اللہ کو صحابہ کے فہم سے سمجھیں جو برآہ راست انہوں نے حضور پاک ﷺ سے حاصل کیا، تو ظاہر ہے کہ یہ عام بات ہے اگر ہم کو سیاق و سبق نہ معلوم ہو جیسے میں یہاں بیٹھا ہوں اور مولیٰ صاحب سے کہوں کہ ذرا پانی منگوایے تو ظاہر ہے گلاس میں ہی منگوا میں گئے لیکن اگر بالٹی میں منگوا میں تو سارے لڑکے نہیں گئے لیکن مطلب ایک ہی ہے پانی لائیے، لیکن اگر میں کہوں کہ قشل خانہ سے پانی منگوایے تو وہ بالٹی میں لائے گا لفظ ایک ہی ہے، لیکن دونوں کے سیاق و سبق سمجھے ہوئے ہیں وہ، اور اگر آگ گلی ہوئی ہے اور کہا جائے گا پانی لا دی پانی منگوا اس کا انداز دوسرا ہو گا، ایسے ہی آپ دیکھتے جائیے استجواب میں دوسرا ہو گا اور قشل خانہ میں دوسرا ہو گا، اور یہاں دوسرا ہو گا، لیکن لفظ ایک ہے پانی منگوا اگر کوئی صاحب آئیں اور سب کو ایک ہی لاثمی سے ہاکِ دیں تو کیا ہو گا؟

### عربی زبان سے نا آشنائی کا ایک لطیفہ

اسی لیے قرآن مجید کو سمجھنے کے لیے بھی جو اس کے اسباب نزول ہیں اس کے لیے لغت کا بھی ماہر ہونا چاہیے تاکہ عربی زبان سے اچھی طرح واقف ہو اجا سکے۔

زبان یاری ترکی و ترکی می خی دامن

بس ایک لطیفہ سن کر اپنی بات ختم کر دیں گے، ڈاکٹر بنت الشاکری حیدر آباد میں آئی تھیں، ایک مولیٰ صاحب ان کے بغل میں پیشے ہوئے تھے، انہوں نے پوچھا جناب

مشغله کیا ہے آپ کا؟ تو کہنے لگے تفسیر لکھ رہا ہوں، انہوں نے کہا عربی میں توبات نہیں کر پا رہے ہیں آپ، بولے عربی جانتا نہیں ہوں، کہا عربی نہیں جانتے، اور قرآن کی تفسیر لکھ رہے ہو، کہاں قرآن کی جو تفسیریں ہیں ان کو کھول کر سامنے رکھ لیتا ہوں، اور ترجمہ بھی حل کر لیتا ہوں، تو انہوں نے جا کر ایک کتاب لکھی سفر نامہ ہندوستان جو بلاد العجائب والغرائب ہے، اور اس میں انہوں نے لکھا من عجائب الہند و غرائبہا، ایک ایک کر کے گنایا، انہیں میں ایک بات یہ بھی لکھی کہ "القیت رحلا لا یتقن العربية ولكنہ یفسر القرآن" گویا کہ عجائبات ہندوستان میں سے ہے کہ ایک صاحب عربی نہیں جانتے اور قرآن کی تفسیر لکھ رہے ہیں ایسے ہی آپ علم نہیں جانتے، اور ائمہ سید ہے مسلکے بیان کرنے لگے تو ہو گا کیا انجام؟ وہی ہو گا جو انہوں نے عجائب ہند میں لکھا ہے، یہ بھی ایک عجائب میں سے ہو جائے گا، تو اس لیے رسول پیدا کرو اور پائیدار علم حاصل کرو، تاکہ ملکوں و شہادات سے فتح سکو اور جو آنحضریاں آرہی ہیں ان سے حفاظت ہو جائے، اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے اور صحیح رہنمائی عطا فرمائے۔ آمين

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين .



## علمائے دین کا فرض منصبی

الحمد لله الذي نستعينه ونستغفره ونتوكل عليه ونعود بالله من  
شرور أنفسنا ومن سينات أعمالنا من يهدى الله فلا مضل له ومن يضلله  
فلا هادى له ونشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن  
سيدنا ومولانا وحبيتنا وشفيعنا محمداً عبد الله رسوله صلى الله عليه  
وعلى آله وأصحابه وأزواجـه وذرياتـه وأهل بيته وبارك وسلم  
تسليماً كثيراً كثيراً。 أما بعد! وقد صـح عن النبي الكريم صلى الله  
عليـه وسلم خـيركم من تعلـم القرآن وعلـمه。 (سنـن أبو داؤـد في بـاب  
ثواب قـراءة القرآن) أو كما قال عليهـ الصـلاة والـسلام۔

حضرت مدرسـ مـختـرـم، اسـاتـذـةـ گـرامـيـ قـدرـ، اـسـ مـدرـسـ کـے طـلـبـاءـ اـورـ سـامـعـينـ کـرامـ! مـیـں پـہـلـیـ مرـتـبـ آـپـ کـی خـدمـتـ مـیـں حـاضـرـ ہـوـاـہـوـلـ، اـورـ اـسـ عـلـاقـ سـے بـھـیـ بـھـیـ گـزـرـ  
ہـوـاـہـ، یـہـ بـڑـیـ خـوشـیـ کـی بـاتـ ہـےـ کـہـ آـپـ حـضـرـاتـ سـے مـلـاقـاتـ ہـوـرـیـ ہـےـ، اـسـلامـ کـا  
اعـجازـ ہـےـ کـہـ اـجـنبـیـتـ کـا اـحـسـاسـ نـہـیـںـ اـورـ اـگـرـ اـجـنبـیـتـ کـا اـحـسـاسـ ہـےـ توـ ہـمارـے انـدـرـ اـیـمانـ  
کـیـ کـیـ ہـےـ، بـھـیـ بـھـیـ سـامـنـےـ وـالـےـ کـیـ طـرفـ سـےـ ہـوتـیـ ہـےـ اـورـ بـھـیـ دـوـرـیـ طـرفـ سـےـ  
ہـوتـیـ ہـےـ، اـگـرـ اـحـسـاسـ ہـےـ اـیـساـ توـ اـیـساـ اـحـسـاسـ صحـیـحـ نـہـیـںـ ہـےـ، بـگـرـافـوسـ یـہـ ہـےـ کـہـ یـہـ بـڑـھـتـاـ جـاـ  
رـہـاـہـ ہـےـ کـہـ اـیـکـ عـلـاقـ وـالـےـ دـوـرـےـ عـلـاقـ مـیـںـ جـاتـیـ ہـیـںـ توـ انـ کـوـ اـجـنبـیـتـ کـا اـحـسـاسـ ہـوـتاـ

ہے، ایک مدرسے والے دوسرے مدرسے میں جاتے ہیں تو ان کو اجنبیت کا احساس ہوتا ہے، ایک حلقہ والے دوسرے حلقہ میں جاتے ہیں تو ان کو اجنبیت کا احساس ہوتا ہے ایک زبان سے تعلق رکھنے والے دوسری زبان والوں سے ملتے ہیں تو ان کو اجنبیت کا احساس ہوتا ہے، غرض کہ یہ احساس آج کل پیدا ہوتا جا رہا ہے اور اسی احساس سے ہم خیر کے درجہ سے بیچے آ رہے ہیں اور جب ہم خیر کے درجہ سے بیچے آئیں گے تو ہماری خیریت نہیں تو جو آج ساری دنیا میں ہماری خیریت نہیں ہے اس کی وجہ ہی کہ ہم کو بنایا گیا تھا خیر والا، لیکن ہم نے اس کے ساتھ شرک کی آمیزش کر دی قرآن مجید میں فرمایا گیا "کتنم خیر امة" خیر امت کہا گیا آپ اٹھا کر دیکھیں امت محمد یہ کے فضائل کے سلسلہ میں احادیث، آپ کو فضیلت کے کس کس مقام پر لے جایا گیا؟ اور آپ کو کون کون سا مقام عطا کیا گیا، لیکن جب ہم یہ خیر پر آمادہ ہونے والے نہ نہیں، اور خیر میں شرک کی آمیزش کرنے والے بن جائیں تو پھر کون آئے گا ہم کو اٹھانے کے لیے؟

### آج انسانیت ہے یا حیوانیت؟

آج بہت سوچنے کی بات ہے، کہ اللہ نے ہم کو عالمی بنا یا تھا آفاقتی بنا یا تھا، انسان بنا یا تھا، اور انسانیت رسمی تھی اور انسانیت کو جگانے کا سبق سکھا یا تھا، اور انسانوں کو سبق سکھانے کی ذمہ داری آپ کے سر رکھی تھی، لیکن آپ ذمہ داری ادا کرنے والے کتنے ہیں اور ہم ذمہ داری نبھانے والے کتنے ہیں، سب جانور ہوتے چلے جا رہے ہیں، حیوانات بڑھتی جا رہی ہے، اور دنیا نہ گناہ کا ناج رہی ہے، اور اس کے علاوہ کیسی کیسی حرکتیں، کیسی کیسی ظلمتیں اور کیسی کیسی تاریکیں آج ہمارے چاروں طرف منڈلا رہی ہیں اور کیسے کیسے فتنے، اور کیسی کیسی غیر معمولی حرکتیں وجود میں آ رہی ہیں، آپ کو کیا بس اسی لیے پیدا کیا گیا تھا کہ آپ اپنے کپڑے اور اپنے کھانے تک محدود رہیں اور اس پر جیتے رہیں، آخر یہ کون سی زندگی ہے جو ہم جی رہے ہیں؟ اس کے نتیجہ میں ساری دنیا کی نگاہیں ہمارے اوپر پڑ رہی ہے، دیکھنے اللہ تعالیٰ نے کوئی سریاقی نہیں رکھ چھوڑی۔

## اپنی حیثیت کو پچانیں

ابھی میں ایک جگہ کیا تھا وہاں پکھ لوگوں نے باتیں کیں مدرسہ میں بڑا مدرسہ ہے تو وہاں اچانک ایک بات ذہن میں آئی۔ کیسے کیسے فتنے، اور کیسی کیسی غیر معمولی تحریکیں وجود میں آ رہی ہیں۔ اور واقعی جب بات ذہن میں آئی تو سمجھ میں آئی کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں آپ کو خطاب کر کے فرمایا "إِنَّمَا الشَّقْلَانَ" آپ کو قل ہیں قرآن میں خطاب کیا گیا ہے، اور آپ نے اپنے آپ کو ہم نے اپنے اپنے آپ کو ہلا کر لیا ہے آپ کو قل بنایا گیا تھا، بھاری تھے آپ، جس پڑے میں رکھ دئے جاتے وہ پڑا جھک جاتا جس جگہ کھڑے ہو جاتے آپ، وہ جگہ بلند ہو جاتی اور جس جگہ آپ کسی کو کسی کام میں کا دیتے تو وہ کام میں لگ کر اپنی منزل کو یہ ہونچ جاتا، لیکن ہم لوگوں نے اپنے قل ہی کو نہیں پہچانا، کیسے نہیں پہچانا یہ بات تھوڑی لمبی ہو جائے گی مجھے جانا بھی ہے، لیکن میں چند باتیں ضرور عرض کئے دیتا ہوں، میں چاہ رہا تھا باتیں عرض کرنے کی کچھ کچھ کہنے کی ہی، تاکہ اس سے میرا بھی کام بن جائے، اور آپ کا بھی، اور یہ جلے اسی لیے منعقد ہوتے ہیں، صرف داستان سرائی کے لیے نہیں ہوتے ہیں بلکہ معاف کریں آپ، تو میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ مدرسہ کی رواداد سنانے کے لیے نہیں ہوتے، یہ جلوں کا مقصد کوئی اور ہوتا ہے لیکن جب ہم اس سے ہٹتے ہیں تو اس سے ہٹتے ہی چلے جاتے ہیں اور صرف اوپر کا خول ہمارے ہاتھ میں رہ جاتا ہے، اور ایسی قوم کسی کام کی نہیں رہتی اور پھر وہ اسی میں ابھتی رہتی ہے۔

## مدارس کے طلباء، طلباء ہیں؟

ایک مدرسہ میں میں نے عرض کیا تھا طالب علموں کو، یہاں بھی طالب علم پیشے ہیں آج کل مدرسون کا یہ حال ہو رہا ہے کہ مدرسے والے ہی مدرسے والوں سے خفا ہیں، میں تو یہ سب جانتا ہوں کہ مدرسون میں کیا ہو رہا ہے؟ بہت سے مدرسون سے

میر اعلیٰ ہے میں تو طلباء سے کہتا ہوں کہ آپ طالب علم ہیں بھی فیصلہ کر لجئے، مجھے تو بہت شبہ ہے کہ کوئی طالب علم ہے، مدرسوں میں طالب علم نہیں رہ گئے ہیں اب، اس لیے کہ اب مدرسوں میں طالب علم آتے ہیں کسی اور وجہ سے کوئی طالب علم ہوتا ہے، کوئی طالب لباس ہوتا ہے کوئی طالب تفریح ہوتا ہے، جس کو تسہیلات کہتے ہیں، آج کل کی زبان میں *facilitate* یہ دیکھتے ہیں سہوٹیں کہاں ہیں اسی لیے چکر کاشتے رہتے ہیں مدرسوں کے اور پھر دیکھتے ہیں کہ جہاں سہوٹیں زیادہ ہیں آرام ہے پھر وہاں چاکے داخل ہو جاتے ہیں تو وہ طالب علم کہاں ہوئے، طالب کہتے کس کو ہیں اس کو سمجھ لجئے آپ جس کے اندر طلب ہو، آگے بڑھنے کی ترتیب ہو، کس چیز کی؟ علم کی، اور طالب علم کی ایک علامت یہ سمجھ لجئے چونکہ ہر چیز کی ایک علامت ہوتی ہے، جو طالب علم ہوتا ہے، وہ فارغ ہونے سے پہلے مطلوب بن جاتا ہے، اور جو طالب علم نہیں ہوتا اور دیکھنے میں لگتا ہے تو پوری زندگی طالب ہی رہتا ہے، بھی ادھر ہاتھ پھیلا رہا ہے کبھی ادھر ہاتھ پھیلا رہا ہے، مجھے رکھ لو، مجھے جگہل جائے، یہ ہو جائے، وہ فارغ جائے، یہ علامت ہے کہ آپ طالب علم نہیں ہیں ورنہ جو طالب علم ہوتا ہے وہ فارغ ہونے سے پہلے مطلوب بن جاتا ہے، نگاہیں اشتنے لگتی ہیں اور لوگ اس کی مانگ بڑھا دیتے ہیں، کہ اس کو میرے بیہاں بھیج دیجئے، میرے علاقے میں بھیج دیجئے گا، میرے پاس بھی بہت آتی ہیں مانگیں، کہ آدمی بھیج دیجئے، میں نے کہا کہ بہت دنوں سے دیکھ رہا ہوں آدمی نظر نہیں آتے، اس وقت آدمی ہے اور آدمی نہیں  
گھٹ گئے انسان بڑھ گئے سائے

### اگر ثقل ختم ہو گیا تو !!!

آج مدرسے خوب بڑھتے جا رہے ہیں، اور علم گھستا جا رہا ہے، کتابیں بڑھتی جا رہی ہیں عجیب حالت ہے پھر اس کے بعد ثقل کہاں رہا؟ اور جب ثقل نہیں رہا تو ہم کو جو چاہے مارے، جو چاہے اچھا لے، جیسے گیند ماری جاتی ہے، اچھا لی جاتی ہے، ادھر مارا تو ادھر گئے

ادھر مارا تو ادھر آئے، اور آپ کی کوئی حیثیت نہیں رہی، اور علامتیں ظاہر ہونا شروع ہو گئی ہیں۔ حدیث میں دو علامتیں آتی ہیں، ایک تو کشادعی الائکلہ علی القصعة، اور ایک غشاء کغشاء السیل (مسند احمد بن حنبل) دونوں ہی باتیں ہیں، آپ پیالہ ہو گئے، اور سارے لوگ آپ کو نوالہ سمجھ کر پڑوٹ پڑے، پیالہ پر پڑوٹ پڑے، اور اس میں جو کچھ ہے اس پر پڑوٹ پڑے، دونوں باتیں ہیں، یہاں تو ترجمہ صرف اتنا کرتے ہیں کہ پیالے پر پڑوٹ پڑے، آپ ہو گئے پیالہ لوگوں کی نظر آپ پر پڑوٹ پڑی، اور سب آپ کو کھار ہے ہیں، آپ ان کو گالی دیتے رہیے گالی دے کے قوم پناپا نہیں کرتی یہاں درکھئے گا آپ، یہ یاد رکھئے گا کہ بدی بھی تقریر کر دیں گالی دے دیں، ایسی کی تیسی، آپ کے کہنے سے ایسی کی تیسی نہیں ہو گی، اور آپ کو آکر ایک ہزار سنادیں اور اپنے دل کی بجز اس نکال لیں، نکال لیجئے، لیکن ہو گا کچھ نہیں، بھاری بنئے بھاری، پھر لوگوں کی کیا حیثیت ہے؟

### چارج کون لے، امیدیں کس سے رکھیں؟

حضرت مولانا یوسف صاحبؒ نے ایک موقع سے ایک مرتبہ فرمایا تھا جب کہ روس کا بھی دور تھا، اور امریکہ کا بھی، مولانا کوتو اللہ نے بڑا علم عطا فرمایا تھا، میں نے سنا نہیں، لیکن سننے والوں کی سنی ہے کہ جب توحید پر بولتے تھے تو بس ایسا لگتا تھا کہ خدا سامنے ہے، دیکھ کر بول رہے ہیں، تو ظاہر ہے مولانا نے فرمایا امریکہ اور روس کیا ہیں؟ مکڑی کا جالا، جس دن اللہ تعالیٰ چاہے گا، تو جیسے مسواک سے مکڑی کا جالا صاف کیا جاتا ہے، میں ایسے ہی یہ عاب ہو جائے گے، صفوہستی سے ایک عاب ہو گیا دوسرا عاب ہونے کے انتظار میں ہے، لیکن کس کو چارج دیا جائے وہ تیار نہیں، آپ تو ہو گئے قصۂ، اور ہو گئے غشاء کغشاء السیل، آپ کے اندر دم ہی نہیں، آپ کیا چارج لیں گے، جو ایک مدرسہ سنبھال نہ سکیں، اس میں آئیں میں الجھاؤ ہو جائے، ہمارے چھوٹے سے مدرسے میں ایک جگہ مسئلہ ہو گیا، وہاں ہمارے حضرت مولانا عبد اللہ عباس صاحبؒ نے ایک بڑا لپپ پ جملہ کہا ”نورۃ فی فنجان“ تو آج کل

ہمارے مدارس میں وعیانورۃ فی فنجان ہے، یہ سب تماشے ہو رہے ہیں، ایسے  
مدرسوں سے کیا امید کی جائے، یہ مدرسوں سے کچھ نہیں ہو گا۔

### علم فی نفسہ بھاری ہے

یہ سن لیجئے برائے اچھائے مدرسوں سے نہیں ہو گا، لیکن مدرسوں کے اندر جو کچھ  
ہے اس سے اپنا تعلق قائم کر لیجئے، اس سے ہو جائے گا علم سے ہو گا علم کے اندر بھاری  
بھرم بنو، علم فی نفسہ بھاری ہے، علم فلقل ہے، اور مال سایہ ہے، لیکن آج کل الٹا ہو گیا  
ہو کیا رہا ہے؟ مالدار اور علماء نیچے، مال اور علم نیچے، اور مال کے سلسلے میں قرآن مجید  
میں آیا ہے قبام اللناس، یعنی پیر ہے مال، یوں کہہ لیجئے اس پر کھڑا ہوا جاتا ہے، چلا  
جاتا ہے، دوڑا جاتا ہے، آپ اگر کوئی سر کو پیر پر رکھ دے، یا پیر سر پر رکھ دے، تو کیا ہو گا  
انجام؟ آج یہی ہو رہا ہے، کہ علماء تابع ہو گئے مالداروں کے، مالدار ان کے اور پر ہیں،  
آگے ہو رہے ہیں، اور علماء نیچے، پڑے ادب سے چلے جا رہے ہیں، ارے ان کو  
سکھا؟ مال کیسے لیا جاتا ہے کہاں رکھا جاتا ہے؟ کہاں خرچ کیا جاتا ہے؟ مال خیر ہے  
لیکن کالغیر ہے پورا نظام بتادیا گیا ہے، اخفا کرد کیہے لیجئے۔

### مشاخنگ کون ہیں؟

لیکن اب سہی نہیں ہے کہ علماء ہی اس میں شامل ہیں بلکہ مشاخنگ بھی ہیں، لوگ  
کہتے ہیں کہ حضرت حاجی المدار اللہ صاحب مہاجر نقیؒ نے تو لکھا ہے جس پیر کے مرید  
مالدار زیادہ ہوں، وہ پیر مختار نہیں، سن لیجئے جس پیر کے مالدار زیادہ مرید ہوئے وہ پیر مختار  
نہیں، اور ویکنے میں مالدار مرید ہوتا ہے پیر کے، لیکن حقیقت پیر مالدار ہوتا ہے مرید نہیں  
اس کی مثال آپ دیکھ لیجئے مالدار کے یہاں ذرا سا عقیقہ ہے اور ذرا ساختہ ہے فوراً کہا  
فون پر کہ حضرت ہمارے یہ پروگرام ہے وہ ہوائی جہاز کا لکٹ، ہم نے کٹوادیا ہے، تشریف  
لے آئیں، ایک غریب آکر کہے گا تب ذرا سا سوچیں گے شیخ صاحب، مالدار نے ایک

آرڈر دیا زیادہ کہنے ضرورت نہیں، بھاگے چلے جا رہے ہیں، ہوائی جہاز سے یہ کون سی  
مریدی ہے بھائی؟ آپ مرید ہیں یا وہ مرید ہے؟ اسے معاملہ النا ہو گیا ہے۔

### رسم سے اسلام کا کوئی تعلق نہیں

میں صاف کہہ رہا ہوں آپ کو ہو سکتا ہے اچھا نہ لگے میں تو اسی لیے ہی کہنے آیا  
ہوں، اور میں کہہ کے چلا جاؤں گا، آپ کو برائے گئے تو گے، اس سے مجھے ذر نہیں، اس لیے  
کہ میرا کوئی معاملہ یا واسطہ نہیں ہے دنیا میں، میں اللہ کے لیے کہہ رہا ہوں شاید کچھ  
جان جائیں، اور کسی کے اندر درد پیدا ہو جائے، ورنہ رونا یہ ہے کہ کوئی بھی جانے والا  
نہیں ہے، اس وقت صاف کہیں تو مشکل ہو جائے، لیکن خود غور کریں ہم کہاں جا رہے  
ہیں ہمارے حضرت مولانا محمد احمد صاحبؒ جب یہ مسئلہ ہوتا تھا تو فرمایا ایک شعر میں کہ

نہ جانے کیا سے کیا ہو جانے میں، میں کچھ کہہ نہیں سکتا

کہ دستار فضیلتِ گم ہو دستار محبت میں

دستار باندھنے سے کیا ہو گا علامت ہے یہ بھی لیکن اب علامت ہی نہیں رسم رہ گئی، اور  
رسم سے اسلام کا کوئی تعلق نہیں، اسلام کا رسم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

### ہمارا نقش کیسے باقی رہے؟

میرے بھائیو اور دوستو! قرآن پاک میں نقش کیا گیا ہے کہ بھاری ہیں آپ،  
کیسے ہیں تو یہ بات ہر جگہ کہہ رہا ہوں، یہاں بھی کہتا ہوں کہ نقش رہو، اللہ میاں نے بنایا  
ہے، نقش اس طرح بنایا اس کی علامت ہے کہ آدم کو پنا کر فرشتوں کو حکم دیا کہ بجہہ کرو،  
محبود بنادیا، یعنی بھاری بنادیا، یعنی آپ محبود ہیں ساجد نہیں ہیں گا، آپ محبود ہیں ساجد  
نہ ہیں، رائج نہ بننے، کثرے نہ رہیے ہر ایک کے سامنے ہاتھ جوڑ کر، آپ کو محبود بنایا  
گیا ہے، صرف آپ خدا کے آگے سر جھکائیں، باقی کسی کے نہیں، اب اس میں کیا  
ہو رہا ہے، آج عقیدہ تو حیدر دا پر چڑھا رہا ہے، اور یہ میں خوام سے نہیں کہہ رہا ہوں

علماء سے کہہ رہا ہوں، اس وقت عقیدہ صحیح نہیں ہے، سب کو نہیں کہتا آپ سے بھی نہیں، کہ آپ بھی اپنے کونہ لیں مرا، دوسرا لے تو لے لے، لیکن پھر کہیے تو کہہ دوں ابھی ایک جگہ دیکھا میں نے اپنی ہی آنکھوں سے ایک بڑے عالم کو دیکھا بخاری پڑھانے والے اور اپنی کتاب میں ایسا جملہ لکھ گئے سراپا شرک ہے وہ، اور ان کے کئی شاگرد بھی ہیں، مرید بھی ہیں وہ، کسی نے اجازت دی ہے، پکڑا میں نے اور کہا تو کتاب سے اب نکالا جا رہا ہے، لکھا کیوں تھا؟ کیا ہو گیا ہے علماء کو، مسئلہ یہ ہے کہ عقیدہ تو حیدر کی طرف سے آنکھیں بند کر لی ہیں، سمجھتے ہیں یہ تو گھر کی لوٹتی ہے، جی نہیں قرآن میں اعلان ہے اور حدیث میں بھی دونوں جگہ سن لجھے، ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشَرِّكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَن يَشَاء﴾ (النساء: ۴۸) اور جناب رسالت مآب علیہ المصراۃ والسلام نے کیا فرمادیا: شفاعتی لمن لا یشرک بالله شيئاً، شيئاً کا لفظ سمجھ لجھے گا، أحد انہیں کہا گیا ہے، شيئاً ہے، اس لیے کہ شرک پا خانہ ہے، پیشاب ہے، ایک چھیننا بھی نہیں آنا چاہیے اتنا عقیدہ کو پاک صاف ہونا چاہیے اور خدا اور رسول میں فرق ہونا چاہیے دونوں کا معاملہ برابر نہیں فرق سمجھنا پڑے گا

بأخذ ادیوانہ باشی با محمد ہوشیار

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ بہت نازک ہے، وانتم لاتشعرون، اس کی بھی تفسیر دیکھ لجھے اٹھا کر کہ کیا ہے؟ آگے بھی نہ بڑھے یہ بھی ہے، اور آدمی پیچھے بھی نہ پڑے دونوں بے ادبی، دونوں غلط راستے، اور دوسرے تصوف کی اصطلاحات سے خود پڑتے لگ رہا ہے، اس لیے تصوف تصوف تو سب کرتے ہیں، اصطلاحات سے کوئی واقف نہیں ہے بہت کم لوگ واقف ہیں، تو وہ اصطلاحات استعمال کرتے ہیں ایک معنی میں اس کی بھی پوری ایک کہانی ہے، آپ خود ہی غور کر لجھے گا۔

عقیدہ کی فکر ہر لمحہ فرض ہے

عقیدہ تو حیدر کی فکر لازمی ہے، اللہ تعالیٰ حضرت شعیب کا قصہ سناتا ہے کہ نبی

کے گھر میں کے ہیں، نبی کے بیٹے ہیں، نبی کے پوتے ہیں، نبی کے لڑکے ہیں، لیکن کیا کہہ رہے ہیں آخری وقت میں ﴿مَا تَعْبُدُونَ مِنْ بَعْدِنِي﴾ (البقرة: ۱۳۳) یہ کیوں پوچھا؟ ہمارے لیے پوچھا تھا ہندوستان والوں کے لیے، آج شرک پنپ رہا ہے کفر پنپ رہا ہے، برسات ہے شرک کی، آندھیاں چل رہی ہیں شرک کی، اور یہاں بیٹھ کر ہم کو فکر نہ ہو عقیدہ کی، فکر نہ ہو قل پیدا ہونے کی، حالانکہ پہلا درجہ بھی ہے جب آپ سبودا نے کو سمجھ کر خدا کے سامنے ساجد ہوں گے تو آپ قل ہو جائیں گے پھر اس کے بعد کیے قل ہوں گے۔

## جاننے کے ساتھ تمسل ضروری ہے

حدیث میں آتا ہے، علیکم بالشقلین، ترکت فیکم ثقلین، (السنن الکبری للنسائی) یہاں پر پریشان ہیں ہمارے بہت سے محدثین بھی، میں اس کی تشریح کرتا ہوں کہ آپ قل ہونا چاہتے ہیں، تو قل سے اپنا تعلق قائم کر لیجئے، قل ہو جائیں گے، مثلاً ان ہیں آپ، لیکن ثقلین کب رہیں گے جب ثقلین سے جوڑ لیں گے اپنے آپ کو، کتاب و سنت سے جڑ جائیں، اور کتاب و سنت والوں سے جڑ جائیں، دونوں سے ایک سے کام تھا نہیں چلے گا، ہاں ایک سے تب چلے گاما ان تمسلتم بهمنا لئے تضروا، یہاں بھی ترجمہ صرف جان لینا کافی نہیں ہے، کہ کتاب سنت کو جان لیں، جان لیں نہیں ہے تم سک ہے، یہ عربی ہے یہ ہماری اردو زبان نہیں، سمجھ راتی نہیں، عربی ہے، یمسکون بالکتاب، مضبوطی سے تھام لیتے ہیں، ایسے ہی تمسلتم، تم نے اچھی طرح سے تھام لیا سمجھ کر غور فکر کر کے پڑھ کے، لیکن اب آپ عربی نہیں جانتے تو قرآن مجید کیا جائیں گے پھر اس کے ساتھ جو علوم ہیں ان کا بھی جانا ضروری ہے اس لیے کہ زبانوں میں سب سے بھاری زبان عربی ہے، اسی لیے قل پیدا ہو جاتا ہے، عربی جو جاتا ہے اس کے اندر قل آتا ہے، اسی لپے ساری زبانوں میں بھاری باقی رہنے والی ہمیشہ رہنے والی زبان عربی ہے، سب سے قصیر ہے، سب سے زیادہ گہری

ہے، جو اس سے جڑ گیا وہ باقی ہو گیا، جو عربی سے جڑ جائے گا باقی رہے گا، جو عربی کے ساتھ رہے گا ہمیشہ رہے گا، ایسے ہی نہیں کہہ رہا ہوں یہ کوئی دعویٰ نہیں ہے بالکل صحیح بات ہے، بہت سی کتابیں اُسکی ہیں جو فارسی میں لکھی گئیں ہیں اور سنکریت میں لکھی گئی ہیں، ان کا ترجمہ عربی میں ہو گیا، ان کی تفصیلات آج بھی باقی ہیں، اگر عربی میں ترجمہ نہ ہوا ہوتا تو کوئی نہ جانتا عربی میں جو آجاتا ہے وہ روک لیتی ہے اس کو اپرالخادیتی ہے، تو اس سے بھی ثقل پیدا ہوتا ہے، اور اس کے علاوہ ثقل کی چیزیں ہیں اس میں کیا ہے ایک چیز ہے جس کو کہتے ہیں قرآن مجید میں ﴿وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ﴾ شکل مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَدْرِكُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابُ ﴾آل عمران: ۷﴾ علم کے اندر رسول خ پیدا ہو جائے تو ثقل ہو جائے گا۔

### رسوخ فی العلم کی علامت

جبیسا کہ میں نے عرض کیا کہ ہر چیز کی کچھ علامتیں ہوتی ہیں، ایسے ہی راسخون فی العلم کی علامت ہے، وہ ہے تردد کا ختم ہو جانا جس عالم کو تردد پیش نہ آئے قرآن و حدیث میں کبھی بھی، وہ عالم راست فی العلم ہے، اور یہی صدقہ حقیقت ہے، صدقیق کہتے کس کو ہیں صدقیق تین چیزیں اس کے اندر ہیں، یوں تو ترجمہ الگ الگ ہیں، میرا ترجمہ سن لیجئے جس کے قول میں صداقت ہو علم میں صداقت ہو حال میں صداقت ہو تو کبھی تردد پیش نہیں آئے گا، اسی لیے حضرت ابو بکر صدقیق رضی اللہ عنہ کو کبھی تردد پیش نہیں آیا، آپ نے کہا میں ایمان لے آیا ہوں نبوت کا، میں عالی ہوں فوراً کہا آپ نے، میں ماننے والا ہوں، اور پھر حضرت ابو بکر کو دیکھتے جائیے صلح حدیبیہ کا موقع ہے رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دنیا سے جانے کا موقع ہے، سب میں صدقیقت کے ساتھ کھڑے ہو جاتے ہیں ان کو کہیں تردد نہیں ہوتا ذرا بھی، کیونکہ وہ سب سے بھاری ہیں، حضرت ابو بکرؓ بڑے بڑے اس زمانہ کے مظبوط ترین انسان ابو بکر کے سامنے پیچ نظر آتے ہیں، حضرت عمرؓ اُنٹا حضرت ابو بکر نے کہا اجبار

فی الحاھلیۃ، حوار فی الاسلام، (کنز العمال) کہ میاں بڑے لئے لسم کے آدمی تھے بیہاں آکر کے ڈھیلے ہو گئے، یہ بھاری ہیں ابو بکر، علیؑ ہیں، خیریہ تو صحابہ میں ہر ایک کے پاس ہے، ابو بکر تو بہت اوپنی چیز ہیں ان کو سمجھنی نہیں سکتے، غرض کہ علم کے اندر رسوخ پیدا ہو جائے، ورنہ علماء تو بہت ہیں، رسول خ نہیں ہے۔

### غصہ کو قابو میں رکھیں

ہمارے علماء کا حال تو یہ ہے اگر کوئی سوال کرے تو اس پر غصہ آتا ہے، اس کا ایک لطیفہ میرے ساتھ پیش آگیا، ہمارے دہاں علاقہ میں علماء بہت رہتے ہیں دیوبند کے مظاہر کے، ندوہ کے، سب فارغین ہیں علاقائی، وہاں مولانا محمد احمد صاحب بھی تشریف فرماتھے تو میں بھی جاتا رہتا تھا مٹے، تو وہاں پر ایک آدمی بیٹھے ہوئے تھے، تو انہوں نے جیسے ہی دیکھا تو اپنا بیگ ہٹا دیا، اور مجھے بخادیا، سیٹ پر، اور جب بس جمل دی، تو مجھ سے کہا معاف کجھے گا "مولانا لوگ" بے ڈوف ہوتے ہیں، ڈائریکٹ اسی طرح سے، اب میں ظاہر ہے تھوڑا اس اپریشان تو ہوا تو میں نے غور کیا معاملہ ہے کیا؟ پھر میں نے بھی ان کے جیسا جواب دیا، ہم نے کہاں ہوتے تو ہیں، اس میں کون سی بات ہے، ہوتے تو ہیں، مگر اس کا یہ مطلب تھوڑی ہے کہ آدمی نہیں ہوتے، مگر اس وقت ہم نے یہ نہیں کہا، ان سے ہم نے کہا میں ہوتے تو ہیں، اب بڑا خوش ہو گئے، کجھے کہ ہمارے مطلب کا آدمی ہے، اور پورا ایک گھنٹہ علماء کی برائی کی، بہت برائی کی، کہ کچھ نہیں جانتے، نہ پڑھے لکھے نہ تاریخ جانے، نہ یہ جانے نہ وہ جانے، کہنے لگے یہ روپ علماء کا ہے، تو ایک گھنٹہ جب تقریر کر چکے، تو ہم نے کہا کہ میں کچھ کہوں، کہنے لگے فرمائیے، ہم نے کہا یہ سب آپ کی وجہ سے ہے، پھر دو باتیں ان سے عرض کیں، ہم نے کہا ان سے کہنے بیٹھے ہیں، کہنے لگے اتنے، ہم نے کہا کتوں کو عالم پہنیا آپ نے، اب پھنسنے، ہم نے کہا آج کل کا حال یہ ہے، ایک لڑکا عقل مند ہے دوسرا بے ڈوف، بے ڈوف کو مدرسہ میں بھیج دیا، اور جو عقل مند ہے اس کو انگریزی کی لائیں میں لگا دیا، نمبر دو یہ کہ آپ کے پاس دو طرح کے پیسے ہیں، ایک زکاۃ کا ہے،

صدقہ و خیرات کا ہے، وہ آپ نے مدرسہ کو دے دیا، اور اچھا آپ نے اپنے بیٹے کو حکلہ دیا، اور پھر آپ کہتے ہیں بے ڈوف، تو کس نے بتایا؟ آپ نے بتایا، آپ خود پلے درجہ کے بے ڈوف ہیں، تو اتنے خوش ہوئے وہ ہماری بات سے، کہنے لگے کہ میرے پاس بہت سے مولوی آئے، کہ کتابیں بہت ہیں، میں بہت خاندانی آدمی ہوں، میرے بیہاں بہت کتابیں ہیں، میں نے آج تک کسی کو دیا نہیں، آپ جس ادارہ سے تعلق رکھتے ہیں، وہ اس لائق ہے، آپ کو کتاب دی جائے، ڈھانی سو کتابیں دیں انہوں نے، اس دن سے میں نے طے کر لیا کہ بھی غصہ نہیں ہونا ہے، اور آپ سے بھی کہتا ہوں علم جب کم ہوتا ہے تمجی آدمی غصہ ہوتا ہے، اور پھر انہوں نے بتایا کہ یہ روپ علماء کا ہے، اور علماء آتے ہیں، اور میں اسی طرح کہتا ہوں، وہ غصہ ہو کر سیٹ چھوڑ دیتے ہیں، اور کہتے ہیں کہخت تیری نماز جائز پڑھانے والا کوئی نہیں طے گا، اور یہ کہہ کر پیچھے میٹھ جاتے ہیں سیٹ خالی ہو جاتی ہے، پھر کوئی مولوی آتا ہے، تو میں اس کو بھاتا ہوں سہی میرانداق ہے، تو بات سہی ہے اگر رسوخ پیدا ہو جائے علم کے اندر، اور ہمارے اندر بھاری بھر کم ہونا پیدا ہو جائے، تو پھر کیا مجاہد ہے ہمارے اور کوئی دیکھ سکے کوئی دیکھ سکتا ہے، جس پڑھے میں رکھ دیا جائے گا، وہ پڑھ جائے گا، لیکن ہمارے اندر رسوخ ہونا چاہیے، ہمارے اندر وہ بھاری بھر کم پیدا ہونا چاہیے، اس کی بہت سی شکلیں ہیں ممن برد اللہ به خیر ایفقةہ فی الدین (صحیح البخاری فی باب من برد اللہ به خیر ایفقةہ فی الدین) لیکن تفقہ فی الدین جس کے اندر پیدا ہو جائے وہ بھاری ہو گیا، اسی لیے اس کے بارے میں فرمایا گیا جس کو اللہ تعالیٰ حکمت عطا فرمادے تو اس کو فقد اوتی خیر اکثیر اہل کو خیر کیشیں گئی، اسی طرح اخلاق میں اخلاق جو ہیں اصلانی المیز ان ہیں۔

## علم اور مال کب و بمال ہوتے ہیں؟

اس کے بعد جعلوم ہیں اس کی تفصیل ہے اس میں یہ ہے کہ ﴿اَقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَهُ﴾ (العلق: ۱) پڑھیے مگر اللہ کے نام سے، کیونکہ اللہ کا نام جو ہے حدیث میں

آنے لایشل مع اسم اللہ شیعاء (المستدرک للحاکم) اللہ کا نام جس چیز میں آجائے وہ بھاری ہو جاتی ہے، ایسے ہی سبحان اللہ و بحمدہ، کلمت ان تھیں ان، (صحیح البخاری فی باب قول الله ونضع الموازن بالقسط) تھیں ان ہیں بھاری بھر کم ہیں، اور یہ کچھ پہلے ہیں جو ان کو ادا کرنے بنج نیت کے ساتھ، اخلاص کے ساتھ، بہت کچھ بن جاتا ہے، اب یہ دیکھنا پڑے گا کہ اللہ کا نام ہے یا نہیں، ہمارے حضرت مولانا فرمایا کرتے تھے امریکہ اور یورپ میں علم ہے، اللہ کا نام نہیں ہے، اس لیے علم و بال ہے، اور بال ہے ماشاء اللہ لینے والا نہیں ہے، علم بھی و بال مال بھی و بال، ساری دنیا کو پریشان کرڈا، تو یہ ہماری ذمہ داری تھی، کہ وہ ہمارے نام کو لے جاتے، یا وہاں سے علوم لاتے، اس میں اللہ کا نام ملا دیتے، اللہ کا نام شامل کرتے تو وہ علوم بھی فائدہ ہے یہو نچا تے ساری دنیا کو، آج دنیا راحت کی سائنس لیتی، اور لوگوں کو چین و سکون ملتا۔

### اگر ہم ثقل ہو جائیں

میرے بھائیو اور دوستو! ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے اندر ثقل پیدا کریں اور اس کے لیے جیسا میں نے عرض کیا ایسا القلان علیکم بالشکلین، اگر یہ بات پیدا ہو جائے ان شاء اللہ ہم ثقل ہوں گے، اور جب ثقل ہوں گے تو آزمائیں ہم کو ہلائیں سکتیں، ہم کو کوئی ڈانواڑوں نہیں کر سکتا، ہم کو کوئی پریشان نہیں کر سکتا، اور آج نگاہیں اسی لیے اٹھ رہی ہیں، کہ ہم ملکے ہو گئے، جیسے بعض لڑکے درجہ میں سیدھے ہوتے ہیں اور لڑکے ان سے مذاق کرتے ہیں، کوئی ادھر سے شیپ مارتا ہے کوئی ادھر سے شیپ مارتا ہے، تو لڑکے اچھتے ہیں کس نے مارا؟ اے تو نے مارا، کہا نہیں، پھر ایک ادھر سے اس نے مارا، لیکن بے دوقوف ہے وہ بکھر نہیں پاتا، کس نے مارا؟ ایسے ہی آج ہم شیپ کھارے ہیں، کوئی ادھر سے مار رہا ہے، ادھر اٹھالیا، ادھر اٹھالیا، یہ فساد یہ ہنگامہ، یہ سب اسی لیے کہ ہم سب ہلکے ہو گئے، اگر ہم بھاری ہو تے تو یہ زندہ باد دمردہ باد کچھ ہوتا ہی نہیں، حالانکہ اس سے کچھ نہیں ہو گا، کر کے دیکھ لجئے آپ، ہونا اس وقت

ہے جب ہمارے اندر ٹقل پیدا ہو جائے، ہم جو ہلکے ہو گئے ہیں، وہ ہلکا پن دور ہو جائے، اور لوگ سمجھ لیں کہ غشاءِ کفثاء السیل نہیں ہے۔

### نفع بخش چیز بہتی نہیں ہے

اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا بقائے النفع کا قانون، **هَفَّا مَا الزَّبْدُ فَيَذْهَبُ  
جُحَافَاء وَأَمَا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيُمْكَثُ فِي الْأَرْضِ** (الرعد: ۱۷) جو لوگوں کو نفع ہو نپھاتا ہے اس کو کوئی بہانہ نہیں سکتا، اور جھاگ چلا جاتا ہے بہہ کر، ایسے ہی آج ہم بھی بہہ رہے ہیں، کہ موبائل مل گیا وہ مل گیا، کھولنال مل گیا، کھینچنے لگے، اور اس میں دیکھنے لگے، کیا یہ تمہاری دیکھنے کی چیزیں ہیں؟ تو جو بہہ جائے وہ کہاں باقی رہے گا، جوڑھ جائے اپنی جگہ، جڑ پکڑ جائے، اس کو دنیا کی کوئی طاقت نہیں ہلا سکتی، اگر یہ بات ہم اپنے اندر پیدا کر لیں شروع سے، تو پھر ظاہر ہے اللہ تعالیٰ ہمیں وہ مقام دے سکتا ہے جو ہم نے سوچا بھی نہ ہو، اس کے ہاتھ میں سب کچھ ہے، دیر یہ ہے کہ **ع  
ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں  
راہ دکھلائیں کے کوئی رہروے منزل ہی نہیں**

اوپر سے صدبار بار آرہی ہے، لیکن ہمارا خیر تنگ ہو گیا ہے، ہم چھوٹی چھوٹی جماعتوں میں چھوٹے چھوٹے مدرسون میں سیاست میں پھنس گئے ہیں، المدرسة السياسية، میں پڑکر رہ گئے ہیں تو ہم کیا کریں گے اور کس کو پیغام دیں گے؟ اس میرے بھائیو اور دشمنو! اپنے اندر آفاقت پیدا کیجئے، عالمیت پیدا کیجئے، انسانیت پیدا کیجئے، اور اپنے اندر ٹقل پیدا کیجئے، اپنے آپ کو بھاری بھر کم بنائیے، پھر دیکھنے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا انعامات ملتے ہیں، اور آپ سے کیا کام لیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو تو نیق نصیب فرمائے۔  
وآخر دعوا ان الحمد لله رب العالمين.

## اللہ اور رسول ﷺ کی معرفت و محبت کی ضرورت

الحمد لله نحمسده و نستعينه و نسغفه و نعوذ بالله من شرور  
 أنفسنا ومن سينات أعمالنا من يهدى الله فلا مضل له ونشهد أن سيدنا  
 ومولانا وحبيبنا وشفيعنا محمدا عبد الله ورسوله ، صلى الله عليه وعلى  
 آله وأصحابه وأزواجه وذرياته وأهل بيته وبارك وسلم تسليماً كثيراً  
 كثيراً، أما بعـدا

میرے دوستوں میں بھائیو اور عزیز بچوں!

ابھی آپ نے کلام الہی کی آیات پیش کیں، اس کے بعد گھاٹے عقیدت بارگاہ  
 نبی میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی، اور ہمارے کچھ بچوں نے اللہ کے  
 رسول ﷺ کی پلندیاں رفتیں بیان کرنے کی کوشش کی، اور آپ کے نام تاہی اس  
 گرامی اور آپ کی ذات والاصفات جب اور جہاں اور جس نے غلط بات زبان سے  
 نکالی یا قلم سے لکھی تو اس کا حشر خود قرآن میں بیان کیا گیا ہے، اس کے بیان کرنے کی  
 کوشش کی، اس لیے کہ اعلان خداوندی بہت پہلے سے ہے، **وَإِنَّا أَعْطَيْنَاكَ**  
**الْكُوْثَرَ، فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَأَنْحِرْ، إِنَّ شَانِقَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ** (الکوثر: ۳-۱)

تو یہ کہہ دیا گیا کہ آپ کو سب کچھ دے دیا گیا، اور اتنا دے دیا گیا جتنے کا تصور بھی مشکل  
 ہے، اور جس کا ہتنا ظرف ہے اس کو اتنا ہی ملتا ہے، اور ایک طرف نبی کا کتنا ہے اس کا  
 سمجھنا ایک آدمی کے لیے مشکل ہے، اور پھر امام الانبیاء سید الاولین والآخرين کے

ظرف کو سمجھتا بڑے بڑے صاحبانِ ظرف کی بات نہیں، تو ہمارے بس میں کیا ہو گا؟ تو اسی لیے کہا گیا ہے، دیدیا گیا، اعطیناک الكوثر، ہم نے تم کو دے دیا الکوثر، تواب خالہر ہے کہ کوثر کو سمجھنا بھی ہمارے بس کی بات نہیں ہے بہتے ہوئے دریا اور مٹھائی مارتے ہوئے سمندر سب یقین ہیں، کہ آپ کو کتنا اللہ نے نواز، کس قدر نوازا کیے نواز، یہ جانے وہ جانے، جس کو نواز اگیا ہے اس کو جانیں، اسی لیے اوپر نواز نے والے نے یہ بھی کہا ﴿فَأُوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أُوْحَى﴾ (النحل: ۱۰) جو چاہا وہ بتایا اور جو چاہا وہ سکھایا اور جو چاہا وہ دیا، اور جس کو نواز اگیا وہ جانیں۔

### محبت میں حدود کا خیال رہے

ہم اس کو نہیں سمجھ سکتے، تو بس ہم جس حد کے مکلف ہیں، وہ کرتے رہیں گے، کیونکہ یہاں بھی معاملہ ایسا ہے کہ نہ کوئی آگے بڑھنے نہ پہنچ رہے، بہت نازک ہے معاملہ، رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مرتبہ نہایت بلند، اور آپ کا مقام ایسا غیر معمولی ہے کہ ہم اگر آگے بڑھادیں تو مشکل، یعنی گھنادیں تو مشکل، بہت نازک تر ہے، اسی لیے باخداد یوانہ باشی با محمد ہوشیار، بہت معنی خیز شعر ہے یہ، اپنے اپنے اعتبار سے، لوگ استعمال کرتے ہیں، لیکن باخداد یوانہ باشی با محمد ہوشیار، اس لیے کے اللہ کے بارے میں تو تعریف کرتے چلے جائیے، اور ان کے بارے میں بیان کرتے ہی چلے جائیے، بیان کرتے رہیں اور کم ہی رہیں گے، اور وہاں تو معاملہ الگ ہے، رسول ﷺ کی ذات کا معاملہ ایسا ہے بہت بلند و بالا ہے، لیکن بلند و بالا ہونے کا مطلب کوئی یہ نہ سمجھ لے، خدا اور وہ اللہ ہیں، وہ خالق ہیں، اور وہ مخلوق ہیں، لیکن سب سے اعلیٰ، اور ہیں اللہ کے پیدا کئے ہوئے، لیکن نظر میں سب سے محمود سب سے متاز، اور یہ ہوتا ہے کہ جو بڑے بڑے کارگیر ہیں، بہت سی چیزیں بنتے ہیں، ان سے پوچھا جائے اس میں کون سا سب سے اچھا الگ رہا ہے، تو بتادیتے ہیں کہ سب سے پیارا مجھ

کو یہ لگ رہا ہے، اس لیے کہ اس میں نے بنا یا ہے بڑی محنت سے، اور اس میں بڑی محنت کی ہے، حالانکہ خدا کے سلسلہ میں محنت کا تصور نہیں ہے، وہاں تو کن فیکون ہے، جس کو چاہیں جس وقت چاہیں جیسا چاہیں بنادیں، ان کے بیہاں یہ مسئلہ نہیں ہے، لیکن بہر حال حضور پاک ﷺ کو ایسا مجموعہ فرمایا اور ایسا ان کو امتیازی و صفات عطا فرمایا کہ ان سے پہلے نہ کسی کو ملامتہ بعد میں کسی کو ملے گا، تو اللہ کے رسول ﷺ کو کہہ دیا گیا، کہ سب دے دیا گیا، بہت کچھ دے دیا گیا، مگر یہ کہ یہ جانیں وہ جانیں۔

### خدا کے لشکر کو نہ بھولیں

آخر میں یہ کہہ دیا گیا کہ اب جو آگے بڑھ کر غلطی کرے گا، تو اس کی جڑ کاٹ دی جائے گی، اور کہنے والا وہ ہے، جس کے قبضہ میں سب کچھ ہے، اور ﴿وَلِلّٰهِ جُنُودُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ (الفتح: ۴) سارے لشکر اسی کے ہیں، ہمارے پاس تو ایک ہی لشکر ہے، وہ لشکر ہے کہ ہم بہت سے لوگوں کو جمع کر لیں، اور فوج بنائیں، لیکن اللہ میاں کے لشکر کا اندازہ ہم نہیں کر سکتے، ان کا لشکر جو ہے اگر کسی ایک کو مارنا ہے اور بے موت مارنا ہے، تو اس کے لشکر انچکشنا دے دیتے ہیں، اس سے اس کے اندر جرا شم پیدا ہو جاتے ہیں، اندر کے، وہ اس کو کھاڑا لتے ہیں، تو ہے تو بیچارہ دیکھنے میں بڑا توانا، لیکن اندر سے جرا شم اس کو کھا کر ہو کھلا کر دیتے ہیں، اور بے موت اس کو مار دیتے ہیں، تو اس طرح کے جو لوگ ہوتے ہیں ان کو جرا شم کا انچکشنا اللہ میاں آرڈر دے دیتے ہیں، اوپر سے ہو جاتا ہے، اور اس کے علاوہ کبھی کبھی یہ بھی دکھادیتے ہیں، کہ زیادہ فرعونیت دکھاتا ہے، اتنا نیت دکھاتا ہے اپنی بڑائی بڑا وجہ ہاٹکتا ہے تو اللہ میاں کہتے ہیں اس کو محشر سے مارو، اس کو مکمل سے مارو، تو فرعون کتنا بڑا تھا لیکن مینڈھک کی بارش ہو گئی، اب بیچارے کے نہ گھر میں پیر رکھنے کی جگہ شہ باہر، ہر جگہ مینڈھک وہ تو جس طرح چاہے سزا دے، اس کی سزا کیں بھی نہیں ہیں اسی لیے وہ اندر سے بھی سزا

وَتَأْتِيَنَّهُم مِّنَ الْعَذَابِ الْأَذَقَى ثُمَّ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ  
لَئِنَّهُمْ لَمْ يَحْمُلُونَهُ (السجدة: ۲۱) یہ اللہ کے ہاتھ میں اس کے قبضہ میں سب کچھ ہے۔

**اگر انجانے میں بھی خطا ہو گئی.....**

تو جب سب کچھ ہے، تو آپ اسی مزاج کے مطابق کام کریے، تو آپ کا سب  
کچھ ہے، اور اگر آپ ایسا نہیں کریں گے، اور خدا نخواستہ انجانے میں بھی خطا ہو گئی  
یعنی بے ادبی رسول کی انجانے میں بھی ہو گئی تو پکڑ ہو جائے گی، یہ بہت خطرناک ہے،  
ابھی جو آئیت پڑھی پہنچنے، وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ، وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ جو ہے بہت  
عجیب و غریب غور طلب ہے، کہ تم کو پہنچ بھی نہیں رہے گا اور تمہارا سارا کیا کرایا ملیا میٹ  
ہو جائے گا، صرف کس بات پر آواز بلند ہو گئی، تو اندازہ سچھے اللہ کے رسول ﷺ کی  
ذات کے بارے میں آپ کی صفات کے بارے میں آپ کے رتبے کے بارے میں  
آپ کے مقام کے بارے میں آپ کی محبویت کے بارے میں آپ کی مقبولیت کے  
بارے میں آپ کے انتیاز کے بارے میں آپ کی خصوصیات کے بارے میں اگر کسی  
نے بے جا کوئی بات کہی۔ س و ہیں کان پکڑ کر باہر، جاؤ تم یہاں سے، نکلو یہ بارگاہ نبوی  
کے لا ائن نہیں ہے۔

**خوبیوں کیے اور کب آئے گی؟**

اسی وجہ سے اللہ کے رسول ﷺ سے محبت جب آئے تو یہ پڑھنے چلے کہ محبت ہے یا  
محمد، محمد کا نام ہی محبت سے لیا جائے، اور یہ کیفیت پختگی برہمنی جائے گی، اتنا ہی صفات  
حمدیہ ہمارے اندر پیدا ہو جائیں گی، کیونکہ محمد میں حمد و متاثش اچھا ہونے کے غیر معمولی  
گلdestے پیوست ہیں، تو جس قدر محبت کے ساتھ محمد کا نام لے گا، اور جس قدر رسول پاک  
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنتوں پر عمل کرنے کی کوشش کرے گا، اور آپ کی سنتوں پر اواب  
کے ساتھ چلنے کا وہ جسب بھی عہد کرے گا، اسی قدر اس کے اعمال میں خوبیوں پیدا ہوتی چلی

جائے گی، اور اس کے چون میں نہ جانے کیسے کہیے پھول کھلتے چلے جائیں گے، اور وہ خود سراپا گھٹتاں بن جائے گا، اسی وجہ سے جن حضرات نے جتنی حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت کی اور آپ کی سنتوں پر عمل کیا ان پر چون اسی طرح سدا بھار ہوا ہے، ابو بکر علود کیجئے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے جانے کے بعد سب سے اعلیٰ چون انہیں کا ہے، تو جو آیا اس چون صدیقی میں، اس کا چون خود اللہ زار ہو گیا، اور محلبہ کرام کو اسی لیے اس معاملہ میں امتیازی شان حاصل ہے، محلبہ کرام محبت میں اللہ کے رسول ﷺ کے چہرہ کو دیکھنیں پاتے تھے، اور ایک نظر پڑتی تھی تو دریں تک سوچتے رہتے تھے کہ جب حضرت تشریف لے جائیں گے اور جنت میں اعلیٰ مقام پا جائیں گے تو کہاں ہم اور کہاں حضرت، حضرت کی زیارت ہو جاتی اس کے بعد تو ہو گئی نہیں، اس پر پریشان رہتے تھے، تو آپ نے جب کہا نہیں، «المرء مع من أحب» (صحیح البخاری فی باب علامۃ الحب فی اللہ عزوجل) کہ جو جس سے محبت کرے گا وہ اس کے ساتھ ہو جائے گا، تو محلبہ کرام خود کہتے ہیں کہ اس حدیث سے اتنی خوشی ہوئی کہ جیسے ایمان لانے پر ہوتی تھی، اس سے کچھ کم نہیں ہے، مت ہو گئے، یہاں تک کہ حضرت انس فرماتے ہیں بہت اچھل کر جب یہ حدیث سن تو بہت اچھل کر فرمانے لگے مجھے اللہ سے اور اس کے رسول سے، ابو بکر، عمر سے محبت ہے، اعمل باعمالہ، چاہے ان کے جیسا کرنہ سکوں دیواں گئی تو ہے ہی، دل تو دے ہی دیا ہے، کوشش کر رہا ہوں۔

اب ہم سوچتے ہیں، کہ ہم لوگ ناقص ہیں کمال کیسے ہوں؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ ہم تو سراپا عیب ہیں پہلے تو اپنا عیب دھولیں، پھر اس کے بعد کمال پیدا کریں، اور وہ سب جو صاحبان کمال و جمال تھے اس لیے جہاں ان کے سامنے اس طرح کی باتیں پیش آئیں، تو جمال بالائے جمال، کمال بالائے کمال ہو جاتا تھا، اور ہم تو سراپا عیب ہیں، پہلے تو مناؤ اس کو، اور پھر اس کے بعد اس کو کوٹو، اور اس کے بعد اس میں قش و نگار کرو، اتنی عنعت کرنی پڑتی ہے، اسی لیے محلبہ کرام کو جو مقام حاصل ہوا، وہ مقام کسی کو

حاصل ہوتی نہیں سکتا، تو اسی لیے اللہ کے رسول ﷺ کے نام نامی سے ذات گرائی سے آپ کی ذات سے بھی آپ کی صفات سے بھی جس قدر تعلق رکھے گا وہ خود قبل ستائش ہو جائے گا، کیونکہ محمد سے جس کاربطة ہو گیا وہ بھی قابلِ رشک ہو گیا، اس کی بھی لوگ تعریفیں کرنے لگیں گے، اتنی محبت بحق تعلق ان سے ہو گا، اتنا ہی تعلق ان کے غلام سے ان کے محبت رکھنے والے سے ہوتا چلا جائے گا۔

### صحابہ کرام کی محبت کا عالم

اسی لیے حضرت ابو بکر سے بڑھ کر کوئی نہیں ہے کیونکہ اتباع سنت میں ان سے بڑا کوئی نہیں ہے، اور اللہ کے رسول ﷺ کی محبت میں ان سے کوئی آگے نہیں ہے، اور آپ کی بات مانند میں ان سے کوئی اول نہیں ہے، تو ظاہر ہے کہ وہ سب سے اوپ پر ہر اسی طرح جو صحابہ کرام ہیں سب درجہ بدرجہ، اور بعض پر وہ کیفیت طاری ہے۔ ایک صحابی ہیں تو جب رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کی خبر آئی پکھ کام کر رہے تھے جیسے ہی خبر آئی انہوں نے ہاتھ اٹھائے، کہا یا اللہ اب حضرت نہیں رہے دیکھوں گا کیا؟ آنکھیں آنکھیں دیکھ کر بینائی حاصل کرتی تھیں، اب میری بینائی لے لے، میں دیکھنا نہیں چاہتا کسی اور کو، اسی وقت نایبا ہو گئے، اس لیے کہ وہاں ہر چیز پچی تھی، جھوٹ کا معاملہ نہیں تھا، جدول سے کہتے تھے وہ کام ہو جاتا تھا۔

اسی لیے ایک دیہاتی صحابی ادھر آئے، اور اور اسلام قبول کر لیا اسلام قبول کرنے کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے دیکھا کہ بالکل بیچارے سیدھے سادھے ہیں ان کو نگاہ دیا، بکری چرانے پر، جاؤ جانور چاؤ، چرانے لگے وہ، مال غنیمت آیا جب جنگ ہوئی تو جنگ میں مال غنیمت ملا، آپ کے دربار میں آیا، آپ نے سب کا حصہ لگا دیا، جب وہ آئے تو آپ نے کسی صحابی کو دے دیا، کہ جب وہ آئیں تو ان کے حوالے کر دینا، جب وہ آئے تو انہوں نے کہا کہ یہ حصہ ہے جو رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو دیا ہے تو کہنے لگے یہ کیا ہے، ماہذا؟ تو انہوں نے کہا قسم

قسم رسول اللہ ﷺ، اس کو صحابی سے لے لیا، اور آئے رسول پاک ﷺ خدمت میں لے کر، اور کہا ما هذا یا رسول اللہ؟ قال: قسم قسمتہ لک، کہ تم حارہ حصہ ہے جو میں نے دیا ہے، تو معلوم ہے کیا کہا انہوں نے ”مالہذا ابعتک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم“، عجیب صحابہ کرام کی کایا پلٹ جاتی تھی، دیکھنے کہ حضرت آپ کا دامن تو اس لیے نہیں پکڑا، کہ انہا دامن مال و دولت سے بھریں، آپ پر ایمان لا یا ہوں اس لیے تھوڑی لا یا ہوں کہ جو حصہ ہے وہ دنیا ہی میں مجھے مل جائے، کچھ پیسہ مل جائے، میں اس لیے ایمان نہیں لا یا، بلکہ اس لیے لا یا ہوں کہ ایک تیر لگے دشمن کا، اور حلق میں پہنچے اور میں اللہ کے راستے میں شہید ہو جاؤں، تو آپ نے فرمایا ”ان تصدق اللہ یصدقك“، اگر تم سچے تو پھر یہ صحائی رنگ لائے گی۔ (السنن الکبریٰ للبیهقی)

### صحائی کی پرواز بلند ہے

صحائی بڑی عجیب چیز ہے اگر آدی صحا ہوتا ہے تو اس کو پکڑا جاتا ہے، اسی لیے آج اس کی کمی ہے، ہم اس سے محروم ہیں، صحائی دلوں سے نکل گئی، اس نے کہا ایسا، بس کچھ دلوں میں اللہ تعالیٰ نے مقام عطا فرمادیا، مقام شہادت پر فائز ہو کر، رسول پاک علیہ اصلۃ والسلام کی سند لے کر چلا گیا دنیا سے، آپ نے باقاعدہ اس کو سند دی، کہ تیرے راستے میں شہید ہوا ہے بندہ، تو اب ظاہر ہے کہونکہ صحائی کے ساتھ اس نے بات کہی تھی، تو اس کو مقام مل گیا، من سأَلَ مِنْزَلَ الشَّهَادَةِ بِالصَّدْقِ، بلغه اللہ تعالیٰ منازل الشہداء، (سنن ابن ماجہ فی باب القتال فی سبیل اللہ) جو دل کی صحائی کے ساتھ شہادت مانگتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو موقع عطا فرمائے گا، تو بتاویا کہ اگر صحائی کے ساتھ کہیں گے تو اللہ کے یہاں ایسا نہیں ہے کہ نہ ملے، مانگنے والے کی طلب چاہیے اور دل کی تڑپ چاہیے اور اندر کی صحائی اور وزن چاہیے پھر کیا نہیں وہاں سے ملتا؟ تو بہر حال اگر رسول پاک علیہ اصلۃ والسلام کے ساتھ ہمارا محبت اور تعلق پیدا ہو جائے، تو ہمارا جن بھی کمل

جائے گا، اور دوسروں کو میشام جان سے معطر کرنے والے بھی بن جائیں گے۔

## اللہ اور اس کے رسول سے محبت کے طریقے

تو آج تعلق تو پیدا ہونے کی ضرورت ہے، آج نام نامی آتا ہے آپ نے فرمایا تھا جب میرا نام آئے اور وہ درود وسلام نہ پڑھے، تو اس سے زیادہ بخیل کون؟ زبان سے کہنے کی کیا ہے، اس لیے یہاں بھی جذبات کی اندر وون کی گہرائی کے ساتھ، کہنے کی ضرورت ہے، کہ جب نام نامی آیا تو فوراً صلی اللہ علیہ وسلم، اور جیسے ہی صلی اللہ علیہ وسلم، اور جو شریف لوگ ہوتے ہیں کریم لوگ ہوتے ہیں۔ تو آپ تو ظاہر ہے کہ یہوں کے کریم ہیں، رحموں کے رحیم ہیں۔ تو ان کا کام یہ ہوتا ہے کہ کوئی ان کو دیتا ہے تو فوراً پلٹ کر ان کو دیتے ہیں، کان یقبل الہدیۃ یثیب علیہا (جامع الأحادیث للسیوطی) آپ کے بارے میں آتا ہے ہدیۃ قبول کرتے تھے اور اس کا بدل دیتے تھے، اور وہی جتنا ہدیۃ دیا ہے وہ تو ظاہر ہے ملتا ہی ہے تو آپ اس سے زیادہ بخیل کیا ہوئی؟ جب کریم کے در پر حاضر ہیں، تو ہم کو تو ملنے ہی والا ہے، لیکن کتنی گناہ ملتا ہے، آپ نے ظاہر ہے ہدیۃ پیش کیا ہے درود کا سلام کا، اب ظاہر ہے ہدیۃ پیش کیا ہے تو پلٹ کر ملتا ہی ہے، ہم نے جب کہا کہ اصلاح و السلام یا صلی اللہ علیہ وسلم، بس فوراً اپر سے کنکشن ہے نا، ایسا گہرائی کنکشن ہے جیسے اس وقت بمحنت بہت آسان ہے کمپیوٹر میں فیڈ ہوتا ہے نا، بن دبایا فوراً انکل گیا۔

تو ایسا ہی یہاں بھی معاملہ ہے جس نے کہا صلی اللہ علیہ وسلم، بس فوراً رحمتیں برس لکھیں، یا یوں کہہ لیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر اُتی کے اوپر ایک جمنڈ الگار کھا ہے، اور جمنڈے کے اندر پھول پھر کئے ہیں، جب بھی وہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسی لکھنچتا ہے، تو پھول جھزتے ہیں اس پر، رحمت کے پھول جھزتے ہیں، اگر واقعی محبت ہو جیسے ہی نام آیا فوراً صلی اللہ علیہ وسلم، اور پھر جس قدر محبت سے کہہ گا، اتنا تو سیدھا ہے، الحسنة بعشر أمثالها (السنن الکبریٰ للنسائی) یہ تو ہیں، اور جتنا بڑا ہو گا، اتنا ہی گناہ بڑھتا جائے گا، اور جتنے لوگ زیادہ محبت کرنے والے ہوتے ہیں، وہ بس ایک مرتبہ محمد کہتے ہیں اور بس رحمتوں کے ذمیر

لگ جاتے ہیں، اس لیے کہ اتنی محبت سے کہتے ہیں، کہ جب نام نامی اسم گرامی آتا ہے تو ان کے منھ میں رال پک آتی ہے، اور اس کو روکنا پڑتا ہے، اور نام نامی اسم گرامی اس قدر پیارا ہے کہ اس سے پھول تو یوں بھی حضرتے ہیں، محبت کے پھول حضرتے ہیں، اور پھر تو محبت کے بھی جھزیں گے، تو اللہ کے رسول ﷺ کی ذات والاصفات کو اللہ نے غیر معنوی بنایا ہے، اور ظاہر ہے کہ اللہ میاں نے آج کل میں نے جیسے کہا کہ سمجھنا بہت آسان ہے، حدیث میں آتا ہے اگر کوئی سبحان اللہ کہے درخت جنت میں لگ جاتا ہے، تو اب آپ نے یہاں بیٹھ کر کہا سبحان اللہ، اللہ میاں فوراً جنت میں درخت لگادیتے ہیں، یہاں بھی سمجھنا آسان ہو گیا ہے، کمپیوٹر کا بیٹن دبایا پورا اس کے سامنے آ گیا، تو ایسے ہی آپ نے یہاں سبحان اللہ کا ایک ٹھن دبایا درخت وہاں لگ گیا جنت میں، الحمد للہ کہا اور وہاں لگا، لگا وہاں اور یہاں معلوم ہو گیا، کونکہ اس کا چکل کھایا ہے آپ نے، درخت وہاں لگتا ہے، اور چکل یہاں ملتا ہے، گروہاں بھی وہی ہے سبحان اللہ کہے، محبت سے اللہ سے محبت تو پہلے ہے، نمبر ایک پر اللہ سے محبت، نمبر دو اللہ کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت، تو اب ظاہر ہے سبحان اللہ سبحان اللہ، دونوں کی محبت سبحان اللہ، سبحان اللہ و مجده سبحان اللہ اعظم، اسی لئے فرمایا بڑے ہلکے چکلے ہیں زبان میں، لیکن بڑے پیارے ہیں اللہ کے یہاں، اور بڑے بھاری ہیں میزان میں۔

## Reaction سے محفوظ رہیں

جب ایسی ذات ہے تو ظاہر ہے اس کا ری ایکشن بھی سخت ہو گا، کہ ایسی ذات جو سراپا رحمت ہے سراپا برکت ہے، جیسے ہوتا ہے کہ اگر کسی شریف آدمی کو کوئی چھیڑ دے اور اس کو برا بھلا کہے تو اس کو علاقہ کے ممبر ہی نہیں پسند کرتے، کہ بد تیز آدمی اتنے نیک آدمی کو پریشان کر رہے ہو، ان کے بارے میں کہتے ہو، آسکنڈہ کہا تو زبان کھنچ دیں گے تمہاری، حالانکہ اس کا کوئی تعلق ایسا نہیں، لیکن شریف شریف ہوتا ہے، کریم کریم ہوتا ہے، تو آپ اتنے کریم ہیں، اور پھر اللہ کے محبوب بھی ہیں، اب اگر کوئی بھی

آپ کی شان میں گستاخی کرے تو فوراً **هُوَ الْأَبْتَرُ** (الکوثر: ۳)، اللہ میاں فوراً اوپر سے بربادیاں نازل کرتے ہیں، اس کی جزا کھاڑ کر پھینک دیں، اس کو بے بنیاد کر دیں، اس کو کاٹ کر کھو دیں، جس مزما کا اعلان جاری ہوتا ہے وہاں سے، کیونکہ ظاہر ہے فوج تو اللہ کی ہے، پھر ایسے لوگوں کا حشر بڑا خراب ہوتا ہے، جیسے انہوں نے اس کو مار دیا انہوں نے اس کو مار دیا، لیکن بعض وہ لوگ ہوتے ہیں، جو رگڑ کر مارے جاتے ہیں، زیادہ بरے لوگ ہوتے ہیں، تو ان کو قتل تکوار سے نہیں کیا جاتا، ان کو لٹکایا جاتا ہے، جو اس سے بھی برے ہوتے ہیں ان کو کھینچا جاتا ہے، جو اس سے بھی برا ہوتا ہے اس کو بھگو بھگو کر مارا جاتا ہے، تو ایسے ہی جو جتنا برا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والا ہے تو اوپر سے اس کو بھگو بھگو کر مارا جاتا ہے، اندر دماغ کی تکلیف، دل کی تکلیف، جسم کی تکلیف، گھر کی تکلیف، گھر والوں کی تکلیف، محلہ والوں کی تکلیف، نہ جانے کتنی تکلیفیں ہیں، وہ اس کو رکھ کر اور اس کو ڈالا جاتا ہے، اور اس کی حالت دگر گوں ہو جاتی ہے، پھر وہاں چھپم کا ایندھن اس کو بنا کر اس کو آخری درجہ میں ڈالا جاتا ہے۔

### ادب میں اعتدال ملحوظ رہے

اس لیے اللہ کے رسول ﷺ کے معاملہ میں بہت ادب کا معاملہ ہوتا چاہیے اور ادب نہیں ہے جیسا کہ میں نے شروع میں کہا کہ ادب ایسا ہے ہو کہ نبی کو خدا بنا دے یہ بھی برا ہے، اور اگر بے ادبی کی تو بھی برا ہے، اس لیے کہ سوط کے دو کنارے ہوتے ہیں، ادھر پلے جاؤ، تو بھی کھنڈ میں، اور ادھر پلے جاؤ تو بھی کھنڈ میں، شمع میں چلو، ایسے ہی رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات والاصفات ہے، آپ اتنے بڑے ٹیلے پر ہیں ادھر گئے تو آپ گرے ادھر گئے تو آپ گرے، اسی لیے آپ کا نام نامی بڑی احتیاط سے لیتا چاہیے، اور جب نام نامی آئے تو صلی اللہ علیہ وسلم بہت محبت کے ساتھ کہتا چاہیے، اور جتنی محبت ہوگی اتنا ہی فائدہ ہوگا، اور اس کے بعد سنتوں پر عمل

کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

## سکون اور علم کے منافع اتباع سنت پر موقوف ہیں

سنتوں کا معاملہ بہت بڑا ہے، کیسی کیسی سختیں ہیں، زندگی کو بہار بنا نے کے لیے، دوسروں کے لیے خیر کا ذریعہ بنانے کے لیے، اور نفع کا ذریعہ عام کرنے کے لئے، اور ساری دنیا میں چین و سکون کو عام کرنے کے لیے اور زندگی کی سلامتی کے لیے، اور زندگی کی بہار کے لیے، آپ کو سنتوں پر عمل کرنا ہو گا، اور جتنا آپ سنتوں پر عمل کریں گے اتنا ہی علم آپ کو آتا رہے گا، علم بھی اسی سے وابستہ ہے، جیسے یہاں نام نامی اسم گرامی پر درود وسلام کے ساتھ حمتیں برکتیں ملتی ہیں، ایسے ہی سنتوں پر عمل کرنے سے زندگی ملتی ہے، اور زندگی کا چین ملتا ہے، اور زندگی کا سکون ملتا ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ علم ملتا ہے، اور علم کے منافع ملتے ہیں، اور علم کی برکتیں ملتی ہیں، اور علم سے جو چیزیں وابستہ ہیں وہ ساری کی ساری چیزیں ملتی ہیں، یقین ملتا ہے، خصوص ملتا ہے، خشیت ملتی ہے، تقویٰ ملتا ہے، اور سب سے بڑھ کر آپ کو وہ علم ملتا ہے جس کے مل جانے سے آدمی سب سے بلند ہو جاتا ہے، جس سے بڑھ کر کوئی نہیں، اگر عالم ربانی ہو تو اس کا مقام بھی اتنا بلند ہے، جس کا سمجھنا ہمارے لیے ممکن نہیں، آپ نے خود فرمایا کہ جو عالم ہوتا ہے، تو عبادت گزار پر اس کی فضیلت اسکی عیا ہے جیسے تمہارے اوپنی آدمی پر، اب آپ اندازہ لگائیے کہ اس کا علم کا مقام کیا ہے۔

## علم حروف شناسی کا نام نہیں

اسی لیے جو لوگ صرف علم یعنی علم کی حروف شناسی حاصل کرتے ہیں، اور صرف جملے اور عبارتیں رٹ لیتے ہیں، اور اس کے ذریعہ سے سمجھتے ہیں، کہ مجھے علم آگیا وہ علم نہیں ہے، اس لیے کہ ان کو صرف اس نزے علم سے کچھ نہیں ملتا، اس کا معاملہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے آدمی ڈھول بجائے، اور اندر سے خول، علم وہ ہے جو اتباع سنت کے

ساتھ ہو، سنت رسول کے ساتھ ہو، اللہ سے تعلق کے ساتھ ہو، اللہ کی معرفت پیدا کرنے والا ہو، تو ظاہر ہے اس کو وہ علم نہ جانے کہاں سے کہاں یہو نچادریتا ہے۔

### محبت نام ہے بے چینی کا

بس میرے بھائیو دوستو اور عزیزو!

اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ اس وقت کی ہوتی چلی جا رہی ہے، آج ہم لوگ اس طرح سے ہو گئے ہیں، پہلے جب کبھی اس طرح کی بات آتی تھی تو ہمارے اکابر بے چین ہو جاتے تھے، اکابر کا مطلب یہ نہیں کہ بڑے بڑے علماء، ہمارے گھر کا ہر بوڑھا جو صاحب ایمان ہوتا تھا وہ اگر کوئی رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخی کرنے والے کا نام بھی سن لیتا تھا، تو اس کے خون میں گرمی آجائی تھی، اور وہ آپ سے باہر ہو جاتا تھا، کہ یہ کیسے ہوا؟ لیکن آج کل محبت کم ہوتی چلی جا رہی ہے، تو اس طرح کے واقعات سامنے آتے ہیں، اور ہم لوگ ذرا بھی بے چین نہیں ہوتے، ورنہ محبت ہو تو محبت بے چین کر دیتی ہے، اگر معلوم ہو جائے ذرا سا بھی کہ اس سے آپ کے دین کو بھی تکلیف ہے تو خچے گی آپ کی سنتوں کو پامال کیا جائے گا، تو پھر ظاہر ہے رات کی نیزد حرام ہو جائے گی، اور ہم ہر وقت آپ کی خدمت کے لیے اور آپ کی سنتوں کو زندہ کرنے کے لیے اور عام کرنے کے لیے وغیرہ وغیرہ، عظیم کام کرنے کے لیے اپنے آپ کو لگادیں گے، کھپادیں گے، اور اس کے راستے میں بخدادیں گے، اور اس کے لیے ہمہ وقت تیار ہیں، کمر بستہ رہیں، اور ایک منٹ کے لیے اس میں تاخیر نہ کریں، مگر یہ بات اسی وقت حاصل ہو گی جب محبت ہو، تعلق ہو، اور اس کے بعد معرفت ہو، جتنی زیادہ محبت ہو گی اللہ تعالیٰ کی، رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی، ویسے ہی کمالات پیدا ہو جائیں گے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق نصیب فرمائے۔

وآخر دعوا ان الحمد لله رب العالمين.

## حقيقي بلندی علم سے وابستہ ہے

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الأولين  
والأخرین خاتم النبیین، رحمة للعالمین، محمد بن عبد الله الأمین،  
وعلى آلہ الطاھرین، وصحبہ الغر المیامین، وعلى من تبعهم ودعای  
بدعوتهم الى يوم الدین، أما بعد!  
میرے دوست اور جماعت القرآن کے عزیز طلباء!

ایک بات کا استحضار تو ہمیشہ رہنا چاہیے اور کوشش کرنی چاہیے تاکہ ذہن میں  
برابر تازہ رہے، کہ اللہ نے ہم کو اپنے خاص کرم اور فضل سے اس علم سے جوڑا ہے،  
جس علم سے ساری کائنات اور سارے عالم پر ہم کو فوقيت دی گئی ہے، اور جس کو بھی بڑا  
اتیاز اور قرب نصیب ہوگا، وہ اسی علم سے حاصل ہوگا، اس لیے اس بات کا استحضار رہنا  
چاہیے ورنہ ذہن سے یہ باقی نکل جاتی ہیں، کیونکہ حالات ایسے ہیں، مدرسون میں  
پڑھنے والے اور اس علم سے وابستہ رہنے والے نہ خود اپنے کو بلند سمجھتے ہیں، نہ دوسرے  
لوگ ان کو بلند سمجھتے ہیں، لیکن بلند سمجھنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ کے اندر رانائیت  
پیدا ہو، تکبیر پیدا ہو جائے، اور دوسروں کو تحریر سمجھیں، بلند کا مطلب یہ ہے کہ میں یہاں  
کرسی پر بٹھا دیا گیا تو کرسی اوپنی ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوا کہ میں اونچا ہوں، یہ تو  
ضرورت کے تحت ہوتا ہے، جو تقریر کرتا ہے اس کو یہاں بٹھایا جاتا ہے، یہاں تک کہ  
اگر آپ میں سے بھی کوئی کرے گا تو اس کو بھی بٹھایا جاتا ہے، تو اب وہ یقوق یہ سمجھنے

لگے کہ میں بہت سمجھنے لگا اونچا ہو گیا، تو یہ غلط ہو جائے گا، بلندی کا مطلب یہ ہوتا ہے، کہ اللہ نے اس کو بلند بنایا ہی ہے، علم سے وابستہ کر کے، اب بلند بنانے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ لوگوں نے یہاں بخادیا گویا کہ یہاں بیٹھے گئے لیکن اب حقیقی بلندی تب حاصل ہو گی، جب حقیقت سے وابستہ ہو جائیں گے، ابھی تو ایسے ہی بخادیا ہے، لیکن اگر ہم ان علوم سے اپنے آپ کو جوڑ لیں گے، تو پھر حقیقی بلندی حاصل ہو گی، کہ وہاں بیٹھیں، یہاں بیٹھیں، جس کے بارے میں آتا ہے، کہ جناب رسالت علیہ الصلوٽ والتسليمات جہاں مجلس ختم ہوتی تھی وہیں بیٹھ جاتے تھے، کیونکہ یہی تواضع ہے، اور جتنا آدمی بلند ہوتا ہے، اتنا ہی متواضع ہوتا ہے، تو آپ جہاں پر آتے تھے وہیں پر بیٹھے جاتے تھے، لیکن اتنے بلند تھے کہ سب ادھر ہی گھوم جاتے تھے، یہ ہے بلندی، کہ سب انہی کی طرف رخ کر لیتے تھے، ظاہر ہے جہاں آپ بیٹھے گئے وہی اصل ”جا“ ہے، اور یہ سب تو ضرورت کے تحت کیا جاتا ہے، لیکن یہ علامتیں ہیں جن کا ہم سب کو احتصار رہنا چاہیے۔

## شکر اور حمد کی اہمیت اور اس کے فوائد

اس پر شکر ادا کرانا چاہیے، اللہ تعالیٰ کے شکر سے بہت کچھ ملتا ہے، اسی وجہ سے اگر کوئی صبح سے لیکر شام تک کلمات حمد اپنی زبان سے بیان کرتا رہے، تو اس پر بھی نہ جانے کتنا درجہ حاصل ہوتا رہے گا، اور کتنی نعمتوں سے نوازا جائے گا، صرف اگر الحمد للہ کہتا رہے اور اللہ میاں نے اتنا کرم فرمایا ہے کہ بہت سی ایسکی چیزیں ہیں، جو اللہ میاں نے رسول پاک علیہ الصلوٽ والسلام کے ذریعہ سے آپ پر گویا کہ لازم کر دی ہیں، عطا فرمادی ہیں، اور ان کے پڑھنے کا حکم دے دیا، پڑھنے کی ترغیب دے دی، ہو سکتا تھا کہ آپ خود سے نہ پڑھتے تو اللہ میاں نے کہا پڑھو، تاکہ ہم دیں، اللہ کا کرم ہوا، جیسے صبح اٹھے تو دعا پڑھلو، الحمد لله الذی احیانا .....الخ...، استخجاء گئے باہر آئے، الحمد لله .....الخ.....، کھایا تو الحمد لله .....الخ...،

یہ ساری دعائیں کا ہے کے لیے ہیں، تاکہ شکر ادا ہو زبان سے، اور جب شکر ادا کرو گے تو اللہ میان کی طرف سے طے گا، ایسے ہی حمد کے جتنے کمالات ہیں، اور اس سے ایک فائدہ بہت بڑا اور ہے کہ جو حمد والا بنتا ہے، وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جڑ جاتا ہے، تو آپ بھی حمد والے ہیں محمد کس سے ہنا ہے؟ محمد کس سے ہنا ہے؟ حمد سے، تو آپ احمد بھی ہیں محمود بھی ہیں، تو اب جتنی زیادہ حمد کرے گا، اتنی ہی احمد و محمود و محمد کی صفات اس کے اندر آتی چلی جائیں گی، اس لیے حمد ضروری ہے، تو اللہ میان نے جو حکم دیا کہ حمد کروتا کہ تمہارے اندر وہ صفات پیدا ہو جائیں، اور حمد کروتا کہ حمد تم کو دیں، دونوں چیزیں ہو گئیں تا، ایسے ہی احسان شناسی بھی ہمیشہ ہونا چاہیے اور احسان شناسی کا تقاضا حمد بھی ہے، لیکن حمد اپنی ایک شان رکھتی ہے، اور احسان شناسی بھی، اس کے بھی تقاضے الگ الگ ہیں، ایک توسیب سے بڑا احسان خدا کا ہے، تو اس کے لیے تو حمد ہو گئی، اس کے بعد احسان ہے اللہ کے رسول ﷺ کا، اس کے لیے درود وسلام ہو گیا۔

### نماز میں درود وسلام کی حکمت

اب یہاں پر بھی دیکھئے میں توجیہت میں پڑھتا ہوں، کہ اللہ تعالیٰ کا بڑا کرم ہے، کہ نماز میں درود وسلام رکھوادیا، کہ جو نماز پڑھے گا یعنی حمد الہی کرے گا وہ رسول ﷺ کی بھی تعریف کرے گا، تاکہ جو واسطہ بنے ہیں ان کو بھی نہ بکھولو، یہ ہے احسان شناسی، کیونکہ آپ تو محض اعظم ہیں، ذرہ ذرہ پر آپ کا احسان ہے، آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایسا واسطہ بنا�ا ہے ساری کائنات میں جو کچھ چیزیں بھلائی جو بھی نظر آرہی ہے، سب وہیں سے ہو کر آئی ہیں، تو اب کوئی نالائق آپ کا احسان نہ سمجھتا اور احسان نہ سمجھ کر آپ کو درود وسلام کا تحسینہ دیتا، تو کتنا نالائق ہوتا، اور کتنی سزا اس کو ملتی، تو اللہ تعالیٰ نے اس وجہ سے انسان چونکہ بھولنے والا ہے، خطا کار ہے، اس لیے کہا کہ درود پڑھلو، السلام عليك أیها النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ، اور اس کے بعد اللهم صل علی مسیح وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک

حمد مجيد، اب دیکھئے کیا روا دیا تو اس کا نتیجہ کیا ہو گا نتیجہ یہ ہو گا کہ اللہ کے رسول ﷺ پر جب درود کوی بھیجا ہے، تو صلی اللہ علیہ عشراء، (السنن الکبری للنسائی) لیعنی تم نے تو ایک دیا وہاں سے رثیع ملا دیں، اللہ میاں دیتے تو سب کو وہی ہیں تو اپنے میں تو نہیں بتایا، ایسا کہ حمد کر دے گا، تو کیا ملے گا؟ یہ تو اللہ میاں اپنے اعتبار سے دیں گے، لیکن ان کے محبوب کو جب تخفہ دو گے، تو اللہ میاں فوراً تم کو دس گناہ دیں گے، تم نے ایک دیا دیں گناہی لے جاؤ، تو اللہ میاں فوراً رثیع دیتے ہیں، باقی حمد و شنا کا رثیع موت ہے، اگر آپ اس پر غور کریں گے تو بہت کچھ ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کے یہاں خزانہ میں کوئی کمی نہیں ہے، دینتا چلا جاتا ہے، تو غرض کہ پھر یہ ہوا کہ اللہ کے رسول ﷺ کا احسان نہ بھولے، اور درود وسلام جتنا ہی پڑھے، اتنا ہی فائدہ ہو گا، اور نماز میں پڑھادیا گیا اسی لیے نمازی جتنے ہوتے ہیں، وہ درود سب سے زیادہ پڑھتے ہیں، بے نمازی درود کیا پڑھے گا؟ وہ سلام کیا پڑھے گا؟ اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا کرم ہے۔

### تیسرا مرحلہ میں مال باپ کا احسان ہے

اس کے بعد درجہ بدرجہ جس کا احسان ہے، تو اللہ کا، پھر رسول ﷺ کا، اب اس کے بعد اللہ میاں نے خود بتا دیا اب کس کا ہے، کہا مال باپ کا، (آن اشکر لی وَلِوَالدَّيْكَ) (لقمان: ۱) مال باپ کا احسان، تو اب مال باپ کا حق ادا کریں، اور ان کے حقوق بہت ہیں، جن کو ادا کرنا ہے، وہ اپنے اساتذہ سے پوچھ کر معلوم کر کریں، شریعت نے اس سلسلہ میں کیا حکم دیا ہے، اور خود قرآن نے بتا دیا ہے، کہ جو بوڑھے ہو جاتے ہیں ان کو اف بھی نہ کہیں، هَفَلَا تَقُلْ لَهُمَا أَفْ (بسی اسرائیل: ۲۱) بس آخری درجہ یہ ہے کہ جب وہ بوڑھے ہو جائیں، اوزان کا دل و دماغ قابو میں نہ ہو، اور وہ بعض دفعہ ایسی حرکت بھی کر بیٹھیں، جو آپ کو اچھی نہ لگے آپ کو برالگے، آج کل کے لڑکوں کو بڑا امیر الگتا ہے، تو کہہ دیا پہلے ہی اف مت کہنا، اس لیے کو والدین کا بدلہ چکا نہیں سکتے۔

## فرق مراتب کے ساتھ ادب ضروری ہے

اس لیے خدمت ضروری ہے، اس کے بعد استاد کا ادب اور پھر اس کے بعد کوئی شیخ ہے رہنماء ہے، اس کا ادب، اسی ترتیب سے چلتے ہیں، اب دیکھتے جب پہلے پچھے پیدا ہوتا ہے، تو مال باپ خدمت شفقت کا اچھا معاملہ کرتے ہیں، پھر استاد کے حوالے کیا جاتا ہے، پھر درجہ شیخ کا آتا ہے، تیرے درجہ میں، پہلے میں تو مال باپ ہیں، پھر استاذ ہیں، پھر جو آپ کے رہنماء ہیں، لیکن بعض اوقات اس میں بھی فرق مراتب نہیں کرپاتے لوگ، اسی ترتیب سے جو پہلے ہے وہ پہلے، مال باپ پہلے ہیں، اسی پھر استاذ ہیں میں پھر اس کے بعد جنہوں نے پڑھایا وہ، پھر جنہوں نے پڑھایا وہ، اسی لیے بعض دفعہ ”الف، ب“ پڑھانے والے کو لوگ زیادہ اہمیت نہیں دیتے ہیں، ایسا نہیں ہے، اس لیے کہ بنیاد تو انہوں نے رکھی ہے، اگر انہیں نہ دیتے تو عمارت کیا بناتے آپ؟ ساری اشیاء تو انہوں نے دیں اور گارانٹیوں نے دیا، آپ بہت بڑے مستری بن گئے، تو اس کو بھول گئے، بری بات ہے، سب کو یاد رکھنا چاہیے، درجہ درجہ، پہلا درجہ اللہ تعالیٰ، پھر رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا، پھر والدین کا، استاذ کا، شیخ کا، اور اسی طرح دواليک، دیکھتے چلے جائیے آپ، جو جتنا آپ کے اوپر احسان کرے، اتنا ہی احسان بدلہ ہوتا ہے، **فَهُلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ** (الرحمن: ۶۰)۔

## رحمت الہی ان ہی آداب پر موقوف ہے

یہ تمام چیزوں متحضر ہونی چاہیں، جس قدر اختصار ہوگا اسی قدر بر سات ہوگی، رحمت کی، برکت کی، اب لوگ ان تمام چیزوں کو نہیں کرپاتے پوری طرح سے، کیونکہ انسان بھولتا ہے، تو اس وجہ سے یہ چیزوں میں جاتی ہیں، آکر لوٹ جاتی ہیں، کہیں بھی ہیوچن جاتی ہیں، بس ذرا سی کمپنی کی ضرورت ہے، ذرا سا ہاتھ لگائیے فوراً یہ میں پڑے گی،

لیکن ہم نہیں کر سکتے، ہمارے اندر گویا کہ وہ بٹن دبا ہوا ہے، جس کے دبائے سب  
پکھے چل جاتے ہیں، اور بجلیاں چل جاتی ہیں، یہ سب بٹن میں متار ہاں ہوں، یہ بٹن ہیں،  
دباتے چلے جائیے، اور برکتیں لیتے چلے جائیے، تو جس قدر یہ برکتیں حاصل ہوں گی، اتنی  
ہی اللہ کی طرف سے نعمتیں حاصل ہوں گی، اور آپ کا یہ پڑھنا پڑھانا باعث خیر و برکت  
بن جائے گا، تو یہ اختصار ہونا چاہیے، لامع کی نگاہ نہیں ہونی چاہیے۔

### ظاہری رونق پر اعتبار نہیں

خاص طور سے آج کل قومی کی رونق بڑھادی گئی ہے، مال کی حصتی رونق ہے اس  
سے کئی گناہ زیادہ بڑھادی گئی ہے، آج کل آپ نے دیکھا بھی ہو گا اسکی ایسی  
دوا یہیں چل گئیں ہیں، اگر ان کو لگا دیا جائے، تو فوراً چیز بڑھ جاتی ہے، جیسے لوگوں نے بتایا  
V.T. میں دکھاتے ہیں، کہ لوکی ہے لوکی کے انجکشن لگایا تو اتنی بڑی لوکی ہو گئی، اور یہ جو  
مرغی ہوتے ہیں لنگڑے لو لے، یہ ایک گولی دو گولی انجکشن وغیرہ لگا کے اس کو بڑھادیتے  
ہیں، تو ایک دم سے اتنا بڑا ہو گیا، ایسے ہی گائے کے بھیں کے انجکشن لگادیتے ہیں، تو اگر  
ایک لیٹر دودھ دے رہی ہے، تو دل دینے لگتی ہے، لیکن یہ ساری چیزیں نقصان دہ ہیں، یہ  
سب انجکشن لگا کے بڑا کرنا سب نقصان دہ ہے، اسی لیے ساری چیزیں نقصان کرو رہی ہیں،  
اسی طرح کی چیزیں لوگ کھاتے ہیں بیمار ہو جاتے ہیں، آج کل بیماریاں جو بڑھ گئی ہیں وہ  
اسی وجہ سے، تو اسی طرح آج لوگوں نے مال کو بھی انجکشن لگا دیا ہے، تو قاتناس اور اتنا ہو گیا  
'ہر آدمی اسی کو دیکھ رہا ہے، یہاں تک کہ ہمارے مولوی اسکی اسکی تشریفات کرنے لگے کہ  
معلوم ہوتا ہے کہ مال ہی اصل ہے، ایک صاحب کہنے لگے اللہ میاں نے آسمان بنایا دو دن  
میں، اور زمین بنائی چار دن میں، چھ دن میں آسمان و زمین بنائے، تو زمین کی کتنی اہمیت  
ہے اندازہ لگائیے آپ؟ حدیث میں تو آتا ہے چھر کے پر کے برابر نہیں ہے، اور تقریباً یہ  
ہو جائے بالکل اٹھی، تو اصلاً یہ دماغ میں دنیا کھس گئی ہے، اور لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اسی سے کام

ہو رہا ہے، اور یہ بھی کہہ دیتے ہیں، دیکھئے جیسے فرعون نے کہا تھا، ﴿فَمَنِعَ الْأَنْهَارُ  
تَحْرِيٰ مِنْ تَحْتِيٰ أَقْلَالًا تُبَصِّرُونَ﴾ (الزخرف: ۵۱) یہ نہ سیاہی باغات، یہ  
بہار وغیرہ کچھ نہیں، آج کل بھی یہ بات چلنے لگی، کہ میں نے پندہ مدرسے بنوادیے، میں  
نے یہ کر دیا، اور ان مدرسوں کا مطلب کیا ہوتا ہے؟ اتنی سی عمارتیں بنوادیں، عمارتوں سے  
تموڑے ہی مدرسے چلا کرتے ہیں۔

### علم کا تعلق مدارس سے وابستہ نہیں

جب سے مدرسوں کی عمارتیں اچھی بننے لگیں، بھی سے علم ختم ہو گیا، علم جاتا رہا  
علم کا تعلق مدرسوں سے نہیں، علم کا تعلق دل سے ہے، دماغ سے ہے، تو جب مال کو  
زیادہ بڑھایا جائے گا، تو ظاہر ہے کہ اس کے نقصانات ہوں گے، ہر آدی کو سیکھی فکر ہو گی  
کہ عمارت اچھی بن جائے، پہلے کے مدارس کو اٹھا کر دیکھئے، خود گجرات میں شروع کی  
تاریخ کو اٹھا کر دیکھئے، گجرات تو یہی علم کا مرکز رہا ہے، اور ہمارا علاقہ یوپی کا وہاں  
دیکھئے، وہاں تو خیرا بھی بھی کچھ نہ کچھ ہے، کہ بوریوں پر بیٹھے ہوئے ہیں، پڑھ رہے  
ہیں قرآن کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے، بس سرچھانے کے لیے مل جائے ایسی جگہ ہو، ہم نفع  
کرتے کیا ہونا چاہیے لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں، ہے جیسے میں نے کہا کہ انگلشنا کا  
کر بڑا کر دیا، انگلشن لگا کر بڑا نہ کچھے اس کو، اپنے حال پر رہنے دیجئے اور کام کچھے  
اس کو اپنے حال پر رہنے دیجئے اور کام کچھے، تاکہ وہ نسبت حاصل ہو جائے، جو اس  
سے متعلق ہے، وہ چیز حاصل ہو جائے جو اس سے متعلق ہے، تو انقلاب آجائے۔

### دولی مال کی اہمیت ہے، پر دولی کی نہیں

اگر آپ دیکھئے تو شاید پورے ہندوستان کی تاریخ میں اتنے مدرسے نہ رہے  
ہوں جتنے اب ہیں، اور اتنے علماء فارغ نہ ہوئے ہوں، جتنے اب ہو رہے ہیں، لیکن اتنا  
براہماں کبھی ہندوستان کی تاریخ میں نہ رہا، جتنا اب ہے، تو وہی، ہم نے کہا انگلشن لگا کر بڑا

کر دیا گیا، دو سی مال پیدا کیجئے، یہ پردیسی صحیح نہیں ہے، آج کل جو جل رہا ہے، تو اس کے لیے وہی ترکیب ہے، جو انہی عرض کی گئی، اللہ کی حمد، حمد و شاہ، رسول پاک علیہ المصلحتہ والسلام پر درود وسلام، اور جتنے محسین ہیں، ان کی احسان شناسی اور ان محسین کے حقوق کو ادا کرنے کی کسی درجہ میں کوشش، اور ایک چیز اور ہے، وہ یہ ہے کہ آپ سمجھیں کہ آپ کیا ہیں؟ انہی میہاں لاڑ کے بیٹھے ہوئے ہیں، ان سے پوچھئے کہ بھائی تم کون ہو؟ کہیں گے، ہم طالب علم ہیں، اپنے منھ سے کہیں گے، ہم طالب علم ہیں، ماشاء اللہ! اپنے آپ کو کہتے ہیں میں طالب علم ہوں، اگر کوئی طالب علم بن جائے تو وہ مطلوب العالم بن جاتا ہے، اور جو طالب علم ہی رہے مطلوب نہ بنے وہ کون سا طالب علم ہے، اس لیے جو اچھے طالب علم ہوتے ہیں، وہ مدرسہ میں رہ کر ہی مطلوب بن جاتے ہیں، دیکھا ہو گا، جو طلبہ پہلے سے ہی تیز ہوتے ہیں پڑھنے میں، اچھے مدرسے والے ان کو پہلے ہی سے نازلیتے ہیں، کہ ان کو رکھنا ہے، یہ میہاں سے جانے نہ پائے، استاد بھی ہوں گے، یا بہت بڑے مدرسے والے ان کو لے جاتے ہیں، اس لیے کہ دیکھ طالب علم تھے تو مطلوب ہو گئے، اور جو مطلوب نہ بن سکے، وہ طالب نہیں ہوا، کوئی اپنے آپ کو پیش کرے مولانا کہیں تو کری دلادیجھے، تو وہ طالب علم بن ہی نہیں سکا، ورنہ یہ اپنے کو پیش نہ کرتا، کہ مولانا رکھوادیجھے، اور یہ واقعی ہو رہا ہے، مارے مارے پھرتے ہیں، حضرت کہیں رکھوادیجھے، کسی مدرسہ میں جگہ ہو، پھر جب رکھوائے جاتے ہیں، تو نکالے جاتے ہیں۔ یہ سب اسی وجہ سے ہے کہ طالب علم نہیں ہوئے، اگر طالب علم ہو جاتے تو مطلوب بن جاتے، تو ظاہر ہے لوگ ان کے پیچے دوڑ پڑتے، وہ لوگوں کے پیچے قبوڑی دوڑتے، جو علم کے پیچے دوڑتا ہے لوگ اس کے پیچے دوڑتے ہیں، جو علم کے پیچے دوڑے گا لوگ اس کے پیچے دوڑیں گے، اور جو لوگوں کے پیچے دوڑے گا وہ ہمیشہ لوگوں کے پیچے دوڑتا ہے گا، یہ دنیا ہے، لوگ دنیا ہیں اور یہ دنیا ہے، تو جو دنیا کا خیال رکھے کا تو دنیا اس کے پیچے دوڑے گی، اور جو دنیا کے پیچے دوڑے گا تو دنیا اس کو لات مارے گی۔

## طالب علم کون ہیں؟

یہاں پر معاملہ یہ ہے کہ طالب علم وہ اپنے آپ کو کہتے تو ہیں، لیکن ۹۰ فیصد طالب علم نہیں ہیں، اسی لیے آج کل طالب علم ڈھونڈھتے ہیں، کہ اپنی جگہ مدرسہ میں اچھی ہے یا نہیں، اب بتائیے کہاں ہوئے طالب علم؟ آپ دیکھ لجھتے طالب علم ڈھونڈھتے ہیں، کہاں کھانا اچھا مل رہا ہے؟ تو طالب علم ہو گئے، اور ہم ایک جگہ گئے جہاں بڑے مدرسے ہیں، تو وہاں ایک جگہ پوسٹر لگا ہوا تھا، انہی آگئی، لکھا تھا جو اس مدرسہ میں داخل نہ ہو سکے، ظاہر ہے بڑے مدرسوں میں بہت درخواستیں آجائی ہیں، تو ہمارے مدرسے میں آئیں، ہمارے مدرسے میں بہت سی سہوتیں ہیں، بہت فیشلیز ہیں، اور لکھا تھا اس کے نیچے کہ مقوی غذا کیں بھی دی جائیں گی، ماشاء اللہ! واقعی ہو کیا گیا ہے؟ مسلمانوں کا دماغ چل گیا ہے، یعنی ہمارے سارے طلبہ کرام بڑے ضعیف و ناتوان ہیں، مقوی غذا کیں دی جائیں گی، کیا ہو گیا آخر یہ سب؟ تو اب کوئی طالب علم ہی نہیں، ہیں سب لیکن کوئی طالب طعام ہے، کوئی طالب لباس ہے، کوئی طالب مکان ہے، اگر طالب علم ہو جائے، تو طالب علم کس کو کہتے ہیں؟ بس اتنا سمجھ لجھتے، طالب علم کے طالب، طلب کے مقنی ہوتے ہیں، چاہنا اللہ میاں نے ہر انسان کے اندر ظاہری اور باطنی حقیقی ضرورتیں ہیں ان کی طلب رکھی ہے، ہر چیز کی طلب رکھی ہے، ایک مثال میں سمجھ لجھتے، آپ لباس پہنتے ہیں، لباس کی طلب ہے کوئی نکاح نہیں رہتا، آج بھی اگر وہ توپ باندھ کر سامنے آجائے تو آپ برآئیں گے، اگر پورا لباس پہن لیتا تو اچھا رہتا، کہ انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے طلب رکھی ہے، تو اسی لیے پہلے نیچے کا پہن لے، اس کے بعد اوپر کا بھی پہن لے، کہ اسی طرح سے اچھے سے اچھا پھر اس سے اچھا ہوتا چلا جائے گا، ایسے ہی طلب جس کے اندر ہو، روحانی طور پر اللہ نے علم کی طلب رکھی ہے، ہر شخص کے اندر، لیکن بعض لوگ اس کو دبادیتے ہیں، جیسے کپڑے کی طلب ہر انسان کے اندر ہے، اور حیا کا تقاضا ہے۔

## طلب صحیح ہو

لیکن آج کل دیکھ لجھے ہے فیشن والے کپڑے اتار دیتے ہیں، اتار دیتے نہیں  
گھوم رہے ہیں، تو طلب ان کے اندر ہے، لیکن غلط استعمال کیا انہوں نے، اتار کے  
چینک دیا جو صحیح استعمال کرنا چاہیے تھا وہ نہیں کیا ایسے ہی یہاں پر بھی علم کی طلب ہر شخص  
کے اندر ہے، اب اگر کوئی استعمال نہ کرے، تو ظاہر ہے رکھتے ہوئے بھی کچھ نہ ہو، جیسے  
کتابیں رکھی ہوئی ہیں، لیکن پھر بھی کوئی نہ پڑھے، جیسے لباس پہنے ہیا گھوم رہا ہے، وہ  
بیوقوف ہے، حد درجہ کا، تو ایسے ہی یہاں پر بھی طلب کو بڑھانے سے طلب  
برصتی ہے، اور جیسی جیسی چیزیں ملتی جاتی ہیں، ویسے ہی اس کو طلب برصتی جاتی ہے،  
جیسے کوئی بیچارہ کلامی نہیں اپنے علاقہ سے، تو وہ بیچارہ اس کے علاقہ میں جو چیز پیدا ہوتی  
ہے، وہی کھاتا ہے، تو بیچارہ کو کیا معلوم اور کیا کیا چیزیں ہیں؟ جتنا آپ بڑھتے جائیں  
گے اتنی تھی چیزیں آتی جائیں گی، اتنا ہی زراتا چلا جائے گا، ہمارے یہاں ایک لطیفہ  
پیش آیا، ایک دیہاتی تھا، جو اہر لال نہر و اس وقت وزیراعظم تھے، تو اس سے کسی نے کہا  
بہت بڑے آدمی ہیں، اس نے کہا بہت بڑے آدمی ہیں، اور نقشہ کھینچا بہت بڑے آدمی  
ہونے کا، اس نے کہا اچھا پھر تو دمنہور رکھتے ہوں گے، ایک اہم منحہ مارا کھالیا، ایک اہر  
منحہ مارا کھالیا، تو ایسے ہی بیچارے علم کی طلب میں خزف ریزوں سے کھیل رہے ہیں، وہ  
نکھلتے ہیں کہیں کہیں ہے، اب ہمارے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب (حلوی) انہوں نے تو یہ  
بات بھی لکھ دی ہے، اس کا کہنا بھی اچھا نہیں ہے، غلط مطلب سوچ لیں گے لوگ،  
انہوں نے ایک جگہ لکھا ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو کیا عطا فرمایا ہے، لکھا ہے کہ یہ پڑھنے  
والے کیا جائیں، تو ایسے ہی ہم لوگ اس دنیا میں مست ہیں۔

انسان کی پرواز علم سے وابستہ ہے

علم، بہت آگے کی چیز ہے، بھائی اس کو یوں سمجھ لجھے جیسے آپ میں سے بہت

سے طالب علم ہیں، سائیکل چلانا سمجھتے ہیں، تو یہیں سمجھتے ہیں اندر، اس کے بعد ہے موثر سائیکل، اس کے بعد ہے گاڑی، اور آگے جاتے ہیں تو ہوائی جہاز اڑ جاتا ہے، ایسے ہی علم بھی ہے، کوئی سائیکل سے چل رہا ہے، چھوٹا سا ہے، چھوٹی چھوٹی باتوں میں ہی لگا رہتا ہے، اور ایک اس سے آگے ہے، ایک کا جہاز اڑ گیا، امام ابوحنیفہ کا جہاز اڑ گیا تھا، امام شافعی ہیں، امام احمد بن حنبل ہیں، اور ایسے ہی جو اکابر ہیں، امام مالک وغیرہ یہ سب وہ ہیں، جن کا جہاز اڑ گیا تھا، ان کا بارہ نہیں ہے، کہاں کر گئے، فضائے بسیط میں چلے گئے، تو بس اتنی بات یاد رکھیں، کہ اپنے آپ کو طالب علم بنا لجھئے، جب آپ ہنالیں کے تو لوگ آپ کو مطلوب ہنالیں کے، پھر آپ کو کسی چیز کی ضرورت نہیں ہو گی، آپ کو صرف علم کی ضرورت ہو گی، باقی لوگوں کو آپ کی ضرورت ہو گی، اور پھر ظاہر ہے کہ جب ضرورت ہے تو آپ کی قسم ہے، جتنی زیادہ ضرورت ہو گی، اتنی ہی زیادہ قیمت ہو گی، یہاں تک کہ نہ کہ نہیں ہو جاتا ہے، تو قیمت اس کی بڑھ جاتی ہے، ستامت ہے، ایک زمانہ ایسا آیا تھا کہ پندرہ ہیں روپے تک ہیوچ گیا تھا، اس وجہ سے کہ ضرورت بڑھ گئی، ایسے ہی ضرورت بڑھ جائے گی تو آپ اور ہم سب یہ طے کریں، کہ تم کو طالب علم بنانا ہے یعنی طلب اور پھر تربیت، اور پھر علم اور علم، اس کے بہت سے درجے ہیں، **وَالَّذِينَ أَوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ** (السحاقيۃ: ۱)، پیدراجات کیا ہیں؟ یعنی آگے بڑھنا چلا جاتا ہے، اور قرآن مجید میں اس کے بارے میں پتہ نہیں کیا کیا کہا گیا ہے، کیسے کیسے اشارے ہیں، اللہ اکبر! آدمی غور کر کے تو دنگدہ جائے، اسی لیے اس لائن کے سلسلہ میں فرمایا گیا ہے **لَرَبِّ زَكْرِيَّا عِلْمًا** (طہ: ۱۴) کسی الورچیز کے بارے میں نہیں ہے، پورے قرآن میں نہیں دیکھا میں نہ کہیں، حدیث میں بھی نہیں ہے، اب تک نہیں ملا ہے، کہ آپ نے کسی چیز کے لیے کہا ہو، زندنی عبادۃ، یہ سب کہیں نہیں ہے، کہ لازمی علم اتو علم بہت بڑی چیز ہے، اگر طالب علم بن جائیں تو کہاں کھنچ جائیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو طالب علم بنادے۔

# اسلام اتحاد کا علم بردار ہے

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الأولين  
والآخرين وعلى آله وصحبه الفر الميمين وعلى من تبعهم ودعا  
بعد عوتهم إلى يوم الدين ، أما بعد!

بام تم سب ایک دوسرے سے مربوط ہیں

میرے دوستوار عزیز طلبہ

اللہ کے رسول ﷺ دنیا میں جب تشریف لائے تو ساری دنیا میں کفر اور شرک کی جہالت تھی، اور تاریخی تھی، اور ساری انسانیت نکڑوں میں بھی ہوئی تھی، علاقائیت میں پھنسی ہوئی تھی، یہاں تک کہ دیوتا بھی الگ تھے، ہر گھر کا ایک دیوتا تھا، اور ہر قوم کا ایک دیوتا تھا، اللہ کے رسول ﷺ جب تشریف لائے تو ساری سرحدیں اور سارے اس طرح کے امتیازات آپ نے مٹا دیے، آپ نے انسانوں کو انسان بنایا، اور انہیاء کا کام ہے انسانوں کو انسان بنانا، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو بھایا تو انسان ہے، لیکن مختلف علاقوں کی مٹی لے کر انسان بنایا ہے، مٹی کا پتلہ ہے انسان، تو اس میں بسا اوقات یہ ہوتا ہے، جیسے راجستان میں ریگستان اور پنجاب میں گل گزار و چمنستان، اور اگر اودھ چلے جائیں تو سمندر، غرض سب الگ الگ علاقے ہیں، الگ الگ خصوصیات ہیں، لیکن ان تمام خصوصیات کو اور پروالے نے ایسا جوڑ دیا ہے کہ

راجستان سے پھر لیتے ہیں، پنجاب والے غله دیتے ہیں، تو پنجاب والے پھر کے  
محاج، پھر والے غله کے محاج، اس طرح دونوں کا کام چلتا ہے، کہیں کو سیلا نکال دیا  
کہیں سونا، سونا کھانہیں سکتے، آگ نہیں جلا سکتے، اس سے کوئی لا یہا پڑتا ہے، ان کو  
یہاں سونا دینا پڑتا ہے، ایسے ہی کہیں لوہا ہے کہیں اور دھاتیں کل رہی ہیں، اللہ نے  
ہر زمین کو مالا مال کیا ہے، لیکن اگر کوئی کہے، ہم کو یہی سے سونا ہائیں گے، اور کوئی  
ہی کو ہائیں گے، اور کوئی ہی پر لیش گے، اور کوئی ہی کو سب کچھ سمجھیں گے تو ظاہر  
ہے کہ پھر کوئی لا ہو جائے گا، بے وقوفی کی بات ہو گی، اللہ کے رسول ﷺ نے یہی کہا  
ہے، کہ جہاں کوئی لا گنا چاہیے، وہاں کوئی لا گا وہ، اور اس کی قیمت چکاؤ، اب جسے جہاں  
کوئی کی ضرورت نہیں ہے، لیکن کوئی لا ہبہت ہے، وہاں سمجھ دیجئے، وہاں سے سونا مگا  
لیجئے، آپ بھی مالدار ہو گئے، تو اللہ تعالیٰ سارے انسانوں کو اس طرح اپنی اپنی  
صلحیتوں کو سمجھ لکانے کی صلاحیت مطافر مانی ہے، اور سب کو جوڑ دیا۔

### اسلام فضائے بسیط میں لاتا ہے

اسی لیے کہا کہ ہم سارے انسانوں کے نبی ہیں، اور قرآن سارے انسانوں کی  
کتاب ہے، اب اگر اس کو کوئی یہ سمجھ لے کہ نہیں ہماری کتاب ہے، اور آپ کی نہیں  
ہے، یہ رسول ہمارے ہیں، آپ کے نہیں ہیں، تو آپ کو دھوکا ہو گا، اس لیے کہ آدمی  
جب اتنا بڑا ہوتا ہے، تو بلند ہو جاتا ہے، جیسے آپ نے دیکھا ہو گا جب آپ سائیکل  
چلاتے ہیں، تو پھر کمی کو چوں میں آپ کو سائیکل سے گر جانا پڑتا ہے، لیکن پھر آپ موڑ  
سائیکل پر آتے ہیں، بہت تیز چلتی ہے، اسے اچھی سڑک چاہیے اس پر دوڑتی ہے، پھر  
موڑ ہوتی ہے، اور موڑ کے بعد پھر جہاز اڑ جاتا ہے، تو جگہ نہیں رہ جاتی، جب تک زمینی  
انسان ہیں، تو آپ کا یہ گمراہ آپ کا یہ گمراہ، لیکن جب اڑ گئے تو موڑیں ختم،  
سب فضائیں آگئے، تو اسلام جو ہے فضائل لاتا ہے سب کو، وہ زمین سے اٹھاتا ہے،

اور آسمانی ہنا دیتا ہے، انسانی آسمانی حیوان، یعنی زمینی، تواب اگر کوئی حیوان بننا چاہے تو زمین سے تعلق رکھے گا، اور کہے گا یہ تمہارا گھر ہے، یہ میرا گھر ہے، مت آنامیرے گھر میں، تو سمجھ لو یہ زمینی ہے، یعنی حیوانی ہے، اور اگر کہے تم بھی ہمارے، ہم تمہارے، اور ہم سب بھائی بھائی، کوئی انسان کسی انسان سے جدا نہیں، اور ہر انسان کو دوسرے انسان سے محبت کرنی چاہیے اب اگر کوئی انسان یہ سوچے کہ یہ انسان آرہا ہے، یہ کون ہے ہمارا ہے یا غیر کا ہے، تو سمجھنے اتنی ہی اس کے اندر بیماری ہے، اگر یہ سوچیں انسان آرہا ہے تو بُس ختم ہو گئی بات، یہ ہمارا ہے، ہر انسان ہمارا، تو انسان بنایا ہے، رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے، اور اوپر اٹھایا ہے، اسی لیے آخرت سے جو چیزیں تعلق رکھتی ہیں، وہ انسان کو اوپر اٹھاتی ہیں، اور دنیا سے جو چیزیں تعلق رکھتی ہیں، وہ انسان کو نیچے لے جاتی ہیں، **هَوَّاَكِنَّةُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاه** (الأعراف: ۱۷۵) اتباع ہوا اور اخلاق دنیا الارض سے تعلق ہے۔

### آسمانی بینیں زمینی بینیں

تو ہم سب کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا تو زمین پر پیدا کیا ہے، لیکن اٹھایا ہے، اٹھایا کس سے ہے؟ قرآن سے، قرآن سب کا ہے، نبی وہ سب کے ہیں، کعبہ وہ سب کا ہے، نمازو وہ سب کی ہے، اس سے اوپر اٹھایا ہے، اور یہ بات حضرت شاہ صاحب نے لکھی ہے کہ دنیا کی کوئی قیمت نہیں ہے، لیکن یہ دنیا آسمان سے آنکھ مطابی رہتی ہے، اور دنیا والوں کو آسمان پر بھاتی رہتی ہے، کس سے کعبہ سے، اور نماز سے، اور رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے، اور قرآن سے، یہ چیزیں اس کو اوپر اٹھادیتی ہیں، ہترست کا وقت نہیں ہے، اس لیے میں اشارہ کر رہا ہوں، تو ایسے ہی، ہم لوگوں کو بھی چاہیے، کہ ہم آسمانی بینیں، زمینی نہ بینیں، اگر ہمارا اور آپ جب یہ والا مسئلہ پیدا ہو جائے تو پھر یہ زمینی ہے، اور اگر ہم سب ایک ہو جائیں، تو آسمانی ہیں، انسانیت ہمارے اندر ہو، یہ

آسمانی ہے، حیوانیت ہو یہ زمینی ہے، روحانیت ہو ہمارے اندر، یہ آسمانی ہے، اور خواہشات ہوں اور جسمانی تقاضے ہوں، یہ زمینی ہیں، تو اس لیے ہم کو آسمانی بننا ہے، زمینی نہیں، زمینی بقدر ضرورت۔

## الگ الگ چھرے بنانے کی حکمت

زمین میں جیسے یہ سب الگ الگ ہیں ناچھرے، اگر چھرے سب کے ایک ہوتے تو مسئلہ پیدا ہو جاتا، روز جھگڑا ہوتا، اس لیے کہ سب کی بیوی یکساں، اور سارے شوہر یکساں، تو کیا ہے اس کی بیوی اس کے ساتھ، اس کی بیوی اس کے ساتھ، لڑائی روز ہوتی، تو اللہ میاں نے یہ جو الگ الگ چھرے بنائے ہیں، بڑی حکمت ہے اس میں، لیکن یہ پہچاننے کے لیے ہے، لڑنے کے لیے نہیں ہے، اب اگر سب یکساں ہوتے تو لڑائی زیادہ ہوتی، یکساں نہیں بنایا تاکہ لڑائی نہ ہو، لیکن ہمیں اللہ نے الگ الگ بنایا، اسی وجہ سے لڑنے لگے، اسی کو منح کیا گیا تھا، کہ یہ لڑنے کے لیے نہیں ہے، یہ پہچان کے لیے ہے، لتعارف و اتنا کہ پہچانو، لیکن ہم نے کہا تقاتلو، لڑو، تو غلط ہو گیا، کہ نہیں ہو گیا۔

اگر ذہنیت درست ہو جائے.....

توجب ہم اس میں پھنسیں گے، تو ہم تغلک ہو جائیں گے، اس سے نکلیں گے کشادہ ہو جائیں گے، ہم پیچے ہو جائیں گے، تو دھنس جائیں گے زمین میں، اوپر آئیں گے تو فضاۓ بسیط میں اڑ جائیں گے، بس یہ بات سمجھ میں آجائے، تو سارے مسئلے حل ہو جائیں گے، نہیں سمجھ میں آئے گا، تو انجھتے رہیں گے، اور انجھتے رہیں گے، اگر سمجھ کا موقع ملا، تو سمجھ جائیں گے، ورنہ الجھ کر مر جائیں گے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو سمجھ، سمجھ تو فیض، اور سمجھ دین عطا فرمائے، دین کی سمجھ سمجھ عطا فرمائے، اور اس سے تعلق ہم سب کو فصیب فرمائے۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين.

## عظمت قرآن

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم، اما بعدا

دوستو اور عزیز بچوں!

اللہ کے رسول ﷺ نے جو سارے انسانوں کے پیشوائیں، امام ہیں، اور سب سے بڑے ہیں انسانوں میں، انہوں نے یہ فرمایا ہے، کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہے، جو قرآن مجید سکھئے اور سکھائے، جو قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرے اور تعلیم دے، جو قرآن مجید پڑھئے اور پڑھائے، وہ سب سے بہتر ہے، اور پھر ظاہر ہے قرآن مجید جو جتنا زیادہ پڑھے گا، سکھے گا، اور اس کی تعلیم حاصل کرے گا، اتنا ہی بڑا ہوتا چلا جائے گا، اس میں پہلا درجہ توثیقی ہے، جو آپ لوگوں کا ہے، جو قرآن مجید کے الفاظ پڑھئے، وہ دوسرا کتابوں کے الفاظ پڑھنے والوں سے بہتر، جو قرآن مجید کے الفاظ کو پڑھائے وہ دوسرا کتابوں کے الفاظ کو پڑھانے والوں سے بہتر، بہتر ہی نہیں سب سے بہتر، اس کا مقابلہ نہیں ہے، ایسے ہی قرآن مجید کا علم حاصل کرے، وہ دوسرے علوم جو حاصل کر رہے ہیں، ان سے بہتر، اور قرآن مجید کا علم جو دوسروں کو دے، وہ جتنے علوم دنیا میں ہیں ان کے پڑھانے والوں سے بہتر، ان کے دینے والوں سے بہتر، پھر قرآن مجید پر جو عمل کرے

تعلیم کے دو مفہوم ہیں

تعلیم میں دونوں باتیں ہیں، خیر کم من تعلم القرآن و علمه، (ستن اہی

دازد فی باب ثواب قراءة القرآن) تعلیم کہتے ہی اس کو ہیں جو علم بھی عمل بھی ہو، تب تعلم ہوتا ہے، اگر خالی علم ہو تو تعلم نہیں ہو گا، عربی کے اعتبار سے تعلم کہتے ہی اس کو ہیں کہ جس میں علم بھی عمل بھی ہو، سکھے، جانے اور پریشانی لیتی عمل ہو، تب وہ تعلم ہو گیا، تو خیر کم من تعلم، اور اس کے بعد و علم، گویا کہ ہر تعلم کرنے والے کو تعلم بھی دینی چاہیے، تاکہ خیر کا جو مقام ہے، اس کو حاصل ہو، تو تم لوگ جو پڑھتے ہو قرآن مجید، اس کے برابر دنیا میں کوئی کتاب نہیں ہے، تو ظاہر ہے اس کے پڑھنے والوں کے برادر بھی کوئی نہیں، چاہے کوئی کچھ بھی پڑھا رہا ہو دنیا میں، قرآن مجید پڑھانے والے اچھا نہیں ہو سکتا، اس لیے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے یہ بات فرمائی ہے۔

### اچھائی کو پڑھانے کی ضرورت

تم اپنی اچھائی کو پڑھاؤ، جتنا اچھا بنتا ہے آدمی اتنا ہی بڑا ہوتا ہے، جیسے ابھی تم کھانا کھاؤ گے اتنی ہی صحت اچھی ہو جائے گی، ایسے ہی جو قرآن شریف پڑھے گا، وہ بڑا ہو جائے گا، بڑا ہوتا چلا جائے گا، جس طرح تم کھاتے جاؤ گے پیتے جاؤ گے، صحت اچھی ہوتی جائے گی، قد برہتا چلا جائے گا، اور خوب مغبوط ہو جاؤ گے، طاقت آجائے گی، تو ایسے ہی قرآن شریف پڑھے گا، اس پر عمل کرے گا، اس کے اندر طاقت آجائے گی، اور بڑا ہوتا چلا جائے گا، محظوظ ہو جائے گا، مقبول ہو جائے گا، اور نہ جانے کہاں کہاں ہو رج جائے گا، تو یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام سے تم پھر کو جوڑ دیا، اور تم نہیں چاہتے تھے، تم کو کچھ بھی معلوم نہ تھا، تب بھی جوڑ دیا، یہ بھی اللہ کا فضل ہے، کہ تم کو گھر بیٹھے خدا کی نعمت مل گئی، اب اس کو پڑھاؤ، محنت کرو، حقیقی محنت کرو گے، جو تمہارے استاد کہیں دیسا کرو، وہ کہیں محنت کرو، پڑھو، میں محنت کرو اور پڑھو، تو آگے پڑھتے چلے جاؤ گے، جتنا ماں باپ کھانا کھلاتے ہیں، وہاں طاقت آتی ہے، یہ بیمار ہو جاتا ہو، دودھ پلاتے ہیں بیٹھ کر وہ، ایسے ہی استاد جب پڑھاتا ہے، تو اس سے بھی

آگے بڑھتا ہے اور ترقی ہو گی، تو اگر تم یہ چاہتے ہو، بڑے ہو جاؤ، اور ہر آدمی چاہتا ہے، کون نہیں چاہتا بڑا ہونا، ہر بچہ چاہتا ہے، کہ ہم بڑے ہو جائیں، تو بڑے ہونے کا اللہ نے انتظام کر دیا ہے، قرآن مجید محنت سے پر چھو، اچھا پر چھو اچھے طریقے سے پر چھو، خوب یاد رکھو، پھر اس کو تراویح میں سناؤ، پھر اس کے معانی کو سمجھو، پھر اس پر عمل کرو، جتنا پڑھتے جاؤ گے بڑھتے جاؤ گے، ساری دنیا میں تمہارا نام ہو جائے گا، پہلے تو اپنے مدرسہ میں بڑے ہو گے، پھر اپنے شہر میں بڑے ہو گے، پھر پورے ملک میں، پھر پوری دنیا میں بڑے ہو جاؤ گے، جتنا زیادہ عمل کرو گے، اتنے ہی بڑے ہوتے چلے جاؤ گے، اور بڑے ہونے کا شوق ہونا چاہیے یہ آدمی کے اندر اللہ نے یہ بات رکھی ہے کہ اچھے سے اچھے ہو جائیں، بڑے سے بڑا ہو جائے، اور یہ فطری بات ہے، اللہ نے یہ بات رکھی ہے، تو تم کو بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید سے جوڑ دیا ہے، اس کو غیبت جانو، اور خدا کا شکر ادا کرو، اللہ نے ہم کو قرآن مجید پڑھنے کی توفیق عطا فرمائی، تو اس کا فائدہ یہ ہو گا، کہ بڑھتے جاؤ گے، ترقی ہوتی جائے گی، یہ چند باتیں یاد رکھو گے، تو انشاء اللہ کا میا ب ہو جاؤ گے، زیادہ لمبی بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے، چھوٹی سی بات ہے، جتنی محنت کرو گے، اتنے ہی بڑھتے جاؤ گے، ترقی ہوتی جائے گی، بس اس میں یہ ہے کہ اپنے استادوں کی بات مان کر اور جس مدرسہ میں ہے اس کی قدر کر کے بڑھنے میں لگ جاؤ، تو بس بڑے ہوتے چلے جاؤ گے، ترقی کرتے چلے جاؤ گے، سبق پہلے یاد ہوتا جائے گا، پھر سناؤ، بس اللہ تعالیٰ تم سب کو ترقی عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين.

## محبوبیت برقرار رکھنے کے آداب

فقد جاء عن النبي صلى الله عليه وسلم . خيركم من تعلم القرآن وعلمه . أو كما قال عليه الصلاة والسلام . (سنن أبي داود في باب ثواب قراءة القرآن)

میرے دوستوں اور عزیز طلباء!

اللہ تعالیٰ نے آپ کو انسان بنایا، اور اس کے بعد صاحب ایمان، آخری امت میں آپ کو رکھا، جس کی خود اپنی جگہ فضیلت ہے، آپ اور ہم اس کے امتی ہیں جو محبوب رب العالمین ہیں، اور محبوب جو ہوتا ہے، اس کا مقام بہت بلند ہوتا ہے، اور محبوب کو بہت زیادہ دور رکھا بھی نہیں جاتا، اس لیے اللہ کے رسول ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ذرا سی جب تکلیف ہوئی تو اپنے پاس بلا لیا، محراج میں، تاکہ آپ کی شانِ محبوبیت بھی ظاہر ہو، تسلی کا سامان بھی ہو، اور پھر اس کے بعد عمر بھی کم رکھی، اس کاراز بھی بیکی ہے، کہ زیادہ دن اللہ کے بیہاں رہیں، دنیا میں نہ رہیں، تکلیفوں میں نہ رہیں، ضرورت کے تحت بھیجا گیا تھا، فوراً بلا لیا گیا، اور جوانی میں کرام میں ان کی عمر میں بہت ہوئیں، جتنے ہیں حضرت نوحؑ کا تہتادیا گیا ہے اور خاص دعوت کا کام کیا انہوں نے، ایسے ہی تہتادیا گیا ہے کہ تمام انبیاء کرام کی عمر میں بڑی طویل ہوئیں لیکن رسول پاک ﷺ نے ۲۳ رسال میں وہ مقام حاصل کر لیا جو بڑی بڑی عمر و دلے نہیں کر سکے، اس لیے آپ کی امت کی عمر بھی کم رکھی گئی حدیث میں ہے کہ سامنہ اور ستر کے

درمیان میں عمریں ہوں گی، اس وجہ سے اکثر حضرات سماجھ اور ستر کے درمیان میں ہی چلے جاتے ہیں، بہت آگے بڑھے تو ۱۰۰ ارکو پار کچھ ہی کرپاٹے ہیں، ورنہ دوسری امتوں سے تعلق رکھنے والے تو کمی کمی سو سال تک زندہ رہے، اور اس کا تدارک یہ کیا گیا کہ شب قدر دے دی گئی، کہ ہزار راتوں کے برابر ہو گئی، تو اس طرح تدارک ہو گیا، تو یہ امت کی عمر جو کم ہے اس میں بھی بات بھی ہے کہ امت محبوب ہے، عمر کم پائی تو کام زیادہ کیا، نتیجہ زیادہ سامنے آیا، انعام بڑا ملا۔

### دو کاموں سے خیر وابستہ ہے

اسی لیے حدیث میں بتا دیا گیا کہ تمہارے لیے خیر اس میں ہے کہ دو کام کرو ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِيَ حَتَّىٰ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَاوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ (آل عمران: ۱۱۰) اور یہاں کہا گیا کہ خیر کم من تعلم القرآن و علمہ یعنی تم میں سے جو قرآن پڑھے گا پڑھانے کا سکھائے گا، تعلیم حاصل کرے گا اور تعلیم دے گا علم حاصل کرے گا اور علم عام کرے گا تو وہ سب سے اعلیٰ ہے، اور اسی ترتیب سے ہے، جو قرآن کے الفاظ پڑھاتا ہے وہ دنیا میں جتنی بھی زبانیں ہیں ان سب کے الفاظ پڑھانے سے افضل ہے، تو قرآن کی حیثیت کے پارے میں الکتاب کہا گیا ہے سب سے اعلیٰ کتاب ہے، تو اس لیے اس کے پڑھنے والے دوسری زبانوں کے پڑھنے والوں سے بہتر، اور اسی طرح اس کے پڑھانے والے دوسری زبانوں کے پڑھانے والوں سے بہتر، اس لیے یہ بات بھی بتا دی جو سکھے گا اور سکھائے گا وہی افضل ہے، اور تعلم جو ہے خیر کم من تعلم ہے، اس میں ایک ہے سیکھنا، اور ایک ہے عمل کرنا، من علم و عمل فقد تعلم، جس نے علم حاصل کیا اور اس پر عمل کیا اس نے سیکھ لیا، جس نے صرف علم حاصل کیا وہ لکھ رہا ہے، اگر وہ عمل نہ کرے تو وہ لولا ہے، کاتا ہے، تو اس لیے علم کے ساتھ عمل ضروری ہے، ورنہ کامل نہیں ہوں گے، ایسے ہی جو سکھے پھر اس پر عمل کرے، تو وہ تعلم ہے، عربی کے

لوگ جانتے ہیں، اسی لیے عالم اس کو کہتے ہیں، جو علم و عمل کا جامع ہو، اس لیے الفاظ کے جان لینے کا نام علم نہیں ہے بلکہ اس کے اندر جو کچھ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے اس پر عمل کرنے کا نام علم ہے، تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت بلند بنایا ہے، خیر کم من تعلم، قرآن پڑھتے ہیں نا، اس لیے آپ سب سے آگے ہیں۔

### انسان کی ہمت اس کو بڑا بناتی ہے

آپ قرآن چاہے ناظرہ پڑھنے والے ہوں یا معانی پڑھنے والے ہوں سب بہت اعلیٰ ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے اتنا اعلیٰ بنایا ہے کہ جو جتنا ہمت والا ہو گا اتنا ہی اعلیٰ بن جائے گا، آپ نے دیکھا ہے ناپہلے پچ کیا پڑھتے ہیں ”اب، ت، پھر“ اب، ت“، اس کے بعد ”اب، جب، تب“، اور جو ”جب“ ہی میں رہ گیا وہ ”اب“ تک نہیں پہنچ سکا، اور جو ”اب“ سے ”جب“ میں آگئی تو جب آپ آئے تو یہ بات کہیں تک پہنچ گئی پھر اسی طرح بڑھتا چلا جاتا ہے، پھر اتنا بڑھ جاتا ہے کہ میں کیا بتاؤں کتنا بڑھ جاتا ہے، وقت کم ہے ورنہ بتا دیا کہ کیسے آگے بڑھتا ہے، چلتا چلا جاتا ہے، تو پھر آخر میں یہ ہوتا ہے پہلے تو راجستان میں ہوتا ہے اور اس کے بعد راجستان کے بڑے شہروں میں رہتا ہے، پھر اس کے بعد مدھیہ پردیش میں رہتا ہے، پھر یہاں میں رہتا ہے، پھر بخارا میں، چہار کی کھیتی مشہور ہے، اس طرح بڑھتا چلا جا رہا ہے، چہار کچھ پیدا نہیں ہوتا، وہاں سے وہاں پہنچ گئے، مگر چاہے کتنے ہی اچھے علاقے سریز و شاداب ہوں، تب بھی یوپی کے مقابلہ میں نہیں ہیں، اور یوپی میں کتنے بھی شاداب ہوں، بخارا کے مقابلہ میں نہیں ہے تو آدمی ایسے ہی بڑھتا چلا جاتا ہے۔

### علم کا بورنگ ضروری ہے

ایسے ہی یہاں پر بھی ہے، جو آدمی بورنگ کرتا ہے، اوپر سے پانی ڈالتا ہے، پھر اندر بور ہو جاتا ہے، تو بوریت ختم ہو جاتی ہے اندر سے چشمہ پھوٹ لکھتا ہے، تو پھر باہر

سے پانی ڈالنے کی ضرورت نہیں آپ باہر سے لاتے نہیں ہیں، ادھر سے ادھر سے جب بورنگ ہو جاتی ہے، تو کہیں نہیں جاتے تو ایسے ہی یہ علم ہے، پہلے اس میں اور پر سے ڈالو، ابھی اور پر سے جارہا ہے پانی، جیسے یہ طلباءِ بھی تو کھٹ پٹھ ہو رہا ہے، جوڑ ہو رہا ہے کنوں کھود رہے ہیں، اور اس کے بعد جب بلکیاں گویا جب استاد ہو جاتا ہے آدمی، تو بلکیاں لگ گئیں یعنی محدود پار میں آگیا، اور اگر استاد اعلیٰ درجہ کا ہے، جیسے عالم ربی، تو بورنگ ہو گئی اب باہر سے لانے کی ضرورت نہیں، اندر سے علم آئے گا، مزا آجا گئے گا، پھر بورنگ جتنی اچھی ہو، بعضوں کی بورنگ فیل ہو جاتی ہے لیکن جس کی اچھی بورنگ ہوتی ہے، تو جتنا پانی نکالیں گے اتنی اچھی ہوتی چلی جائے گی، اس لیے جو ہمارے بڑے علماء ہیں، ہمارے مولانا علی میاں رحمۃ اللہ علیہ، ہمارے حضرت مفتی شفیع صاحب عرب میں ڈاکٹر یوسف القرضاوی صاحب کوئی لکھتا ہے، ”مُؤْمِدُ مِنَ اللَّهِ“ کوئی لکھتا ہے ”آیة من آیات اللہ“ اور یوسف القرضاوی صاحب نے لکھا کہ ایک چیز ہم بھی پڑھتے ہیں نکل جاتی ہے لیکن مولوی صاحب پڑھتے ہیں پڑھتے نہیں کیا کیا بتاتے ہیں نہ جانے کہاں سے آ رہا ہے؟

ایسے ہی مفتی شفیع صاحب ہیں، تو ان سب کی بورنگ بڑی شاندار تھی، اور جن کی بورنگ شاندار ہوتی ہے، وہ تجدید کا کام کرتے ہیں، اس لیے حضرت مجدد صاحب کی چیزیں اٹھا کر دیکھتے، پھر اس کے بعد مولانا قاسم نافوتیؒ کی چیزیں اٹھا کر دیکھتے، اور حضرت شاہ ولی اللہ کی چیزیں اٹھا کر دیکھتے، اس کے بعد مولانا علی میاں صاحب کی کتابیں اٹھا کر دیکھتے، یہ بورنگ ہیں بہت اعلیٰ درجہ کی، باقی اور سب منکی والے ہیں زیادہ تر، جن جن کے پاس پانچ دس لیٹر ہیں، کسی کے پاس دو ہی لیٹر یعنی محدود ہیں، لا محدود والے چند ہی ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ انہی سے کام لیتا ہے، اور وہ صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں، سو سال کے بعد کوئی پیدا ہوتا ہے، اسی لیے میں نے جو چند نام لیے ہیں، سو سال اور ہزار سال والے، واقعہ ظاہر ہے، کہ آپ جتنا اچھا جوڑیں گے اتنا اچھا

بورگ کہ جائے گا، بس اس کے کچھ آداب ہیں وہ آداب آپ اپنے استاد سے پوچھ لیجئے گا، مختصر آللہ میاں نے پانی کے چشمے اور اس کے اندر پانی اللہ تعالیٰ نے دے دیا ہے قرآن میں، بس جو قرآن کے پیش کیے ہوئے کو مصبوط باندھ لے گا اتنا ہی اس کا کام بنتا چلا جائے گا، قرآن اور حدیث بس یہی دو چیزیں ہیں باقی وہ سب کچھ ہیں۔

### سعادت مندی کن علوم سے وابستہ ہے؟

بس میرے بھائیوں اور دوستوں!

ضرورت اس بات کی ہے، ہم اپنے کو خوش بخت اور سعادت مند بنائیں، اللہ نے ہم کو موقع دیا ہے، اس کی کوئی اختیاء نہیں ہے، دنیاوی علوم کیا ہیں؟ یہ تو علوم کہلانے کے لاائق بھی نہیں ہیں، لیکن اگر کہہ بھی دیا گیا تو یہ سب ثتم ہو جاتے ہیں اس کا تعلق عروض سے ہے باقی کا تعلق جسم سے ہے، اللہ تعالیٰ نے اسی جگہ آپ کو بھیجا ہے، اس کی کوئی حد نہیں، اس کی گھر ای کی کوئی اختیاء نہیں، بس اسی پر لگ جائیں، محنت کریں، آداب کی رحمایت کے ساتھ اور ترقی کی کوئی اختیاء نہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين.



## صحت اعمال اخلاص سے وابستہ ہے

آپ اللہ کی مدعا اور نصرت کے لیے گئے ہوئے ہیں، اور یہ انتخاب گویا کہ ہم نے خود کیا ہے، لیکن حقیقتہ خدا نے کیا ہے، اور خدا نے یہ انتخاب نہ کیا ہوتا تو ہم لوگ اس میں لگ بھی نہیں سکتے تھے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے جیسے نہ جانے کتنے لوگ جو اس میں لگے ہوئے نہیں ہیں، اور خدمت میں بھی علم دین کی خدمت سب سے اوپر جیسا سب سے بڑی بات ہے، علم کا جو مقام و مرتبہ قرآن و حدیث سے معلوم ہوتا ہے، اس کو دیکھتے ہوئے دین کی خدمت علم کے ذریعہ سے سب سے اوپر جیسا بات ہے۔

## علم اور قرآن لازم ملزوم ہیں

جہاں تک علم کا تعلق ہے، اس کے بارے میں تو خود قرآن مجید میں بیان کیا گیا ہے، خود قرآن مجید سراپا علم ہی ہے، اسی لیے وہ پڑھایا جاتا ہے، قرآن کہتے ہی اس کو ہیں، جو بہت پڑھی جانے والی کتاب ہو، اور اس پڑھی جانے والی کتاب کے اوصاف خود کتاب نے بیان کئے ہیں، اور بتایا ہے کہ ہمارے اندر کیا کیا ہے؟ اور اس کے ذریعہ سے ہم کیا کیا کر سکتے ہیں؟ کیونکہ علم اور قرآن دونوں لازم ملزوم ہیں، جو علم قرآن سے وابستہ نہیں وہ علم نہیں، اور جس علم کو قرآن مجید سند دے دے، تو جس درجہ کی سند دے گا، اس درجہ کا وہ علم جیسے ہمارے مدرسے میں بھی ٹانویہ ہے، اگر ٹانویہ کی سند دے گا، تو ٹانویہ کا علم ہے، یعنی ٹانوی علم ہے، اگر عالیہ کی سند دے گا، تو عالی علم

ہے، اور اس سے بڑھ کر کوئی سند تخصص کی دے گا، تو تخصص کا علم ہے، عظمت والا علم ہے، تو قرآن مجید تو خود سراپا ایک علم ہے، اور علم سے وابستہ لوگوں کو سند بھی دیتا ہے، تو جتنے علوم و فنون دنیا میں ہیں ان سب کو بارگاہ قرآنی میں پیش کیا جائے گا پھر قرآن بتائے گا کون سا علم علم ہے؟ اور کس درجہ کا ہے؟ اور قرآن کا جو فیصلہ ہوتا ہے، وہ آخری فیصلہ ہوتا ہے، اس لیے قرآن ہی اصل حکم ہے، اصل فیصلہ کرنے والا ہے۔

### قرآن سے جڑنے کے مختلف درجات ہیں

آپ کو اللہ تعالیٰ نے برآہ راست قرآن مجید سے جوڑا ہے، اس برآہ راست جوڑ نے میں بھی درجات مختلف ہیں، کوئی اردو پڑھاتا ہے، مدرسہ میں رہ کر، کوئی فارسی پڑھاتا ہے، کوئی انگریزی پڑھاتا ہے، زبانیں سب اللہ کی ہیں، لیکن یہاں پڑھانے والے خاص طور سے اللہ سے جڑے ہوئے ہیں، کیونکہ قرآن مجید جو ہے ایک ہی آیت کی وجہ سے پڑادیتا ہے، فارسی، انگریزی اردو یہ سب اللہ کی زبانیں ہیں، انگریزی زبان انگریز کی نہیں ہیں، اور ہندی زبان ہندوستانیوں کی نہیں ہے، اور اردو مسلمانوں کی نہیں ہے، بلکہ ساری زبانیں اللہ کی ہیں، اور اللہ کی اس میں نہ نہیں ہیں، تو جس طرح حمد و منقبت عربی میں ہے اردو میں ہے، فارسی میں ہے، ایسے ہی تمام زبانیں منتظر ہیں، کہ اس میں بھی اللہ کی حمد و منقبت ہو، اور رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی، تو اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس طرح سے جوڑا ہے تو اب اس میں بھی درجے ہیں، تو ظاہر ہے قرآن شریف کو برآہ راست پڑھا رہا ہے، حدیث شریف کو برآہ راست پڑھا رہا ہے، اس کا درجہ بلند ہے اور جو خالص عربی پڑھا رہا ہے اس کے بعد اس کا درجہ ہے، پھر اسی طرح درجہ درجہ ہے لیکن سب ہیں ایک ہی کشتی کے سوار، اور سب ہیں قرآن سے وابستہ اور حدیث سے وابستہ، اور دنیٰ علم کی خدمت سے وابستہ، اور اس کے لیے کوشش کرنے سے وابستہ۔

### کہیں کوئی جھوول نہ رہ جائے

اللہ تعالیٰ نے جب ہم کو اور آپ کو اس سے جوڑ دیا ہے اور ہمارا اس کے لیے

انتخاب کر لیا ہے، تو ہم کو بھی چاہیے کہ جس سے جڑے ہیں، وہ کس کے لیے جڑے ہیں، یہ بھی معلوم ہونا چاہیے با اوقات یہ تو ہوتا ہے، جڑ تو گئے ہم عربی سے، اور عربی دینی علوم سے، لیکن یہ کہ کس کے لیے جڑے ہیں یہ مس ہو جاتا ہے، جیسے بعض چیزیں رہ جاتی ہیں، تو پورا نظام مکمل نہیں پوپاتا، کہیں پر کوئی چیز مس ہو رہی ہے، یہ کہتے ہیں کوئی ہناتا ہے کوئی چیز، کوئی ریڈی یو بنا کر لایا کوئی کچھ بنا کر لایا، تو پکڑنہیں رہا ہے، تو غور کرنے والے غور کرتے ہیں، اور کہتے ہیں، کوئی چیز رہ گئی ہے، کوئی پر زور رہ گیا ہے، کہیں پر کوئی کی رہ گئی ہے، ہمارے یہاں ایک دوست ہیں وہ یہ کرتے ہیں، کہ جو چیزیں پڑتی ہیں تو یہ پٹنے لگتی ہیں، نہ پٹکے اس کے لیے وہ سلائیک لگاتے ہیں، تو کہنے لگے ایک دفعہ میر ازا آگیا ہم نے کہا کیا؟ کہنے لگے ایک جگہ بہت بڑی عمارت بنی ہوئی تھی، اس کی چھت پٹکنے لگی، تو بڑے بڑے انجینئر فیل ہو گئے، وہ انجینئرنہیں تھے ہمارے دوست، دماغ چلتا ہے بہت، اس کام میں لگے ہوئے ہیں، بہت دنوں سے، تو آج وہ انجینئروں پر فائٹ ہو جاتے ہیں، تو جن کی چھت تھی انہوں نے یہ کہا اگر صرف میری چھت کو ایسا کروے کہ نہ پٹکے، تو صرف ایسا کرنے کے میں ساٹھ ہزاروں گا تو سب لگے ہوئے تھے انجینئر بڑے بڑے، پرانی بات ہے، دس پندرہ سال پرانی، زیادہ تھی ہو گئی، تو کہنے لگے میں نے بہت دیکھا سوچا غور کیا کہنے لگے میرے دل میں ایک بات یاد آئی، خروچا اس میں دس پندرہ ہزار کا، لیکن ہم نے کھارسک لیتا ہی پڑتا، جو چیز مس ہو گئی ہے، اس کو تمیک کرنے کے لیے رسک لیتا ہوتا ہے، تو انہوں نے کھابرے لائیے کچے، اور اس کو انہوں نے ترپت کیا، اور پھر اس کی لیپ لکائی، اور پھر جو کیا وہ تو نہیں معلوم، مطلب یہ ہے کہ اس کے کرنے سے بند ہو گیا، اور پرانی جو بند ہو گیا تو ساٹھ ہزاروں گئے تو ایسا ہی ہوتا ہے۔

### ضرورت اخلاق کی ہے

ہمارا جو نظام ہے یہ پرانی جو بھر رہا ہے، اس کو بند کرنے کی ضرورت ہے، جس وقت بند ہو جائے گا، وہ اس وقت چھت جو ہے وہ کام کی ہو جائے گی، ہے تو چھت

لیکن ادھر بھی لٹکنے لگے، تو ادھر تھوڑی دیر کچھ لوگ بیٹھے ہوتے ہیں، اور پانی ٹپک رہا ہے، پھر ادھر ہونے لگا ادھر ہوتے رہتے ہیں، لیکن اگر پوری حصت تھی ہو جائے، تو پھر کوئی پریشانی نہیں ہوگی، میں نے ختم ہو جائے گا، تو کہیں نہ کہیں انفرادی بھی کمی ہے، اجتماعی بھی کمی ہے، سارے مدرسوں میں بھی ہو رہا ہے، وجہ یہ ہے کہ ہم لوگ اپنی کمی کو دور کرنے کی فکر نہیں کرتے، اور بات یہ ہے کہ جس کا کام ہے اس کے لیے نہیں کر رہے ہیں، کام ہے یہ اس کا، لیکن کر رہے ہیں کسی اور کے لیے، تو کیا ہو گا؟ یہ تو بڑی چیزیں ہیں، آپ کے والد صاحب آپ کو کسی کام کے لیے بھیں، اور کہیں کہ جلدی کر کے آجائنا، اور آپ دوسرے کام میں لگ جائیں، یا وہی کام آپ دوسرے کی علیمت سے کر کے اور اس کے پاس چلے جائیں، دیر لگے تو کیا ہو گا، والد صاحب کتنا تاراض ہوں گے، بے وقوف آدمی اور آپ کہیں ہمارا دوست آگیا تھا، اس کا کام کرنے لگا تھا، یا ایسے ہی اس سے نیچے درجہ کا آدمی، والد صاحب ایک جما پڑا ریس گے تھیخ کے، بد تینز کہیں کے، اس سے کیا لیتا دینا تھا، میرا کام پہلے کرنا چاہیے تھا، یہاں تو پہلے اور بعد کی بات ہے، وہاں تو انہی کا کام ہی ہے، (اللہ کا) اور ان پر قیاس کیا ہی نہیں جاسکتا، ان کا کام ان کے لیے کریں، تو آپ دیکھیں گے فور افرق آنا شروع ہو جائے گا۔

### اصلاح بتدریج ہوتی ہے

یہ چیز ظاہر ہے بغیر یاد دہانی کے نہیں ہوگی، بار بار توجہ کی ضرورت ہوتی ہے، انسان کی اصلاح ایک دم سے نہیں ہوتی ہے، آہستہ آہستہ ہوتی ہے، یوں سمجھ لیں پلاسٹک سرجی ہے، پلاسٹک سرجی یہ ہے پہلے ایک دفعہ اس کو ٹھیک کر لیں، پھر دوسری پہنچی ہوں، تو اس کو ٹھیک کر لیں، پھر اس کے بعد اس پر لیپ لگاتے رہیں، پھر دوسرا چکر سے کھال کر اس پر چکراتے ہیں، اور اس کو سندوں کرتے ہیں، برابر، اس میں محنت بہت کرنی پڑتی ہے، پھر آخر میں دیے ہی ہو، جاتی ہے جیسے پہلے تھی، ایسے ہی یہ کام بھی ہے، یہ کام نہیں ہے کہ پہلے ہی دن میں کر لیا، برابر کوشش میں ہم سب لگے

رہیں، جھکئے آئیں تو اس کو جھک دیں، جھکلے غیر کے آجائیں گے۔

## ہمارے اعمال، اخلاص یا ریا کا ری؟

جہاں اپنے لیے کرنا ہے اپنی اعزت کے لیے کرنا ہے، اپنی شہرت کے لیے کرنا ہے، اپنا نام، ہواں لیے کر رہے ہیں، ہمارے مانے والے بڑھائیں، اس لیے کر رہے ہیں، یہ سب غیر اللہ کے، صرف اللہ کے لیے کریں، جب اللہ کے لیے کرنے کی مشق ہو جائے گی، ۹۹ رفیضہ مسئلے آخر ہو جائیں گے، ایک رہ جاتا ہے، کیونکہ دنیا کے سارے اسباب بھی جس طرح اسباب کو برداشت کرے، ویسے ہی برداشت کرے، اس کے نہ برتنے سے بھی گڑ بڑھتا ہے، مگر صرف وہ ایک پرسند ہے، اصل تو سارے اسئلہ اسی کا ہے، کہیں پر اگر یہ سب باقیں ہوں، تو غیر اللہ کے لیے کام ہو رہا ہے، اس کی وجہ سے یہ سارے مسئلے ہیں، پڑھایا غیر اللہ کے لیے جا رہا ہے، چندہ غیر اللہ کے لیے کئے جا رہے ہیں، آپس کے تعلقات غیر اللہ کے لیے رکھے جا رہے ہیں، تو یہ سب چیزیں غیر اللہ کے لیے ہو گئیں، تو یہ سب چیزیں ہونی ہی ہوئی ہیں، اور چونکہ اس کا تعقل دل سے ہے، دل کو اللہ تعالیٰ نے چھپا کر رکھا ہے، آدمی زبان سے کہتا ہے، نہیں میں تو اللہ کے لیے کر رہا ہوں، اور دل اندر کہہ رہا ہے جھوٹ بول رہا ہے، بالکل کان لگا کے سن لیجھے اندر سے کسی وقت بھی، سامنے آدمی کہتا ہے نہیں میں تو اللہ کے لیے کر رہا ہوں، اور دل اندر کہتا ہے جھوٹ بول رہا ہے، غور کر لے، ذرا سا، تو کہتا ہے چپ رہ، اور زبان اس کے خلاف بولتی ہے، اور اندر دل بڑی مشکل سے بنتا ہے، دل پارے کی طرح ہے، اسی لیے دل کا نام رکھا ہی گیا ہے قلب، قلب یعنی یہ نقلب جو پلتتا ہے، اب ظاہر ہے پلتا چھوڑ دے، اللہنا چھوڑ دے، اور راہ استقامت پر لگ جائے، بڑی محنت ہے، اور اس کے لیے اس کو بہت تیار کرنا پڑتا ہے، اور تیار کرنے والوں کے پاس جانا پڑتا ہے، اور وہ تعمیر کرتے ہیں، تعمیر کو قول کرنا پڑتا ہے وہ بتاتے ہیں، اس کے مطابق کرنا پڑتا ہے، جو راہ دکھاتے ہیں اس پر چلتا پڑتا ہے، تب جا کے وہ دل بتاتا ہے، لیکن جب دل بن جاتا ہے، تو کیا کہنے۔

## کمال اور اعتدال لازم طریوم ہیں

ہمارے مولانا محمد احمد صاحبؒ نے فرمایا تھا:

اب نہ افراط باتی نہ تفریط ہے  
عشق کامل ہوا معتدل ہو گیا

تو جب وہ کمال کے درجہ کو ہو پختا ہے، تو اعتدال آجاتا ہے، اور جب اعتدال پر آتا ہے، تو کمال آتا ہے، کمال اور اعتدال یہ لازم طریوم ہیں، جو کمال پر جائے گا وہ اعتدال پر آئے گا، جو اعتدال پر رہے گا، وہ کمال پر آئے گا، تو وہ دل کامل ہو جاتا ہے، اور پھر اس کو برائیں لگتا، اس کا سوچنے کا ذہنگ بدلتا جاتا ہے، اور اس کے جذبات بدلتے ہیں، اس کا طریقہ کار بدلتا جاتا ہے، طریقہ نشست و برخاست بدلتا جاتا ہے، لیکن بات وہی ہے، پہلے خود فکر ہو، کہ ہم ٹھیک کریں، اور پھر ٹھیک کرنے والوں سے رابطہ ہو، کہ جو ہم ٹھیک نہ کر سکیں وہ دوسروں کو دکھائیں، اور دونوں باشیں نہیں ہوں گی، نہ ہم کو فکر ہے ٹھیک کرنے کی اور نہ جو بنا نے والے ہیں ان کے پاس جانے کی فکر ہوتی ہے، تو کیا ہو گا وہی ہو گا جو ہو رہا ہے، ہر جگہ ہو رہا ہے۔

## ہر کام کی ایک ترتیب ہے

بات سمجھی ہے کہ فکر ہی نہیں ہے، چھوٹا موتا جیسے کام ہوتا ہے ناگہر کا، گھر والے کریتے ہیں، لیکن جب بڑا کام ہوتا ہے، تو کار گیر بلاستے ہیں، بہت بڑا ہوتا ہے، تو انجینئر سے مشورہ لینا پڑتا ہے، یہ ترتیب ہر جگہ ہے، ایسے ہی چھوٹے موتے معاملات ہیں، اس کو خود ٹھیک کر لیں، لیکن جو اس سے بڑا ہے، اس کو آپس کے مشورہ سے ٹھیک کر لیں، لیکن پھر اس سے بڑا ہو تو پھر جو انجینئر ہے ماہر ہے، طبیب ہے، اس کے پاس جانا پڑے گا، چھوٹا موتا مرض ہے، معمولی ڈاکٹر سے ہو جائے گا، اس سے بڑا ہے تو اس سے بڑا ڈاکٹر، اس سے بڑا ہے تو اس سے بڑا چیک اپ کرایا جائے گا، تو بڑا ڈاکٹر جو ہوتا ہے، وہ زیادہ دوائی نہیں دیتا، ایک گولی میں کام چلا دیتا ہے، کیونکہ وہ سمجھتا

ہے، کہاں پانی بھر رہا ہے؟ ہمارے یہاں موڑ لگا ہوا ہے، پائپ میں پانی اور نہیں چڑھ رہا تھا، بڑے بڑے موڑوں والے آئے، کسی کو پلے ہی نہیں پڑ رہا تھا، کچھ لوگ ایک بڑے میاں کو لے آئے پتہ نہیں کہاں سے ڈھونڈ ڈھانٹ کے، میرے سامنے کی بات ہے، انہوں نے غور کیا ذرا سایوں یوں کہنے لگے، تا گالا یئے، اور بس ایک ڈبری کھولی انہوں نے اور یوں کر دیا، گس بھی نہیں پار ہے تھے، بوڑھے تھے، کہا کسواس کو، کس دیا، بو لے ہٹن دبائیے، ایک دم پانی چڑھ جائے گا، معلوم ہوا پندرہ دن سے سب پریشان تھے، جوں جوں گئے، بڑے بڑے انجینئر لائے، کسی کی سمجھیں نہیں آیا، اور ایک تجربہ کا رآدی کولاۓ، انجینئر وہ بھی تھے، پڑھے لکھے تھے، مگر انہوں نے صرف تا گال کا دیا۔

### پیالی میں طوفان

جو بڑے ڈاکٹر ہوتے ہیں انہوں نے بس ایک گولی دے دی کام جل گیا، اور جو چھوٹے ہوتے ہیں وہ ہنگامہ کرتے ہیں، معلوم ہوتا ہے طوفان کھڑا ہے کچھ بھی نہیں ہے، جیسے مولانا عبداللہ عباس صاحب نے کہا تورہ فی فتحان، کہ پیالی میں طوفان آگیا، وہی ہوتا رہتا ہے، یہ سب چھٹ بخنوں کی باتیں ہیں، ایسا نہیں ہونا چاہیے، لیکن بات وہی کہ اصول کے مطابق چلے آدمی، اصول بھی سمجھنے چاہئیں، اس کے لیے اس سلسلہ کی کتابیں ہیں، وہ بھی پڑھنی چاہئیں، سب کچھ معلوم ہو جائے گا، حضرت معاویہؓ نے غالباً حضرت عائشہ سے پوچھا، تو انہوں نے کہا تھا لوگوں کی کمزوریاں مت پوچھا کرو، لا تبیح عورات الناس، فان تبعتهم اخطاك، اگر تم ان کی چھوٹی مولیٰ باتوں پر لگر رہو گے، تو اس سے فساد بھیل جائے گا، نظر انداز کرو، اصلاح کی غرض سے، کبھی تہائی میں کچھ کہا جائے لیکن پہلے اپنے کوشش لیں، اصلاح اکھر رہا ہے، یا اس کو نیچا دکھانے کے لیے، تو بالکل نہ بولے، اور ثال جائے، اور پہلے اپنی اصلاح کر لے، اور جب دل درست ہو جائے، تو اس کی اصلاح کرے۔

## اکابر جیسا مزاج ہو

جو اللہ کے نیک بندے ہوتے ہیں، اسی لیے ان کے کہنے سے لوگوں کو زیادہ تکلیف نہیں ہوتی، الایہ ہے کوئی بہت برا ہو تو ظاہر ہے کہ حضرت تھانویؒ بہت پڑتے تھے، رگڑتے تھے وہ تو اس وقت بدنام تھے، پناہی بھی کر دیتے تھے، ایک صاحب ایک مرتبہ بیعت ہونے کے لیے آئے، اور حضرت تھانوی نے فرمایا کیوں آئے ہو؟ کہا آیا ہوں بس ایسے ہی، حضرت تھانویؒ کو برالگا، ان کے یہاں تو واضح بات چاہیے کہ کیوں آئے؟ پھر حضرت تھانویؒ نے ذرا زور سے پوچھا بتاتے نہیں ہو کیوں آئے؟ کہا بیعت ہونے آیا ہوں، کہا پہلے سے آپ نے رابطہ کیوں نہیں کیا تھا، ایسے ہی چلے آئے میرے یہاں جو اصول ہیں، کہا حضرت بیعت تو ہونا ہی ہے، حضرت تھانویؒ نے کہا اٹھو یہاں سے جاؤ، اور اس کے بعد پھر بھی بیٹھے ہوئے ہیں، حضرت تھانویؒ نے کہا اٹھتے ہو کرنہیں اٹھتے، پھر بھی بیٹھے رہے، تو حضرت تھانویؒ نے ڈٹھا اٹھایا، اسی سر پر مارتا ہوں، بھاگ یہاں سے، پھر اڑ کل گیا وہ، تو اب یہ عمل جو ہے، حضرت تھانویؒ نے جو کیا درستاد یکھنے والا دیکھے گا، تو سمجھے گا پہنچ نہیں یہ کیا کیا، لیکن حضرت تھانویؒ نے قسم کھا کر کہا کہ میں جس کو بھی مارتا ہوں، اس کو بھی اپنے سے اچھا سمجھتا ہوں، یہ آسان بات تھوڑی ہے، مار رہے ہیں اور اپنے سے اچھا سمجھ رہے ہیں، بہت مشکل سے یہ بات پیدا ہوتی ہے، مگر ہو جاتی ہے، تو آج یہ تو آپ تصویر بھی نہیں کر سکتے، جو بات میں کہہ رہا ہوں، اس مقام کو یہ تو نچتا تو بہت دور کی بات ہے، تو یہ حضرات اپنے اعتبار سے کتر بھتھتے ہیں، لیکن سمجھنا اس کا آسان ہے، مثلاً جیسے میں یہاں بیٹھا ہوں، آپ لوگ تو خود استاد ہیں، لیکن اگر طلبہ بیٹھے ہوں، بعض طلبہ بہت اچھے ہوتے ہیں، بڑے دیندار، پڑھنے میں بھی بہت اچھے ہوتے ہیں، اور چیزوں میں بھی اچھے ہوتے ہیں، لیکن استاد یہ تو نہیں کرتا، کہ ان کو اٹھا کر یہاں بٹھادے، ایسے ہی اس لائن میں بھی ہے، جو شیخ ہے وہ مجبوراً اشیخ ہے، اس کو اجازت ملی ہے، وہاں بیٹھنے کی، اس لیے بیٹھا ہوا ہے، لوگ اس کے پاس آ رہے ہیں، تو اب وہ یہ تصور کر لے، کہ

جیسے استاد ہوتا ہے، ویسے پڑھار ہاتھی، بہت سے اچھے ہوتے ہیں، لیکن اس کو یہاں نہیں بخواستا فوراً، ورنہ ”قلب مخصوص“ ہو جائے گا، کام نہیں بنے گا، سمجھتا یہ ہے کہ فضل ہے، لیکن اللہ نے مجھ کو یہاں بخدا دیا ہے، تو اب اگر اس میں کوئی غلط کام دیکھتا ہے، تو اصلاح اس لیے کرتا ہے، تاکہ اور اچھا ہو جائے، اس کو یہ سمجھتا ہے، میں برا ہوں، لیکن جیسے جلاں ہوتا ہے، بادشاہ حکم دیتا ہے کہ مارو، تو وہ تمیل حکم کرتا ہے، تو یہاں پر بھی جو اس نے قرآن و حدیث میں پڑھا ہے، تربیت کا جو تقاضہ ہے اس کے اعتبار سے ڈانٹ رہا ہے، اس کا مطلب یہ نہیں، یہ اچھا ہے، ہو سکتا ہے یہ اس سے بہت اچھا ہو۔

### اپنے دائرہ کار کو پہچانئے

یہاں انتظامیہ میں انتظام و اہتمام والوں کو بھی چاہیے کہ اس کا خیال رکھیں، اور بلا وجہ کی روک روک اور بلا وجہ کا جسس یہ سب معاملات وغیرہ نہ ہوں، اور ہر ایک کو اپنا دائرہ کار سمجھنا چاہیے، اور ہمارے مولانا عبدالحی صاحب بہت کامیاب ناظم تھے نہ وہ کے، حضرت مولانا کے والد، انہوں نے لکھا ہے۔ حیات عبدالحی میں بھی ہے۔ سب کو اپنا دائرہ کار سمجھنا چاہیے، اور اپنے دائرہ کار میں دوسروں سے مشورہ کر لے، اور دوسروں کے دائرہ کار میں داخل نہ دے، ہم الٹا کرتے ہیں، دوسروں کے دائرہ کار میں ضرور داخل دیتے ہیں، اور اپنے دائرہ کار کو بند کر کے رکھ دیتے ہیں، پوچھنا تو بہت دور کی بات، تو پھر اس کا نتیجہ الٹا ہو رہا ہے، تمام موٹی موٹی اصولی باتیں ہیں، اور بھی ہیں، مگر سب یاد نہیں رہیں گی، اس لیے میں موٹی موٹی باتیں کہہ رہا ہوں، اب اگر اس میں کسی درجہ بھی عمل ہو جائے، تو انشاء اللہ دیکھئے گا، چند دنوں میں بہار آجائے گی۔

### کامیابی کی پہلی منزل اخلاص ہے

مگر بات وہی ہے کہ پہلا مرحلہ تو یہ ہے کہ جس کا کام ہے، اس کے لیے ہوں چاہیے، اللہ کے لیے کام ہو، ہم لوگ سب آخرت کے لیے کردے ہیں، ہمارے

حضرت مولانا ایک مرتبہ افغانستان میں جب جہاد ہو رہا تھا، پرانا والا روں سے، تو حضرت مولانا نے اساتذہ کو بلا یا تھا دارالعلوم میں اور کہا، اس وقت سب سے اہم کام تو یہی تھا کہ اللہ ہم کو وہ قبول فرمائیتا، اور ہر شخص جہاد میں جاتا، سب سے بڑا عمل سب سے اچھا عمل، اللہ کے یہاں مقبول ہے، جنت کا شارٹ کث راستہ ہے، لیکن وہاں ہم نہیں جاسکتے ہیں، تو یہاں پر رہ کر اس کے مقام کو پانے کے لیے ہم کو جو کرنا ہے، وہ کرنا ہے، اخلاص سے کام کرنا ہے، اللہ کے لیے کام کرنا ہے، اس لیے کہ اصل کامیابی تو آخرت کی کامیابی ہے، اور یہاں کی کامیابی کی کوئی چیز ہی نہیں ہے، یہاں کی شہرت بھی مل گئی، تو کیا؟ کچھ توڑی دیر کے لیے، آپ اور بیشہ بھی گئے تو کیا، اور تھوڑی دیر لوگوں نے آپ کا نام لے بھی لیا تو کیا؟ وہ کتنی دیر تک، اللہ کی طرف سے جوبات آتی ہے، وہ رہتی ہے، اور جو ہم لوگوں کے کرنے سے ہو گا، وہ ظاہر ہے عارضی ہے، ذر کر خوف کھا کر گبرا کر، کچھ لوگوں نے ہم کو مان بھی لیا، تو شیطان کی کوئی پوجا نہیں کرتا، تو جب سورج لکاتا ہے، تو وہاں جا کر کھڑا ہو جاتا ہے، کہ ہمارے ہندوستان کے بہت سے ہندو ڈنڈوت کریں گے، تو میں سمجھ لوں گا، مجھے کر رہے ہیں، تو اگر اس طرح سے کوئی اپنے آپ کو منواتا ہے، تو سمجھو شیطانی راستہ ہے، اور جو اللہ کے نیک بندوں کا راستہ ہے، وہ تو الگ ہے، خود لوگ چاہیں اس کو دل سے، اور اس کے انداز سے، اس کے طرز تھا طب سے، اس کی طرز ادا سے، اور اس کے معاملات سے، لوگ اس قدر شارہوں اور خوش ہوں، حضرت تھانویؒ کے ایک خلیفہ تھے، ابتدائی دور کے، ایک علاقہ میں مدرسہ چلاتے تھے، وہاں لوگوں نے اڑام لگادیا ان پر، وہ تھے اللہ والے، انہوں نے بس تھیلا اٹھایا اور کہا السلام علیکم، کہا آپ کا مدرس آپ کو مبارک، بندہ چلا، نکل گئے دوسرے گاؤں پہنچ گئے، گاؤں والوں کو معلوم ہوا، گاؤں والے سب بھاگ کر گئے، مولانا صاحب آپ کہا جاتے ہیں؟ میں آپ کو جانے نہیں دوں گا، لے کر آئے

واپس، تو اس سے کچھ ہوتا نہیں، لیکن اس پر بھی چھوڑ کر چلے گئے، نہیں میں جاتا ہوں،  
لے جاؤ اپنا مرستہ، تو اب ظاہر سارے لوگ ان کے پیچے لگ گئے۔

### ہماری راہ کون سی ہے؟

تو اس میں ہم کو خود طے کرنا پڑے گا، کون ساراستہ ہے؟ شیطان کا راستہ  
ہے، اپنیں کا راستہ ہے، یا اس کے نیک بندوں کا راستہ ہے، اور نیک بندوں پر  
شیطان کا زور چلنا نہیں ہے، قرآن میں فرمایا گیا ہے، ان عبادی، میرے بندے،  
یہاں نسبت ہے اللہ کی طرف، وہی جو اللہ کے لیے کام کرنے والے ہیں، ان پر  
شیطان کا داؤ نہیں چلتا، اور جو اپنے لیے کرنے والے ہیں تو پھر ظاہر ہے شیطان ان پر  
ڈورے ڈالتا ہے، بہلاتا رہتا ہے، پھسلا تارہتا ہے، یہ اس کا کام ہے، اس لیے ہم  
سب بار بار جائزہ لیں اپنا، اور مشورہ بھی کرتے رہیں آپس میں، مشورہ بھی کریں ملٹے  
رہیں، بار بار سلام کریں، ایک دوسرے سے، اور اس کے ساتھ ساتھ جو اہم بات ہے  
کہیں پر کہ جس کو بھی انہوں نے سمجھا ہے، مصلح ہے، تو اس سے مشورہ کریں، تو انشاء  
اللہ ہمارے کام اچھے ہو جائیں گے، بابرکت ہو جائیں گے، اور بابرکت ہونے بھی  
چاہیں، اس ملک میں یہاں اندھیرا ہی اندھیرا ہے، ایسے میں ہم بھی اندھیرے  
والے بن گئے، تو پھر اندھیرا ہی اندھیرا ہو گا، ہم کو تو اجالا پہنچانا ہے ساری دنیا میں، لیکن  
سب کے لیے ضروری وہی ہے جیلی بات بنیادی بات، اللہ کے لیے ان کا کام ان کے  
لیے، ان کا کام ہے اور ان کے لیے ہے، تو ان کے لیے ہی ہونا چاہیے، لس اتنا ہی  
کر لیں، تو اور چیزیں اور آسان ہو جائیں گی، بس اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين.

## تجدیدی شان پیدا کریں؟

الحمد لله نحمدہ ونستعينہ ونستغفرہ ونستهڈیہ ونسترشدہ  
 فمن یهدیہ فلا مضل له ومن یضلله فلا هادی له ، ونشهد ان لا اله الا  
 الله وحده لا شریک له ونشهد ان سیلنا ونبینا وشفیعنا وحبینا وقرة  
 عيوننا ومولانا محمدا عبدہ ورسولہ صلی الله علیہ وسلم اکیرا  
 وأصحابہ وأزواجہ وذریاتہ وأهل بیتہ وبارک وسلم تسلیما کثیرا  
 کثیرا، أما بعد!

میرے بزرگوں ستوار کنز العلوم کے عزیز طلباء!  
 کنز تو آپ جانتے ہی ہیں، خزانے کو کہتے ہیں، لیکن خزانہ اس وقت تک بے  
 قیمت ہوتا ہے جب تک کہ اندر رہے، لیکن جب اوپر آ جاتا ہے، تو بازار میں اس کی  
 قیمت بڑھ جاتی ہے، تو اس اعتبار سے آپ کو یہ جانتا چاہیے کہ جو خزانہ آپ کو ملا ہوا ہے  
 اس کو آپ بروئے کار لائیں، میدان میں اس کی ضرورت ہے، مارکیٹ میں اس کی  
 ولیو ہے، اور ساری دنیا اس کی طلب گار ہے، اور خوشی کی بات یہ ہے کہ آپ ابھی نئے  
 نئے ہیں، یعنی یہ مدرسہ جو ابھی بہت جلدی ہی قائم ہوا ہے، چند سال پہلے، اس اعتبار  
 سے آپ سب نئے ہیں، اور اگر یہ کہا جائے کہ نوجوان ہیں تو بھی صحیح ہو، اس وقت دو  
 چیزوں کی کمی ہو گئی ہے، دیکھنے میں تو اس کا نام بہت لیا جا رہا ہے، لیکن حقیقت میں یہ  
 دونوں چیزوں میں غائب ہیں، ایک یہ کہنی چیز ہو، اور دوسرے یہ کہ جوانی ہو، جوانوں میں  
 جوان کوئی ہے ہی نہیں، اپنے طلبہ سے میں کبھی کبھی کہا کرتا ہوں دارالعلوم میں مذاق

کے طور پر کہ تم میں سے کوئی نوجوان ہے؟ تو ہستے ہیں طلبہ، اور کہتے ہیں کہ نہیں کوئی نہیں ہے، اس لیے کہ ایک دور عائب ہو گیا، کفولت ہے اس کے بعد کھولت ہے، اور اس کے بعد شخونخت ہے، عہد شباب چلا گیا، دعویٰ بہت ہے کہ میں جوان ہوں، اور دکھاتے بھی ہیں کہ میں جوان ہوں، لیکن جوان نہیں ہیں، جوانوں کی کچھ باتیں ہوتی ہیں، اگر وہ باتیں آپ میں نہیں ہیں، تو جوان کیسے؟ ایک بزرگ کا واقعہ ہے غالباً گجراتی ہی تھے ان کا ہی ہے، کہ ان کے ایک بڑے معتقد تھے ان سے انہوں نے کہا تمہارے گھر میں بچنہیں ہے کیا؟ کہا نہیں حضرت شرارت کرتے ہیں، بڑتے ہیں، تو انہوں نے اپنے بچہ کو بہت سکھایا پڑھایا، اور بہت ہی مہذب بنا کر شاسترہ بنا کر لایا، اور لانے کے بعد ان کو بزرگ کے پاس بٹھادیا، مصافحہ کیا بیٹھ گیا، ادب سے جب جانے لگے تو اس بچے نے مصافحہ کیا، تو انہوں نے کہا تم سے ہم نے کہا تھا کہ اپنے بچہ کو لیکر آتا تم لائے نہیں، انہوں نے کہا حضرت یہ ہے، کہا یہ بچہ کہاں ہے؟ یہ تو بوڑھا معلوم ہوتا ہے، ادب سے بیٹھا ہے، بچہ تو وہ ہے جو میری داڑھی پکڑتا، پاؤں کو نوچتا، کبھی بھاگتا، تو معلوم ہوتا کہ بچہ ہے، یہ تو بوڑھا ہے۔

## جو ان کون ہے؟

اس وقت نوجوان ہیں ہی نہیں، جو میں کہہ رہا ہوں ذرا خور سے سن لیجئے گا، آج کل ہمارے نوجوان اور نوجوانی اس لیے کہ جوانوں کے کچھ درشن ہوتے ہیں، جوانی کے کچھ آداب ہوتے ہیں، جوانی کی کچھ امگلیں ہوتی ہیں، جوانی کی کچھ تمنا میں ہیں، جوانی کے کچھ اعمال ہیں، جوانی کچھ چاہتیں ہیں، اگر وہ ساری باتیں نہ ہوں تو کہاں کے جوان، جوان کیسے؟ آج کل یہ کالجوں میں پڑھنے والے سینکڑوں الگیلیاں کھیلنے والے، اور نوجوانی کا دم بھرنے والے، آپ ان کو کیا جوان سمجھتے ہیں؟ سب سے زیادہ بوڑھے وہی ہیں، جوانی کس کو کہتے ہیں؟ اس کو سمجھے ہی نہیں لوگ، جو وہ کرے جو کوئی نہ کر پاتا ہو، جو جی میں آئے اس کے خلاف کرے، جو خواہشات کو تابع

کر لے، جو کسی بات کو طے کر لے کہ کرنا ہے، تو کروالے، اس کو جوان کہیں گے، اسی لیے جناب رسالت آب علیہ افضل الصوات و التسلیم کے حوالے سے ایک بات کہی جاتی ہے کہ نصرت بالشباب، مجھے جوانوں کے ذریعہ سے مد و پہنچائی گئی، اور کیسے سابقون الأولون من المهاجرین والانصار، جن کو قرآن مجید نے داد دی ہے، بڑے لوگ پیٹھے ٹھوکتے ہیں، بے ادبی نہ ہو تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اللہ میاں پیٹھے ٹھوک رہے ہیں، یہ ہمارے سابقین ہیں، مہاجرین ہیں، النصار ہیں، ہجرت والے، نصرت والے، اللہ میاں نے پیٹھے ٹھوکی، یہ کون لوگ ہیں معلوم ہے؟ ۵۱ رکی تعداد ہے تقریباً، دانابور والے نے لکھا ہے کہ ۱۵ کی تعداد ہے، اور ۱۵ میں چار پانچ کو چھوڑ کر سب کی آپ کی عمر کے ہیں، تو کنز العلوم کے طلباء اسی عمر کے ہیں سارے سابقین کی، من المهاجرین والانصار، کس نے کام کیا ہے، ان میں جوانی تھی ایک ان میں سے جو طے کر لیتا تھا کر گزرتا تھا حالات اٹھا کر دیکھ لیجئے، کیونکہ گھروں میں مقابلہ کون کر سکتا ہے؟ جوان، اسلام لانے کے بعد اپنے گھروں کی پنجہ آمی کون کر سکتا ہے؟ نوجوان۔

### نوجوان وقت کی ضرورت ہیں

نوجوانوں کی اس وقت ضرورت ہے، شیخ کی ضرورت نہیں ہے، آپ کہیں گے کہ کہہ رہے ہیں ضرورت نہیں ہے، ضرورت تو ہے لیکن ان کے قافلہ کو آگے بڑھانے والے نوجوان ہی رہے ہیں ہمیشہ، وہ تو گھر میں بیٹھ کر رائے دے سکتے ہیں، یہ کرو یہ کرو، ابو بکر بڑے تھے، عثمان بڑے تھے، باقی اکثر سب چھوٹے تھے، ۱۹ ارسال کے ۱۷ ارسال کے، یہ عمریں ہیں، انقلاب برپا کر دیا، اور صرف وہیں نہیں پوری دنیا میں، کیونکہ جوانی ان کی تہہر گئی، بڑھا پانیں آتا ہے ایسے جوان کو، ایسے جوان کو کبھی بڑھا پانیں آتا، کہ کیا مثال ہے حضرت ابوالیوب النصاریؓ کبھی بوڑھے نہیں ہوئے، اس لیے کہ جب تک وہ گھوڑے پر سوار ہونے کے لائق رہے، تو سوار رہے، جب سوار

ہونے کے لاائق نہیں رہے تو کہا تھا باندھ دگھوڑے سے، یہ جوانی کی بات ہے، اور گھوڑا جہاں تک جائے وہاں تک جانے دینا، پتھر گئے قلندر نیہ آج وہاں ان کی قبر ہے، اور یہ کام نوجوان ہی کر سکتا ہے، تو اس لیے خوش ہوئی مجھے، کہ مدرسہ بھی نوجوان ہے، تو شاید وہاں کی جوانی آپ کی جوانی میں کچھ اثر ڈال دے، چند قطرے پنکادے، کہ آپ کی جوانی جوان ہو جائے، جوانی اس کا نام نہیں ہے یہ تو پاگل پناہ ہے، جوانی کو تباہ کرنے کا ذریعہ ہے دل و دماغ کو بر باد کرنے کا ایک دیلمہ ہے، اور بڑھاپے میں تیزی سے قدم رکھنے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے، اسی لیے یہ لوگ بہت جلدی بوڑھے ہو جاتے ہیں۔

### مومن کا مزاد ج بوڑھا نہیں ہوتا

ہمارے جو بزرگ حضرات ہیں وہ بوڑھے نہیں ہوتے، حضرت مدینی میرے گھر میں نمہر تے تھے وہاں لکھنؤ میں، ۱۸۸۰ سال میں ان کا انتقال ہوا، ۱۸۸۰ سال میں ان کے چھوٹے بیٹے پیدا ہوئے، تو طلبہ نے حضرت مدینی سے پوچھا کہ حضرت یہ عمر اور گھر میں ولادت؟ تو حضرت مدینی نے - بڑے تحمل مزاد، بڑے اللہ والے آدمی تھے - پہلے تو طلبہ سے مذاق کیا، فرمایا مرد بوڑھا نہیں ہوتا، اور اس کے بعد جوبات فرمائی وہ ہے اصلاح سنئے کی، پھر فرمایا تھا کہ جوانی میں میں نے اپنی حفاظت کی، بڑھاپے میں خدا نے میری حفاظت کی، آیا سمجھ میں، اسی لیے اللہ کے جو نیک بندے ہوتے ہیں، میں نے کافی اللہ والوں کو سنا ہمارے حضرت مولانا سے بھی پوچھا کیسا مزاد ہے؟ فرمایا مزاد تو بوڑھا ہے، بڑھاپا ہے، لیکن یقین کا حصہ بوڑھا ہے اور اور پر کا جوان ہے، اور مولانا تھی اللہ صاحب کے پاس میں گیا تو ان سے کسی نے یہ بات پوچھی انہوں نے بالکل سمجھی جملہ کہا اور ایک جملہ اور کہا انہوں نے، یقین کو بوڑھا ہی ہونا چاہیے، تو اصل میں مسئلہ یہ ہے کہ آپ کی عمر بھی کم ہے، مدرسہ کی عمر کی جوانی شاید آپ کے اندر آجائے کچھ، اسی کا درس امام ہے تجدید، نام نہ ہے تجدید کا نہیں سن؟ کہ ہاں حضرت

تجدید والے کبھی کبھی آتے تھے، وہ آج کل نظر نہیں آتے، وہ بھی کہیں ہندوستان میں روپوش ہو گئے ہیں جا کر، یا ہم لوگ ان کو پیچان نہ سکے، نظروں کا قصور ہے۔

### تجدید سے جوانی کا جوڑ ہو

اگر اس تجدید سے اس جوانی کا جوڑ ہو جائے، انقلاب آجائے، لیکن اگر تجدید سے جوڑ نہ ہو اس جوانی کا، بڑھاپے سے ہو گیا، تو بڑھاپا بہت تیزی سے سراہیت کر جائے گا، جیسا کہ آج کل پوری امت پر آیا ہوا ہے بڑھاپا، اور مراس میں تو اور زیادہ ہی اس کے آثار ہیں، تو اس اعتبار سے اپنے اندر وہ بات پیدا کر جائے، اور جو چیز تازہ ہوتی ہے، نئی ہوتی ہے اس کی بات ہی کچھ اور ہوتی ہے، حدیث میں بڑھا ہو گا آپ نے اللہ کے رسول ﷺ کا اعلان فرمایا ہے تھے، اتنے میں کسی نے آکر کہا کہ آپ کی اوثنی بھاگ گئی ہے، تو سب بھاگ گئے، وہ اٹھے دوڑے، تو انہوں نے سہی کہا کہ نئی نئی آیات جو اور پر سے آرہی تھیں طریباً، ان کا مزاہی کچھ اور تھا، اور یہ پڑھنیں کہاں سے آگئی اس نے کہہ دیا، اٹھ کے چل دیئے انہوں نے کہا تمہاری اوثنی چلی گئی، تو اب اسی گھبراہٹ میں اٹھ گئے، تو جوتا زہ چیز ہوتی ہے، اس کی بات ہی کچھ اور ہوتی ہے۔

### تازہ ایمان کی شاہکار مثال

حضرت سعد اور حضرت سلمانؓ ان سے مذاکرہ ہوا کہ دجلہ میں گھوڑے ڈالیں یا نہیں، تو انہوں نے کیا بات کہی تھی، ایمان تازہ ہے ڈال دو، ایمان نیا ہے، لیعنی ایمان جوان ہے، ڈال دو بس، بس اتنا دیکھ لو کہ کوئی گناہ گار تو نہیں ہے، کہا نہیں، گناہ گار نہ ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ گناہ نہیں ہوتے تھے گناہ سے تو بے ایسی کرتے تھے کہ رحمت ڈال بر سی تھی، تو کوئی گناہ گار تو نہیں ہے، کہا نہیں ہے، اکا دکا کہیں ہو گیا واقعہ، وہ بھی کرائے گئے، حکمت سے، حکمت کے طور پر تو کام ہو جاتا تھا تو اس پر انہوں نے سہی کہا تھا کہ ایمان نیا ہے، گھبرائیے نہیں ڈال دیجئے، سب پار ہو گئے، صرف ایک

صحابی کی ایک لوٹیا کھو گئی تھی، اس پار جانے کے بعد کہا بھی دیکھ لوب کا سامان بھی آگیا، انہوں نے کھا سامان بھی آگیا، ایک نے کہا حضرت میری لوٹیارہ گئی، تو دریا کے کنارہ کھڑے ہو کر کہا اے دریا ان کی لوٹیا کہاں رہ گئی، تو اسی وقت لوٹیا سامنے آگئی، مل گئی وہ، یہ ہے ایمان جب اسی عالم میں تھاتو کیا تھا، اور اب کیا حال ہے؟ کہ ہر وقت لرزتے کا نپتے رہتے ہیں، اس وقت دریا ان سے لرزتے اور کا نپتے تھے ان سے گھبراتے تھے، اعداء کا تو حال ہی نہ پوچھتے، دیوی آمدند، ان کی تروخ فنا ہوتی تھی، گھبراتے تھے وہ، اس لیے کہ ایمان نیا تھا، ایمان میں شباب تھا۔

### ایمانی شباب کو دوبارہ سمجھ کر زندہ کریں

اس وقت بھی اس شباب کو دوبارہ لانے کی ضرورت ہے، جس کا نام ہے تجدید، اور تجدید دوچیزوں سے ہوتی ہے، ایک حدود ایمان کم بقول لا الہ الا اللہ، اور دوسرے اجلس بنانو من ساعۃ، (صحیح البخاری فی کتاب الایمان) یعنی ایک تو زبانی ذکر، اور دوسرے ایمان والوں کی محبت، لیکن دونوں کا مطلب سمجھنا پڑے گا، ایسا نہیں ہے کہ آپ نے کہا صاحب تجدید ایمان کم بقول لا الہ الا اللہ، (مسند احمد بن حنبل) تو ہم بھی لا الہ الا اللہ پڑھتے ہیں، ایک ہزار مرتبہ پڑھتے ہیں، حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے تو لکھا ہے سمجھ کر پڑھو، اور شاہ صاحب کی تحقیق یہ ہے کہ اگر چہ ہمارے علماء نے ان کی اس تحقیق کو نہیں مانا، لیکن شاہ صاحب کی تحقیق ہے وہ معمولی آدمی نہیں تھے، انہوں نے کہا بغیر سمجھے پڑھو گئے تو کچھ فائدہ نہیں، سمجھ کر پڑھتا پڑھے گا، لا الہ الا اللہ کہتا ہے تو سمجھ کر، اور سمجھ کر کیسے وہ بھی، پورا ایک باب ہے، اس لیے کہ لا الہ الا اللہ یہ ہماری اور آپ کی بات نہیں ہے، یہ جادو کی پڑیا ہے لا الہ الا اللہ، جس کو میں نے ایک جگہ مثال دی جس سے سمجھنا بہت آسان ہے، اور گھرات والوں کے لیے تو سمجھنا بڑی آسان ہے، بڑی عمارتیں ہوتی ہیں نا، ۸۰،

منزل، ۱۰۰ منزلہ، تو لفٹ ہوتی ہے اس میں، لفٹ میں اگر آپ جائیں گے تو جس نمبر کو دبائیں گے وہاں تک لفٹ جائے گی، ایسے ہی لا الہ الا اللہ، جس انداز سے اس کو آپ کہیں گے وہیں تک آپ پہنچ جائیں گے اب آپ کا اگر آپ کو معلوم ہی نہیں ہے جیسے انڑی لوگ ہوتے ہیں، وہ جا کے غلط دبادئے چلے جا رہے ہیں، لا الہ الا اللہ، لا الہ الا اللہ، لا الہ الا اللہ، لیکن لفٹ ہی نہیں جاتی اس لیے کہ غلط دبادی رہے ہیں، دماغ کہیں ہے، دل کہیں ہے، اور لا الہ الا اللہ، کے معنی بھی نہیں جانتے، تو پھر کیسے لفٹ جائے اور، اگر کبھی اوپر والے کا کرم ہوتا ہے تو ایک آدھ بُن دب جاتا ہے، تو اس میں جودب گیا کوئی دوسری منزل پر رہ گیا کوئی صرف تیسری منزل پر رہ گیا، لیکن جن کو معلوم ہے، ایک ایک بُن دبادکے پر نہیں کہاں کہاں پہنچتے ہیں، تو ان کا ایک دفعہ کہہ دیتا اندازہ نہیں ہے آپ کو کہاں کہاں پہنچاتا ہے، اسی لیے لا اللہ کے رسول ﷺ کی نماز سارے لوگوں کی نماز سے دور کعت آپ کی سب سے بہتر، ابو بکر کی، اسی طرح درجہ درجہ۔

## Quality, Quantity دونوں ضروری ہیں

تو ہم لوگ یہ سمجھتے ہیں، کہ کثرت سے ہو گا، کثرت کے ساتھ جس کو کہتے ہیں کہ کوئی بھی ہونی چاہیے کوئی بھی، کوئی بھی یعنی تعداد بھی ہو، جب اس طرح کہے گا لا الہ الا اللہ، تب وہ ایمان کے اندر مزا آئے گا، اور آتا چلا جائے گا، اور دوسرے ایمان والوں کی محبت، اس میں بھی یہ سمجھ لیں ایک بوڑھے ایمان والے کی محبت، بوڑھا بنائے گی، اور ایک دھنس ہے جس نے پورے عالم میں ایک غیر معمولی کام کیا ہے مقبول ہار گاہ ایز دی ہے، ہر ادا اس کی پسندیدہ ہے، اس کی ذرا بھی محبت تھوڑی دیر کے لیے، وہی جو میں نے کہاں کی ذرا دیر کی محبت کام بنا دیتی ہے۔

## حضرت سید احمد شہیدؒ کی صحبت کا واقعہ

حضرت مولانا کرامت علی جو پوری کتابم شاید نہ ہو آپ نے، حضرت تشریف

لائے رائے بریلی، حضرت سید احمد شہید کی خدمت میں رہنے کے لیے ان کے بارے میں ساتھا، سن اس طرح تھا کہ حضرت سید احمد شہید حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب سے بیعت تھے انہی سے اجازت تھی، اور اس وقت ان کی عمر ۴۰ سال تھی، لیکن اسی وقت سے ان کے آثار بتارے تھے کہ کچھ اور ہیں یہ، اور کہتے بھی رہتے تھے وہ کہ میں نے آج ایسا دیکھا ہے، آج ایسا دیکھا ہے، تو مولا نا اسما علیل شہید اور مولا نا عبدالجی صاحب ایک شاہ عبدالعزیز صاحب کے والاد ہیں، ایک بنتجی ہیں، اور صرف بنتجی ہی نہیں ہیں، شاہ عبدالعزیز صاحب نے ان کو لکھا ہے شیخ الاسلام، درے کو جمیع الاسلام، اور سید احمد شہید سے عمر میں بہت بڑے ہیں، تو حضرت شاہ اسماعیل شہید نے عرض کیا، حضرت! کچھ چیزوں میری ایسی ہیں، سلوک کے سلسلہ میں جوں نہیں ہو رہی ہیں، شاہ غلام علی کے پاس بھی گیا وہ اس زمانہ کے سب سے بڑے بزرگ تھے، سلسلہ نقشبندیہ کے، لیکن وہاں بھی حل نہ ہوا، آپ سے بھی کئی مرتبہ عرض کر چکا ہوں تو حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب نے کہا میں بڑھا ہو گیا ہوں، سید احمد سے ملو، تو مولا نا اسماعیل نے خود لکھا ہے کہ مجھے اچھا نہیں لگا، لیکن اس زمانہ میں بزرگوں پر اعتراض نہیں کرتے تھے طلبہ اور نوجوان، اسی لیے کہ صحیح نوجوانی تھی ان کی ہو تو انہوں نے کہا کہ ہمارے گھر کے پروارہ، اور ابھی عمر کیا ہے؟ اور ہمارے شاہ عبدالعزیز صاحب کہتے ہیں، ان سے ملو، تو کہنے لگے میں گیا نہیں، ان کو کم سمجھ کر، لیکن رہتے ساتھ تھے، کمرے قریب قریب تھے، ایک دن رات کو آخر کہہ ہی دیا، کہ حضرت آپ ایسی لکی اوپنجی باتیں کرتے ہیں، اس سے ہم کو کیا لینا دینا، ہمارا ایک مسئلہ ہے، اس کو حل کر دیجئے آپ، کہنے لگے فرمائیے، کہنے لگے صحابہ جس طرح نماز پڑھتے تھے وہی نماز چاہیے، وہی نماز پڑھنی آجائے، تو سید صاحب خاموش ہو گئے تو یہ سمجھے دیکھ لیجئے باتیں اتنی اوپنجی کرتے ہیں، ایک بات کی تو اب چپ، بہر حال جا کر لیٹ گئے اپنے کروں میں، آدمی رات کو سید صاحب نے خاص انداز سے پکارا، ”مولانا تشریف لائیے“ تو کہتے ہیں

کہ مولانا کہنے ہی سے جھر جھری آگئی بدن میں، اور تین دفعہ سید صاحب نے پھر فرمایا  
جائیے اللہ کے لیے دضوکر کے آئیے، کہتے ہیں وہ دضوکیا تھا؟ عجیب چیز تھی وہ، یہم اللہ کہا  
بس آنکھیں روشن ہو گئیں، اور جب ہاتھ دھونے شروع کیے تو سارے گناہ نظر آ رہے تھے  
وحل رہے ہیں، بس جب دضوکر کے کہا جائیے اللہ کے لیے نماز پڑھ لجئے، تو پوری رات  
نماز پڑھتے رہے، اور صبح ہوئی تو کہنے لگے اللہ کے بندے پر اعتراض کرتا ہے اور دور کعت  
نماز پڑھنی بھی نہیں آئی تجھ کو، تو سید صاحب نے فرمایا کہ مولانا اسی طرح صحابہ نماز پڑھتے  
تھے، کہا بس حضرت ہاتھ بڑھایے، بیعت کر لجئے مجھے، دلوں بیعت ہو گئے، سید صاحب  
سے عمر میں بڑے ہیں، یہ واقعہ جب سنائے مولانا کرامت علی نے تو وہ جارہے تھے مولانا  
غلام علی نقشبندی سے بیعت ہونے فوراً گھوم گئے تکیہ کی طرف، رائے بریلی آگئے، اور آکر  
سید صاحب سے بیعت ہوئے، انہی نے یہ واقعہ بھی نقل کیا ہے پورا، اپنی کتاب میں، اور  
بیعت ہونے کے بعد سید صاحب نے بتایا کہ ایسے ایسے پڑھئے، اور آٹھ دن کے بعد سید  
صاحب نے فرمایا کہ آپ کا کام ہو گیا، آپ چاہیں تو رہیں، اب رہنے کی ضرورت نہیں  
ہے، یہ ہے مختصر محبت آٹھ دن میں ہی کام ہو گیا، اور پھر کہا کہ آپ بیگان چلے  
جائیے، بیگان تشریف لے گئے اور کہا وہاں جا کر دعوت کا کام کیجیئے، غیر مسلموں میں، اور  
مسلمانوں میں بھی دلوں کے حالات خراب ہیں، تو جب مولانا کرامت علی صاحب وہاں  
تشریف لے گئے نہ زبان جانتے تھے وہاں کی بیگانی، نہ وہاں ان کا دُن تھا، میلی مرتبی، جب  
گئے ہیں تو ۱۸ ارسال کے بعد گمراہ اپس آئے، اور اس کے بعد جب دوبارہ اپنے والد  
صاحب سے اجازت لے کر گئے تو ۵۳۷ ارسال وہاں انہیوں نے گزارے، اور دو کروڑ آدمی  
بیعت ہوئے ان سے، ایک کروڑ نے اسلام قبول کیا، پورا بگلا دیش انہی کے ہاتھ میں  
ہے، آسام تک جو مسلمانوں کی آبادیاں ہیں سب مولانا کرامت علی کی کرامت ہے، اور  
ایسے ایسے واقعات ان سے رہنا ہوتے تھے، کہ نام ان کا حلی تھا، لیکن کرامت علی پر ڈگیا، خود

## لکھتے ہیں، نام علی ملقب بے کرامت علی، تواب ظاہر ہے کہ صاحب ایمان کی صحبت ہے یہ صادقین کی صحبت اختیار کریں

لیکن جیسے میں نے کہانا کہ بوڑھے ایمان والے کی صحبت سے بوڑھا ایمان ملے گا، اور اب تو حال یہ ہے کہ صادقین کی صحبت میسر نہیں آ رہی ہے، حالانکہ آتا ہے ﴿كُوئُنَا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾ (التوبۃ: ۱۱۱) صادقین کی صحبت اختیار کرو، اور صادقین کے تین درجے ہیں موٹے، ایک توچ کہنے والا، آپس میں بات پچی کہتا ہو، سچا عمل کرنے والا ہو، حال کا سچا ہو، اور جو حال کا سچا ہوتا ہے، وہ صدقیق ہوتا ہے، اسی لیے ابو مکر صدقیق کا حال رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حال سے ملتا جلتا ہے، یہ بات بیہاں آئی، وہ وہاں آتی ہے، یہ سوچتے ہیں وہ سوچتے ہیں، مل گئے دونوں، تو وہ صدقیق ہو گئے، یوں علی اعتبار سے تو صدقیق کی اور ترجیمانی ہے، لیکن جھوٹے کی صحبت بھی اختیار نہ کیجئے گا، اور آپس میں بھی بھی جو جھوٹ بولنے والا ہو، اس کی صحبت بھی زہر ہے، اور جو جھوٹا خواب بیان کرنے والا ہو، اس کی صحبت زہر ہلالیں ہے، اور جو جھوٹا کشف والہام والا ہو، اس کی صحبت اس سے بھی زیادہ برمی، اور خطرناک ہے معصیت ہے، ایسے میں اگر آدمی ان ایسے لوگوں کے پاس چلا جائے گا تو کیا اس کو ملے گا وہاں سے، سوائے جھوٹ کے کچھ نہیں ملے گا، اور اسی طرح معاشرہ میں خرابیاں پیدا ہوئیں، تو ایسے میں ڈھونڈھنا پڑتا ہے، بغیر ڈھونڈھے کوئی چیز ملی نہیں ہے، بغیر مشقت کے راحت نہیں ہے، بغیر عمر کے یہ نہیں ہے، بغیر دوڑے بھاگے منزل نہیں، بغیر چلے مقصد تک پہنچانا ممکن ہے، اس لیے یہ ضروری ہے کہ معلوم کریں حلش کریں اس کی صحبت، چاہے تمہارے دن کے لیے ہو، کچھ وقت کے لیے ہو، تو وہ ضروری ہے، ایک طرف تولا اللہ کو سمجھیں، جو میں نے ابھی مثال سے بتائی بات، اور دوسری طرف یہ صحبت، پھر وہ بات تجدید والی آجائے گی، ایمان میں جدت پیدا ہو جائے گی، نیا پن آجائے گا، رونق آجائے گی، قوت آجائے گی، پھر اس

ایمان کے ساتھ آپ جہاں جائیں گے، تو آپ اس پرے علاقہ کو روشنی عطا کر دیں گے، نور سے بھر جائے گا وہ علاقہ، آج اس کے بخلاف ہم جہاں ہیں وہاں الثا ہو رہا ہے، بسا اوقات تو یہ تجربہ ہوتا رہا ہے، کہ ہمارے مولوی جس علاقہ میں جاتے ہیں وہاں اور خرابی پیدا ہو جاتی ہے، گجرات کا بھی مجھے تجربہ نہیں ہے، یوں سمجھ لجئے کہ پہلی مرتبہ میں آیا ہوں، آ تو چکا ہوں، دو تین مرتبہ لیکن گجرات سے واقف نہیں ہوں زیادہ، لیکن اتنے علاقہ کی تو میں جانتا ہوں، بہت سے علاقہ ایسے ہیں، جہاں مولویوں کے جانے سے اور خرابی لازم آگئی، نہ جاتے تو اچھا تھا، تو اب ظاہر ہے کہ وہاں کے مولوی یہاں کے مولوی برابر تو ہوں گے یعنی کچھ نہ کچھ، ما اشیبہ اللیل بالبارحة، مدرسہ والے مدرسہ والوں کو جانتے ہیں، میں بھی مدرسہ والا ہوں تو مدرسہ میں کیا ہے کیا نہیں ہے؟ میں یہ بھی جانتا ہوں، تو ضرورت اس بات کی ہے کہ یہ بات پیدا کی جائے، یعنی آپ اپنے اندر جوانی پیدا کریں، اور جوانی میں ایک بات اور یاد رکھئے، ابھی تو میں نے صرف اتنا کہا جوان کرتا کیا ہے، دوسرے کی جوانی میں کشش ہوتی ہے بڑھاپے میں جھریاں پڑ جاتی ہیں، اس کو دیکھنا کوئی پسند نہیں کرتا، اور جوان جو ہوتا ہے اس کی طرف نظریں اٹھ جاتی ہیں، اگر جوان رعناء ہے تو پھر نظر اٹھ اٹھ جاتی ہے، اور اگر ایمان بھی ہمارا اسی طرح جوان ہے تو غیر مسلموں کی نگاہیں اٹھ اٹھ جائیں گی، اور وہ کشش محسوس کریں گے، اور اگر وہ ہم سے بھاگیں گے تو اس کا مطلب ہے کہ ہم بوڑھے ہو چکے ہیں، ورنہ جوان کو دیکھ کر آدمی چاہتا ہے تھوڑی دیر قریب رہے بیٹھے۔

### دعا کیوں قبول نہیں ہوتی؟

شاہ ولی اللہ صاحب نے تو ایک دلچسپ بات بھی لکھی ہے ابھی یاد آگئی، کہ انہوں نے کہا ایک صاحب نے پوچھا حضرت دعا بعض وفعہ قبول نہیں ہوتی، ایسا معلوم ہوتا ہے، تو شاہ صاحب پر تو کیفیت طاری رہتی تھی، تو انہوں نے بڑے جوش سے کہا ارے بُھیا کی دعا دیر میں قبول ہوتی ہے بُھیا کی دعا دیر میں قبول ہوتی

ہے، اور بڑھیا کی سلامی قبول ہوتی ہے، کہنے لگے کوئی اگر پسہ مانگنے بڑھیا آئے، بد صورت ہے بڑھیا ہے، تو آپ جلدی سے دیں گے جائے یہاں سے، لیکن کوئی بڑھیا آجائے تو آپ بھائیں گے ارے بیٹھوا بھی لے جانا مل جائے گا، اس سے باشیں کرنے میں لطف آئے گا، تو اللہ میاں بھی رلاتے ہیں، دیتے ہیں وہ رلا کر، اس کو بھاتے ہیں مانگو مانگو، اور مانگو مرا آتا ہے، میرا بندہ مجھ سے مانگتا ہے، تو دیر میں ملنا یہ کوئی چیز نہیں ہے، اس کا فرق نہیں کیا جاسکتا، بات یہ ہے کہ ہمارے اندر وہ بات پیدا ہو جائے، اور وہ اسی وقت پیدا ہو گی جب ہمارے اندر جوانی پیدا ہو جائے گی۔

### محضی خزانے کو عیاں کرنے کی ضرورت

میں نے جیسا کہ عرض کیا کہ مدرسہ چونکہ ابھی شروع ہوا ہے، جوانی کی طرف رواں دوالا ہے، تو کاش کہ سبھی مدرسہ جوان ہو جائے، اور یہ کتنے محضی جو ہے، وہ عیاں ہو جائے، اور یہاں سے وہ ایمان کی تازگی لوگوں کو ملے کہ لوگ پھر اس کی طرف ٹکخ کر چلے آئیں، جس کے سب منتظر ہیں، اور منتظر ہی نہیں ہیں، بلکہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ادھروا لے ادھردیکھ رہے ہیں، ادھروا لے ادھردیکھ رہے ہیں، یہ کیفیت ہے، یہ پیام انسانیت سے چونکہ میرا بہت تعلق ہے، غیر مسلموں سے اوروں سے، تو کہنے کی چیزیں نہیں ہیں، لیکن ابھی ایک بابا سے ملاقات ہوئی، ایک بڑے مندر کے مہان تھے، میں نے ان سے کہا جلسہ میں آجائیے، کہنے لگے مجھے کیوں بلا وگے بھائی؟ میں نے کہا کیوں؟ کہنے لگے اگر میں آ کرستیہ (ع) کہہ دوں گا تو میرے بھائی ناراض ہو جائیں گے، اور مسلمان بھی ناراض ہو جائیں گے، تو میں نے پوچھا کیوں؟ کہنے لگے میں مورتی پوجا کا حنڈن کروں گا، ایک ہی ہے بس، کوئی نہیں ہے، اور یہ قبر پوجا کا حنڈن کروں گا، دونوں ناراض ہو جائیں گے، مجھے کیوں بلا تھے ہو، لیکن ہم نے ان سے بھی کہلوایا ہے، جس جلسہ میں وہ آئے والے ہیں، تو میں نے کہلوایا ہے کہ میں ایسا ہی آدمی چاہتا ہوں، جو سب کو ناراض کر دے۔

تو حیدر یہ ہے کہ خدا ہشر میں کہدے  
یہ بندہ دو عالم سے خامیرے لیے ہے  
حق بات کہنے والے آج کل کہاں ہیں، صحیح بات کہنے والے کہاں ہیں؟  
**بیعت مراقب نہیں ہے**

حضرت شاہ و مسی اللہ صاحب کا ایک اور واقعہ یاد آ گیا ایک عالم ان سے بیعت  
ہوئے تو حضرت شاہ و مسی اللہ صاحب نے ان کو بلا یابو لے اور آدم مولوی صاحب، کیا  
آپ مجھ سے بیعت ہیں؟ جی بیعت ہوں، کہا کہ حق بات کہدے دوں، اب بے چارے  
گھبرائے، حضرت شاہ صاحب پر تو کیفیت طاری ہوتی تھی، رگڑتے تھے  
ہاتھ، کہدے دوں حق کہدے دوں؟ اب پریشان، جی حضرت فرمائیے، کہنے لگے آپ مجھ سے  
بیعت ہیں اور مجھے ہمی سے حسد کرتے ہیں، مجھ سے کوئی فائدہ آپ کو نہیں ہو گا آپ  
تشریف لے جائیے، کہیں اور جائیے، چلنے، یہاں سے نکلتے، جائیے کہیں اور بیعت  
ہونا، کمال دیا، کہا مجھ سے بیعت ہونے سے کوئی فائدہ نہیں ہے، بیعت ہونا کمیل  
تماشہ تھوڑی ہے۔

### **بشكل رہبر چھپے ہیں رہران**

آج کل دیکھا دیکھی جس نے کوئی اچھی تقریر کر دی، کوئی نئی تحقیق پیش  
کر دی، اچھی تحریر پیش کر دی، اور ان سب سے بڑھ کر ”کرتو“ (کرشمہ) دکھادیا، تب تو  
وہی جو ہم نے کہا بڑھاپے کی علامت ہے، ذرا سا سہارے کی ضرورت ہے، اس کے اگر  
واقعات نہ ہوں تو آپ کو بھی مزاہی آجائے گا، بگرنانے کے اس مجلس میں نہیں  
ہیں، ایک صاحب کو میں نے ڈائیا اسی پر، ابھی آئے تھے میرے پاس، ایک صاحب  
کے بارے میں کہنے لگے کہ حضرت یہاں بتے ہے نے ڈمک مار دیا تھا اور اتنا ذر زم  
آ گیا، فلاں حضرت کے پاس گئے، انہوں نے کہا ”چوڑا تھوڑیک ہو گیا، تو میں نے کہا

دہاں بھوپال میں ایک سادھو ہے، ہاتھ ٹوٹ جاتا ہے، تو یوں کرتا ہے ہاتھ ٹھیک ہو جاتا ہے، چلنے اس سے بیعت ہوئے چل کے، کیا تماشہ نہ رکھا ہے بالکل؟ یہ سب ہو رہا ہے آج کل، اور سنت کے اتباع سے سب کی نافی مرتی ہے، تو حید اور سنت یہ دیکھ لیا جائے، اس کو چیک کر لیجئے، دو چیزیں ہیں، چیک اپ کی، ایک ہے تو حید، اور ایک ہے سنت، اس کو بھی ٹھیک کر لیجئے، معاملہ ٹھیک ہو جائے گا، وہیں سے ان جیسے لوگوں کی حالت خراب ہوتی ہے، یہ تو پنچ ہوئے ہیں، یعنی ان کو سنت کی ضرورت نہیں ہے، آگے پنچ گئے کچھ، ابھی میں نے تجربہ بھی کیا اس سلسلہ میں، ہمارے یہاں ایک صاحب ہیں، وہ اللہ کا بندہ اتنی محنت کرتا ہے کہ اس کا وظیفہ سن کے میں دنگ رہ گیا، ہر نماز کے ساتھ صلاۃ اتسیع، ایک ہزار مرتبہ قبل ہو اللہ، چار ہزار مرتبہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ، اور پنچ نہیں کیا کیا بتایا اس نے، تو ایسے ہی یا اپنے لوگوں کی بات عرض کر رہا ہوں، ایک صاحب آئے کہنے لگدہ بے چارہ پر بیان رہتا ہے، تو کہنے لگ کر حضرت یہ مسئلے ہیں، انہوں نے کہا ہاں میری دعا جو ہے، ۰۷ فیصد قبول ہو جاتی ہے، ما شاء اللہ عقل مندی دیکھئے، ۰۷ فیصد قبول ہو جاتی ہے، قبول ہو گئی تو بھی ٹھیک نہ قبول ہوئی تو ۳۰ فیصد میں تو ہے ہی ہے، اب وہ بے چارہ ۳۰ فیصد والوں میں تھا، ہوا نہیں اس کا کام تو ہمارے پاس آیا، ہم نے کہا جائیے، اور کراچی، دعا جا کے، ہم نے کہا سارا وظیفہ بند کرو، بالکل سب چھوڑ دو، صرف رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو ما ثور دعا میں ہیں، بزرگوں کے بتائے ہوئے وظیفہ پر اپنا اعتقاد ہے اور اللہ کے رسول ﷺ نے جو صبح و شام کی دعا میں بتائیں ہیں، ان پر اعتقاد نہیں ہے تمہارا؟ پھر ما شاء اللہ ٹھیک ہو گئے وہ، پھر سب وظیفہ چھوڑ دادیا، میں نے کہا سنت پر عمل کرو، جیسے آدمی جب بہت بیمار ہوتا ہے تو آسکیجن لگادی جاتی ہے، یہ تھوڑے ہی کہ ابھی آپ بیٹھے ہیں اونچے خاصے آسکیجن لگادی جائے، اس وقت سارے لوگ آسکیجن لگانے کے چکر میں ہیں، آسکیجن کی ضرورت بعد میں ہوتی ہے، جب آدمی بالکل ہی

بیمار ہو جائے، آخری مرحلہ میں ہے، تو آسکتی ہن لگائی جاتی ہے، لیکن سب سے بعد میں۔

## عقیدہ میں کجی ہے

جو بات میں کہہ رہا ہوں، دراصل وہ عقیدہ کا ضعف ہے، اور آج کل چونکہ معاملہ بہت خراب ہو گیا ہے، ہمارے یہاں شرک آگئیا ہے، علماء میں شرک آگئیا ہے، بڑے بڑے لوگوں میں شرک ہو گیا ہے، آپ سمجھ بیجتے کہ ابھی ایک جگہ میں نے ایک کتاب دیکھی اور اس میں وہ پڑھاتے ہیں بخاری، اور لکھ دیا "فلان کا انتقال ہوا تو ان کو اللہ اور اس کے رسول نے بلا لیا"؛ بخاری کے اوپر کتاب بھی ہے بخاری پڑھاتے بھی ہیں وہ، اور یہ لکھا ہوا ہے، ان کے پیر صاحب سے میں نے جا کر کہا، تو پیر صاحب نے ڈائٹ ان کو، اب کتاب بدلتی جا رہی ہے، یہ ہے حالت، جب اتنے بڑے بڑے لوگوں سے یہ چیزیں سرزد ہوں گی تو پھر کس سے کہا جائے گا، کیونکہ حساسیت نہیں ہے ہمارے اندر، اس وقت صحیح قسم کے لوگوں کو بہت حساس ہونا چاہیے۔

## فیض کامفہوم

ایک بات اور کہہ دیتا ہوں چونکہ بہت چلتی ہے، آپ لوگوں کو سمجھانے کے لیے، تاکہ آپ بھی ادھراً ہرنہ بھکیں، وہ یہ ہے کہ آج کل ایک لفظ بہت استعمال ہوتا ہے "فیض" بزرگوں کا فیض ہے، اور بزرگوں کا فیض کیا چیز ہے؟ ایک بہت بڑے عالم سے پوچھا میں نے بہت بڑے مقرر ہیں اسی لیے پوچھا جان بوجھ کے تاکہ تقریر کے ذریعہ سے صحیح کریں، ہم نے کہا بتائیے مولا نا فیض کس کو کہتے ہیں؟ اب وہ بھی پریشان ہوئے، فیض کا لفظ تو سب جانتے ہیں، لیکن مطلب کیا ہے تو ہم نے پھر پوچھا بتائیے فیض کس کو کہتے ہیں؟ کچھ ملتا ہے جو بزرگ دیتے ہیں یہ تو شرک ہے، بزرگ کہاں سے دے دیں گے، اب وہ بھی پریشان ہوئے، فیض مشکل نہیں ہے سمجھنا، ہم لوگوں کو یہ سب باقیں واضح ہونی چاہئیں، تاکہ عقیدہ صحیح ہو، ورنہ بہت سے طلبہ بھی سمجھنے لگتے ہیں کابر

سے فیض ہو رہا ہے، وہاں بیٹھتے ہیں جا کر قبر پر جھکا کر، سمجھتے ہیں فیض ہو رہا ہے، اور قبر والا کچھ دے رہا ہے، اگر یہ سمجھ کر بیٹھا ہوا ہے تو شرک ہے، قبر والا کچھ نہیں دے سکتا، جس کا انتقال ہو چکا ہے، کچھ نہیں دے سکتا، اطمینان سے رہے بالکل عقیدہ بھی ہے، یہ آپ طے کر سمجھے، کچھ دے ہی نہیں سکتے اگر دے سکتے ہوتے تو پوری دنیا میں انقلاب آچکا ہوتا تھے بزرگ ہیں زمین کے نیچے ہزاروں سال سے، تو نہ جانے معاملہ کہاں سے کہاں پہنچ چکا ہوتا، ایسا کچھ بھی نہیں ہے، مجھے ہوئے چراغ سے روشنی نہیں ملا کرتی، جلتے چراغ سے ملتی ہے، فیض کا مطلب یاد کئے وہ آپ کوں سکتا ہے یہاں بیٹھے بیٹھے مل سکتا ہے، وہ ہے ان کے لیے دعا سمجھے، اور الیصال ثواب، بس فیض ہو جائے گا، اور حدیث میں بھی ہے ہم لوگ غور نہیں کرتے، حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: من صلی علی واحدہ صلی اللہ علیہ عشراء (السنن الکبری للنسائی) جو میرے اوپر ایک مرتبہ درود پڑھنے گا وہ رحمتیں اللہ نازل کرے گا، فیض ہے، اللہ کے رسول کے لیے آپ درود وسلام سمجھے، تو اللہ میاں وہ گناہ رُن دیں گے، اور جتنی پڑھنے میں کیفیت ہوتی ہے، اتنا ہی بڑھتا جائے گا، تو یہ فیض ہے ایسے ہی ان کے لیے الیصال ثواب کریں گے، تو اوپر سے اللہ میاں دے گا، الیصال ثواب کرتے رہیے دعا کرتے رہیے آپ کو فیض حاصل ہوتا چلا جائے گا۔

### اپنے اندر جوانی پیدا کریں

یہ سب چیزیں جب پیدا ہو جاتی ہیں، تو بڑھا پا آ جاتا ہے، اسی لیے میں کہہ رہا ہوں آج امت میں بڑھا پا آچکا ہے، اب اسی بڑھا پے میں کوئی جوان پیدا ہو جائے تو کام بن جائے گا، تو آپ لوگ چونکہ ابھی نئے نئے ہیں تو میں نے کہا نئے نئے پر کچھ کہہ دوں، کہ اپنی جوانی کو آپ سنپھالیں، اور ایمان کو تازہ کریں، مگر اس کا مزرا پا نہیں، اور اس کے فوائد اور اس کے بہترین نتائج آپ کو محسوں ہوں گے اور اتنا آپ کو فائدہ ہو گا کہ بیان نہیں کر سکتے، سب سے بڑا فائدہ تو یہ ہے کہ دل و دماغ مطمئن ہو جائے گا، اور جو ذرا سا ہٹا ہوا

ہوتا ہے، اس کا دل و دماغ کبھی مطمئن نہیں ہوتا ہے، کہ جیسے تھی گاڑی ہوتی ہے بالکل فٹ کہیں سے آواز نہیں ہوتی، لیکن ذر اسے بھی کوئی پرزا الہ سے ادھر ہو جائے، کچھ گز بڑا ضرور ہو گا، بس جب گز بڑا ہو سمجھ لیجئے گز بڑا ہے، اگر وہ گز بڑا نہیں ہے تو معاملہ تمیک ہے

### کرنے والا اللہ ہے

اپنے اندر یہ ساری باتیں پیدا کریں، اور اس وقت ضرورت جوانوں کی ہے، لہذا اپنے پوری توانائی کے ساتھ میدان میں آئیں، اور کام کریں، اور کام خدا یلتا ہے، وہ تو صرف کرتے ہیں، آگے بڑھاتے ہیں، یہ حضرت رائے پوری بھی فرماتے تھے ہمارے حضرت مولانا بھی فرماتے تھے اپنی طرف سے طے نہ کرو، اللہ اللہ کرو، اللہ والوں کے ساتھ رہو، اللہ دل میں ڈالے گا، تم سے کام لے گا، اور جو لوگ ترکیب و ترتیب کا کام کرتے ہیں، تو ان کا کام ایک دم آگے بڑھ جاتا ہے، لیکن ایک دم سے ختم بھی ہو جاتا ہے، اور جو اس طرح کرتا ہے وہ چلتا رہتا ہے، جس کو ہمارے حضرت مولانا نے یوں فرمایا تھا جو کھجور گدر ہوئے بغیر پختہ ہو جاتے ہیں، وہ سڑ جاتے ہیں، اور جو ترتیب سے چلتے ہیں بس پھر کام ان کا آگے بڑھتا چلا جاتا ہے، کیونکہ اللہ کی طرف سے ان کی مدد ہوتی ہے، اور اللہ تعالیٰ ان کی رہنمائی کرتا ہے، تو کام آگے بڑھتا چلا جاتا ہے، بس یہ چند باتیں ہیں، اس کو یاد رکھیں، تب انشاء اللہ اس کا فائدہ محسوس ہو گا۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين.



## علماء کے لیے چند رہنمایا صول

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الأولين  
والآخرين محمد بن عبد الله الأمين عليه أزكي التحيات والتسليمات  
وعلى آله وصحبه الغر الميامين وعلى من تبعهم باحسان الى يوم  
الدين، أما بعد!

حضرات علمائے کرام اور عزیز ساتھیو!

اللہ تعالیٰ نے ہم کو ایسی پاکیزہ جگہ سمجھ دیا، جہاں ہر طرح کی پاکیزگی پائی جاتی  
ہے، حدیثوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایمان بیہیں سے آیا ہے اور آخر میں ایمان  
بیہیں مست کر آجائے گا، حدیث میں آتا ہے ”بدأ الاسلام غربیاً وسيعود كما  
بدأ فطوبی للغرباء“ (صحیح مسلم: فی باب بیان أن الاسلام بدأ  
غربیاً....). اسی طرح سے آپ کے علم میں مدینہ کے تعلق سے وہ حدیث بھی ہو گی  
جس میں حضور ﷺ نے مدینہ کی اہمیت کو بڑی اچھی اور عمدہ مثال سے واضح فرمایا  
ہے، جبکہ ایک اعرابی کو مدینہ کی ہوا راس نہ آئی تو فرمایا: ”انسما المدينة كالكثير  
تنفی خبیثها وتنصع طیبها“ (المؤطا: فی باب ماجاء فی سکنی المدينة  
والخروج منها....). اسی لیے یہ بات ہر طبقہ کے افراد کو معلوم ہے کہ ایمان کی  
اصل کرن سارے عالم میں بیہیں سے پہلی ہے اور اس کو بیہیں مست کر آتا ہے، بغیر

ایمان والا یہاں تک نہیں سکے گا یہ الگ بات ہے کہ عہد رسالت میں جو مدینہ تھا وہ پورا کا پورا مسجد بنوی میں آچکا ہے۔ تو اب ظاہر ہے جس جگہ کی اتنی اہمیت اور شان ہواں ہے جگہ پر رہنے کے لیے بھی کچھ اصول آداب ہوتے ہیں، تاکہ انسان اس میں رہتے ہوئے ان کی پابندی کر کے افراط و تفریط یا غیر شوری طور پر ادنی درج کے شرک یا غیر شوری طور پر ایذا نبوی کا مرتكب نہ ہو جائے، اس لئے میں چند باتیں آپ کے سامنے رکھوں گا امید ہے کہ اس سے آپ حضرات کو فائدہ ہو گا:

### صاحب کمال کا مطلب

صاحب کمال کی صحیح تعریف یہ ہے کہ وہ شخص افراط و تفریط سے مکمل طور پر پاک ہو، یعنی مدینہ کی تنظیم اس حد تک نہ ہو کہ نماز بھی اسی طرف رخ کر کے پڑھی جائے اور اس طرح تحریق بھی نہ ہو کہ انسان جزیرہ العرب میں آئے اور آپ کے شہر کی زیارت کا بھی استیاق دل میں نہ ہو، تو اس لیے میرے بھائیو اور دوستوں درست اس بات کی ہے کہ آج افراط و تفریط کے اس دور میں ہم اپنے کو مکمال صفت والا انسان بنا میں، نبی اکرم ﷺ اور حبیبہ کرام کے اسوہ کو سامنے رکھ کر ھلکہ لفڑ کان لکھم فی رسول اللہ اُسٹوہ حَسْنَةٖ (الاحزاب ۲۱)۔ عمل کریں جس طرح ہمارے اسلاف نے کیا تھا۔

### شرک کے معاملہ میں حساس رہیں

ای طرح سے ادنی درجہ کے شرک سے بھی محفوظ رہنے کی پوری طرح سے کوشش کرتے رہیے، کیونکہ شرک سے جبط عمل ہو جاتا ہے، اسی طرح سے جبط عمل کے اندر شان بوت میں گستاخی کرنا چاہے غیر شوری طور پر ہی کیوں نہ ہواں یہ کہ قرآن نے صاف اعلان کر دیا ہے جس کا لفظ لفظ سچا ہے ﴿أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ﴾ (الحجرات ۲)۔ اسی طرح ایذا نبوی سے بھی جبط عمل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ نبی کو ایذا نہیں کرنے کا فرہم ہے جس کی دلیل ابھی جو میں نے قرآن کی آیت

خلافت کی وہ ہے۔ تو اصل کفر سے جو عمل ہوتا ہے۔

ایسی لیے یہ بات بھی ذہن میں ہوئی چاہیے کہ اللہ کے رسول ﷺ کا معاملہ برا نازک ہے، کیونکہ آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے ”شفاعتی لمن لا يشرك بالله شيئاً“ (مسند احمد بن حنبل)۔ یعنی جو ذرہ برابر بھی شرک کرے گا اس کو آپ کی شفاعت حاصل نہیں ہوگی، یعنی روز قیامت میں آپ اس کی سفارش نہیں فرمائیں گے، یہ بات میں نے اس لیے عرض کی کیونکہ اس میں آج کل بڑی بے احتیاطی ہو رہی ہے، ایک صاحب درس و افادہ عالم کی ایک چیز دیکھی بڑا فسوس ہوا، ہوا یہ کہ ایک صاحب کی وفات ہوئی اور ایک مدرسہ کے پڑے عالم نے جو اپنے مدرسہ کے شیخ الحدیث بھی تھے اور ان کی کئی تصنیفات بھی آچکی ہیں ان مرحوم کے بارے میں لکھا کہ ان کو اللہ اور اس کے رسول نے بلا لیا، تو میں نے ان کے پیر صاحب سے ملاقات کی اور دکھایا، تو اب وہ غلطی نکلوائی جا رہی ہے کتاب سے، اسی لیے خوب سمجھ لینا چاہیے اور عقیدہ کو مضبوط کر لینا چاہیے اسی لیے میں تو کہتا ہوں کہ آج کل عقیدہ اچھے اچھے مولویوں کاٹھیک نہیں ہے۔

### ماحول کا اثر پڑتا ہے

اس کے تعلق سے ایک بات اور کہہ دوں کہ انسان جس ماحول میں رہتا ہے اسی ماحول میں رج بس بھی جاتا ہے اور وہ اس کو برا محسوس نہیں کرتا، لہذا اگر کوئی شرکیہ ماحول میں رہتا ہے تو وہ اس کو برا نہیں محسوس کرتا بلکہ اچھا سمجھتا ہے، مثال سے بات سمجھیں آجائے گی: آپ ذرا ناتا برلا کی کمپنی سے کبھی گذر کر دیکھیں میرا وہاں سے گذرنا ہوا ہے اور اگر آپ میں سے کسی کا ہوا ہو تو وہ جانتا بھی ہو گا کہ کس طرح کی بدبو وہاں سے دور دور تک جاتی رہتی ہے، لیکن وہاں پر کام کرنے والوں پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا، اس سے تو اس لیے میرے بھائیو اور دوستو شرک بھی اسی بدبو دار بھٹی کی مانند ہے کہ اگر آدمی اس کے پاس پہلی مرتبہ جائے گا تو شہر نا مشکل ہو جائے گا، لیکن اگر وہ اسی ماحول کا پر ودہ ہے تو اس کو اس میں کوئی برائی محسوس نہیں ہوگی۔

## رسوخ فی العلم ضروری ہے

اب ایسے ماحول میں ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے اندر علم رائخ پیدا کریں، کہاں تو خوب چھپ گئی ہیں، حال یہ ہے کہ پہلے کے لوگ تو کہتے تھے کہ یہ کتاب ہوتی تو یہ فائدہ حاصل ہوتا لیکن افسوس کہ آج سب کچھ ہے لیکن اس سے فائدہ اٹھانے کی صلاحیت نہیں، نتیجہ کیا ہوا کہ ہمارے اسلاف جتنے بھی گزرے ہیں انہوں نے اپنا رشتہ علم سے جوڑا تو ان کا علم و سعیج چشمہ اور بورگ کے مانند ہوا، کیونکہ انہوں نے اس سلسلہ سے جڑے رہنے کے لیے تقویٰ اور تعلق مع اللہ کے حق کو صحیح معنی میں ادا کیا، اسی لیے ان کا علم جتنا اس میں لوگ نکالتے استفادہ کرتے اور زیادہ کھرتا چلا جاتا تھا، اور ہمارا حال تو اس کے بالکل مخالف ہے اسی لیے میں کہتا ہوں کہ ہمارا علم تو منکر والا ہے کہ اس میں پانی بھر دیا گیا تو جب اس کو نکالا تو چونکہ محمد و داشاک تھا بس تھوڑی دیر کے بعد سب ختم ہو گئی، تو اس لیے میرے بھائیو اور دوستوں ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم بورگ والا علم کتابوں کی اس فراوانی کے دور میں حاصل کرنے کی کوشش کریں، جس کو پا کر ہمارے اسلاف نے تاریخ کے اور اق کو شہر اکیا تھا۔ اگر ہمارے اندر علم رائخ ہو گا تو چہرہ ہم شرک کی آمیزش سے بھی پاک رہیں گے جبکہ عمل ہونے سے بھی، اسی طرح غیر شعوری طور پر بے ادبی یا گستاخی یا اذیت کے ہوں چنان سے بھی ہم محظوظ رہیں گے۔

## بے ادبی سے دور رہیں

معلوم ہونا چاہیے، بے ادبی کا معاملہ بھی بڑا نازک ہے عموماً بے ادبی سے ہی اذیت ہوا کرتی ہے، اور آج کل کے اس مادی ترقی یافتہ دور میں ہم کتنی بے ادبی شان رسالت کا ب علیہ از کی المصلو ات وال تسليمات میں کر لیتے ہیں۔ العیاذ باللہ۔ بے ادبی بہت سخت چیز ہے، اس سے بچنے کی کوشش کرتے رہنا چاہیے، یاد کریے حضرت وحشی کے اس واقعہ کو جس میں ہے کہ حضور ﷺ کے پیارے بچا جان کو غزروہ احمد میں اس وحشی نے شہید

کر دیا تھا، جس سے آپ ﷺ کو بڑا ہی سخت صدمہ ہو نچا تھا، تو حضرت وحشی جب حلقة  
گوش اسلام ہوئے تو آپ نے کیا فرمایا تھا کہ سامنے نہ آنا پچا جان یاد آ جاتے ہیں، شرح  
نے لکھا ہے کہ اگر وہ سامنے آتے اور آپ ﷺ کو غیر شوری طور پر فوراً پچا جان یاد آتے  
او محکم تھا کہ آپ کو اس واقعہ سے تکلیف ہوتی، اور اگر آپ کو تکلیف ہوتی تو حضرت وحشی  
کا اعمال نامہ ضرور خراب ہوتا، اس لیے قبل اس کے وہ اذیت کا دن آئے اور ان کے اعمال  
ضائع ہوں حضور ﷺ نے فرمادیا کہ سامنے نہ آنا، معلوم یہ ہوا کہ اذیت رسول بہت  
نائز معاملہ ہے لیکن آج عموماً اس پہلوکی طرف توجہ نہیں کی جاتی ہے، ضرورت اس بات  
کی ہے کہ ہم ان باتوں کو سمجھیں اور معلوم کریں جن کو آپ ﷺ ناپسند فرماتے تھے اور جو  
بائیت اللہ اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق نہیں ہیں ان کو سمجھیں  
تاکہ ہم صحیح معنی میں اسوہ رسول پر عمل کرنے والے بن جائیں۔

### آپ ﷺ کا اسوہ حسنة بھی ہے کاملہ بھی

اسوہ رسول کے تعلق سے بھی بات واضح کروں بعض لوگ ہیں جو اس کو سمجھنے اور  
سمجنے میں کم فہمی و کم ظرفی کی بنیاد پر غلطی کر جاتے ہیں، وہ یہ ہے کہ اسوہ رسول حسنة  
بھی کاملہ بھی، کیونکہ اسوہ حسنة ہونا خود دلیل ہے اس بات کی کہ وہ کاملہ ہے، ہمارے  
یہاں ایک صاحب نے لکھ دیا کہ آپ کا اسوہ حسنة تو ہے کامل نہیں، ہم نے کہا یہ تو بے وقوفی  
کی بات ہوئی ارے بھی حضور ﷺ کے علاوہ آپ کسی انسان کی ظاہری صورت کو ہی لے  
لیجئے کیا کوئی ایسا انسان جس کی ناک چیزیں ہو اور ہونٹ بھی کثا ہو اور کان بھی اچھانہ معلوم  
ہوتا ہو حضن خوبصورتی کے ناطے اس کو حسن کہہ دیا جائے گا، نہیں، حسنة ہوتا ہی جب ہے  
جب کہ کاملہ ہو، اب ان کے اندر چونکہ وہی بورگ و الاعلم نہیں تھا، اس لیے غیر کھا گئے اس  
میں تو اسی لیے میں کہتا ہوں کہ آج کے دور میں اسلامی فکر کے حصول کے لیے سچی نیت  
کے ساتھ مقاصد بھی اعلیٰ ہونا چاہئیں، اور اسی طرح سے اسہاب بھی اعلیٰ ہونا چاہئیں۔

## محض انسان کے اختیار میں کچھ بھی نہیں

اس لیے جب انسان کی سوچ صحیح اسلامی فکر کے مطابق اعلیٰ مقاصد کے حصول کی ہوگی تو اس کے لیے ہر کام کرنا خدا کی امداد سے آسان ہو گا اور نہ تو وہی حال ہے کہ انسان تو اپنے ٹکڑوم سے ہر چیز پر آج سوار ہے ورنہ سب سے کمزور اس دنیا میں انسان ہی ہے، اور دیکھا جائے تو اس کے تو اختیار میں بھی کچھ نہیں ہے، اسی لیے کہا تھا نہ حضرت علیؑ نے جب ان سے کسی نے پوچھا کہ حضرت یہ بتائیے کہ انسان کے کیا کیا اختیارات ہیں تو آپ نے فرمایا کہ: ایک پیر کھڑا کرو، اس نے کیا، کہا و مرا بھی کرلو، جواب دیا ممکن نہیں، فرمایا بس بھی اختیار ہے انسان کا ایک پیر کی حد تک۔

## پہلے اپنی اصلاح کریں

آخر میں ایک بات اور عرض کر دوں کہ یہ جو باتیں میں نے ابھی آپ کے سامنے پیش کی ہیں کہ شرک اور ایذا انبوی سے بچنے کی کوشش کرتے رہیے، اور اسوہ نبوی کو اپنانی ہے اور بے ادبی سے بچنے، یہ سب تینی ہے ہمارے صالح ہونے پر کہ تم صحیح معنی میں نیک ہوں، ورنہ ہوتا یہ ہے کہ آج کل صالح تو بننے نہیں لیکن صالح بننے سے پہلے مصلح بننے کی ضرور کوشش کرتے ہیں، حالانکہ معلوم ہونا چاہیے کہ صالح بننا ہمارے اختیار میں ہے کیونکہ کوشش کی چیز ہے، لیکن مصلح بننا ہمارے اختیار میں تھوڑی ہے، وہ تو خدا کی طرف سے طے کیا جاتا ہے کہ ہمارا یہ بندہ اس امانت کو صحیح معنی میں ادا کرنے والا ہے یا نہیں، مولانا عبد الباری ندویؒ نے بڑے پتہ کی بات کہی، جس کو میں نے بہت جگہ بیان بھی کیا اسی اصلاحی تعلق سے، کہ لوگ آج کل مصلح بننے کی فکر میں گئے رہتے ہیں، اور ہوتا یہ ہے کہ مصلح تو وہ بن نہیں پاتے لیکن ان کا منہلہ ضرور بن جاتا ہے، اور حقیقت بھی بھی ہے کہ آج کل جتنے بھی ایسے صالح مندیں سجا میں بیٹھے ہوئے ہیں جنہوں نے جھوٹے خوابات سن کر اور ادھر ادھر کی کشف و کرامات بیان کر کے

لوگوں کو مرعوب کر کھا ہے ان کا اور ان کے مریدین کا مسئلہ ہنا ہوا ہے کیونکہ جب پیر خود صالح نہیں تو مریدین کہاں سے ہو سکتے ہیں، تو اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم پہلے خود صالح بننے کی کوشش کریں۔

### صالح بننے کا طریقہ

صالح بننے کا اصل طریقہ یہ ہے کہ انسان اللہ کا کثرت سے ہر جگہ اور ہر وقت ذکر کرتا ہے، اور اس کا حکم بھی دیا گیا ہے فرمایا گیا ہے قرآن مجید میں ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا﴾ (الاحزاب: ۴۱)۔ حضرت مولانا عبد القادر صاحب رائے پوریؒ کا وہ جملہ ہے ناکہ اللہ کا نام لیتے رہا اللہ جو کام لینا چاہے گا لے لے گا، اسی لیے حضرت رشید احمد گنگوہیؒ کا جملہ بھی ہے کہ اللہ کا نام ہمیشہ لیتے رہنا چاہیے اس کا اثر ضرور ہوا کرتا ہے چاہے فوراً ظاہر ہو یا نہ ہو۔

### اپنا فریضہ ضرور انجام دیتے چلیں

ہاں یہ ضرور ہے کہ ہم صالح بننے کی مشق کرنے کے ساتھ ساتھ تبلیغ اسلام کا فریضہ اور تعارف اسلام کا فریضہ بھی ضرور بالضرور انجام دیتے چلیں جس کے بارے میں بہت سختی کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کو ہدایت فرمائی گئی تھی ارشاد فرمایا گیا ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلَّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ﴾ (رسالتہ) (المائدہ: ۶۷)۔ تو ظاہر ہے کہ نبی کے دارثین کو بھی یہ کام نبی کے بعد انجام دینا پڑے گا، اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کے ساتھ ساتھ کہ ہم خود بھی صالح نہیں ہم کو غیروں میں بھی بڑوں سے پورے مشورے اور ان کی رہنمائی اور ان سے اصلاحی تعلق جوڑ لینے کے بعد اسلام کا تعارف کرانا چاہیے، کیونکہ یہ نعمت اسلام جس سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہم سب کو نوازا ہے یہ نعمت کوئی ہماری ذاتی یا پاشتنی ہرگز نہیں ہے، بلکہ اس میں سب کا حق ہے، اور سب کو سب کا حق دینا یہ ہماری ذمہ داری

ہے، جس کو میں ایک مثال سے واضح کر کے بات ختم کروں گا کہ اگر ایک بھائی دوسرے بھائی کو حق و راست نہ دے تو دوسرا بھائی فوراً عدالت میں مقدمہ دائر کر دے گا کہ اس نے مجھے میرا جائز حق نہیں دیا، تو اسی طرح سے یہ نعت اسلام بھی ہے اگر آج ہم نے اپنے اس فریضہ کو انجام نہیں دیا کہ دوسروں کے اندر اسلام کا تعارف نہ کرائیں، تو پھر کل ممکن ہے جب قیامت میں ان سے باز پرس کی جائے تو وہ کہیں کہ مجھے تو میرے حق سے انہوں نے محروم ہی رکھا کبھی بتایا ہی نہیں کہ اس میں کیا مزا کیا لفت ہے، ورنہ میں بھی اس کو ضرور بالضرور قول کرتا، یہ الگ مسئلہ ہے کہ ہر انسان کا حق تو خود یہ بتاتا ہے چاہے اس کو کوئی دین اسلام کی دعوت دینے والا ملے یا نہیں کہ وہ دین اسلام کو پہچاتا۔ لیکن ہمارا فریضہ جو قرآنی آیات اور احادیث کی روشنی میں بتا ہے وہ یہ ہے کہ ہم ﴿كُتُبْ خَيْرٍ أَمْتَهِنَّ أُخْرِجْنَا مِنَ النَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ﴾ (آل عمران: ۱۱۰)، پروفیسڈل کر کے پوری دنیا میں اس دعوت کے کام کو عام کرنے کی کوشش کریں، جو کہ ہماری بعثت کا میں مقدمہ بھی ہے، اور اسی سے ہماری بقاء و ابستہ ہے، اللہ ہم سب کو توفیق سے نوازے۔

وآخر دعوا لنا أن الحمد لله رب العالمين.



## اصلاح ظاہری کے ساتھ اصلاح باطنی کی ضرورت

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الأولين  
والأخرین خاتم النبیین محمد بن عبد الله الأمین وعلی آله الطاهرین  
وصحبه الغر المیامین وعلی من تبعهم ودعا بدعوتهم الى يوم  
الدین، أما بعد!

میرے محترم دوستو اور عزیز بچوں!

ابھی آپ نے ناکمیں اس ادارہ میں اس سے پہلے بھی آپ کا ہوں، جو میرے ذہن  
میں نہیں تھا، اس لیے کہ جب پہلے آیا تھا تو بہت جگہ گیا تھا، تو ضرور آیا ہوں گا، اور ابھی جب  
میں آیا یو بھاں **الاصلاح** لکھتا ہوا تھا، دیکھا مر سکا نام اصلاح ہے، تو بس اسی سے سارا  
مسئلہ حل ہے، کہ ہم سب کو اصلاح کی ضرورت ہے، اور ضرورت بچپن سے ہے، اور بچپن  
تک رہے گی، اور بچپن سے آکر عمر تک رہے گی، اور اللہ تعالیٰ نے ایسا نظام بنایا ہے، کہ  
انسان اگر صفائی نہ کرے، تو اس پر گرد آ جاتی ہے، ظاہری طور پر بھی، باطنی طور پر بھی، ہر سے  
لے کر بیرتک اگر کوئی اپنی اصلاح نہ کرے، تو انسان نہ رہ جائے، کوئی صاحب اپنی ڈارجی نہ  
ٹھیک کریں، اپنے بال نہ بنائیں، دانت نہ بنائیں، آنکھ نہ ہوئیں، نہ صاف کریں، نہ کبھی  
سفالی کریں، تو کچھ دنوں میں لڑ کے ان کو دیکھ کر بھاگنے لگیں گے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے  
انسان کے ساتھ لگادیا ہے کہ ناخن بڑھیں گے، بال بڑھیں گے، گندگی آئے گی، دانت  
میلے ہوں گے، ان سب کو صاف کرنا ہے، اور اس کو سنت بتادیا ہے، یہ کرو، یہ کرو، گویا

کہ اصلاح کرنا لازمی قرار پایا، اسی طرح انسان اندر ورنی طور پر بھی اس کے دماغ کے بال بڑھ جاتے ہیں، اور اس کے دل و دماغ میں تبدیلیاں آتی ہیں، اگر اس کی اصلاح وہ نہ کرے تو ظاہر ہے کہ وہ پھر اس کا حال کیا ہو گا؟

## اگر باطنی اصلاح نہ کریں

جس طرح ظاہری طور پر اصلاح نہ کرنے سے لوگ بھائیگے لگتے ہیں، اسی طرح باطنی طور پر جو لوگ اصلاح نہیں کرتے ان سے بھی لوگ بھائیگے لگتے ہیں، ان کے اخلاق بگڑ جاتے ہیں، ان کے حالات بگڑ جاتے ہیں، اور ان کے منہ سے بدبو آنے لگتی ہے، یعنی غلط الفاظ نکلنے لگتے ہیں، تو ان کے پاس لوگ انھنا بیٹھنا چھوڑ دیتے ہیں، پھر کبھی بڑوں کو کوئی برا کہنے لگتا ہے، کبھی ساتھیوں کو برا کہنے لگتا ہے، کبھی چھوٹوں کو برا بھلا کہنے لگتا ہے، تو نہ بڑوں کی عزت اور نہ بھائیوں کی محبت، نہ تعلق، نہ بچوں کے ساتھ شفقت، اور جو ایسا نہ ہو، تو آپ نے فرمادیا مجھ سے نہیں ہے، یوسس منا، تو آپ نے جب خود ہی نکال دیا، کہ مجھ سے اس کا تعلق نہیں ہے، تو اس لیے ہر شخص کو ہر وقت یہ سوچتے رہنا چاہیے ہمارے اندر کیا کمی ہے؟ اور اللہ تعالیٰ نے مومن کو دوسرے مومن کے لیے آئینہ بنایا ہے، تو ہر شخص اپنے کو مکمل سمجھے، عیب والا، دوسرے کو دیکھ کر اصلاح کرے۔

## صالح تم بنو مصلح خدا بنائے گا

اگر اپنے کو مصلح سمجھ لیا تو پھر ظاہر ہے کہ دوسروں کا مثالہ کرے گا، خود اپنا بھی کرے گا، اور آج کل کی مصیبیت ہیں ہے، ہر شخص مصلح بن جاتا ہے، اور جب صالح نہ بنے، اور مصلح بن جائے، تو کیا حال ہو گا؟ پہلے صالح بننا پڑتا ہے پھر مصلح، یہ اللہ تعالیٰ نے نظام رکھا ہے، ہر جگہ ایسا ہی ہے، پہلے آپ پڑھنے پھر پڑھائیے، پہلے سکھئے، پھر سکھائیے، پہلے صالح بننے پھر مصلح بننے، تو پھر اس کا فائدہ ہو گا لیکن اگر صالح نہیں بنے، اور مصلح بن گئے، تو کیا انجام ہو گا اس لیے آج کل جو حالات بگڑتے چلے

جاری ہے ہیں، اس میں وجہ بھی ہے، کہ ہم صالح نہیں بننے ہیں، اور صلاحیت ہے نہیں، تو پھر مصلح کیسے بن جائیں گے؟ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ جو پھل آنے چاہئیں وہ نہیں آپار ہے ہیں، جو اثر پڑنا چاہیے وہ نہیں پڑ رہا ہے۔

### الصلاح کا یہی پیغام ہے

الصلاح کا پیغام سب سے بڑا یہی ہے، اسی لیے بورڈ پر لکھا ہوا ہے لیکن بعض دفعہ جب چیز آنکھوں کے سامنے زیادہ رہتی ہے، تو اس کی حیثیت ختم ہو جاتی ہے، آدمی اس پر غور نہیں کرتا، نام سمجھ لیتا ہے، یہ ہمارے بزرگوں نے نام ایسے ہی نہیں رکھا تھا، انہوں نے رکھا تو سوچ سمجھ کے رکھا ہو گا، تاکہ اصلاح سے ہمارا رابطہ قائم ہو جائے، اور پھر یہ کہ آدمی اپنی اصلاح نہیں کر پاتا، دوسرے سے اصلاح کرواتا ہے، اسی لیے آئینہ کہا گیا ہے مومن کو، وہ دوسرے مومن کے لیے آئینہ ہے، اور آئینہ جو ہوتا ہے وہ اس کو دکھاتا ہے، تمہارے اندر یہ عیوب ہے، یہ عیوب ہے، اور اصلاح بڑی اچھے طریقے سے کرتا ہے، چلاتا نہیں ہے، پچکے سے دکھادتا ہے، کوئی تکھو یہ تمہارے اندر بیماری ہے، اس کو دور کرلو، تو اس طرح یہاں آدمی تھیک ہو جاتا ہے، اس کو شفاف جاتی ہے، تو آپ لوگوں نے نام ہتھ اتنا اچھا رکھا ہے، کہ ہمارا تعصی اصلاح سے ہو جائے، اور صلاح سے اصلاح میں آجائیں، اس لیے ہمارا نام اصلاح رکھا گیا، اور ظاہر ہے کیونکہ وقت نہیں ہے، وہ پندرہ منٹ ہمارے پاس ہیں، تو اس لیے میں نے کہا اس الاصلاح جو ہے یہی کافی ہے، ہم سب کے لیے، اگر اس کو ہم سمجھ لیں، تو بہت کچھ سمجھ سکتے ہیں۔

### اصلاح کا طریقہ کیا ہو؟

آپ حدیثوں کو اٹھا کر دیکھئے، رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کس طرح اصلاح فرمائی ہے، اور کیا طریقہ آپ نے اختیار فرمایا ہے، اور اس کے بعد ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کیا طریقہ اختیار کیا اور صحابہ کرام کی اس سلسلہ میں شان

کی کیا تھی؟ صحابہ کرام کو اللہ تعالیٰ نے گویا کہ چنانچار رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کے لیے اور آپ کی محبت میں تو اصلاح ہوئی جاتی تھی، کیونکہ آپ کو اللہ نے وہ مقام عطا فرمایا تھا، وہ اتنا بلند وبالا تھا، کہ آپ کی محبت میں جو رہا وہ صحابی ہو گیا، اور جب صحابی ہو گیا تو مقام اس کا بلند ہوئی گیا، اور اللہ نے اس کو بہت کچھ دکھادیا، لیکن بس بات اتنی ہے کہ ہم صحیح طور پر سمجھنے والے بن جائیں، جب ہمارا ذہنی طور پر جو چوکٹھا ہے، وہ صحیح ہو گا، تو ہر چیز صحیح ہو گی، لیکن اگر یہاں کوئی بیماری ہے، اور دوسرا کو اڑاں دیں، تو بھائی یہ تو کوئی بات ہی نہیں ہوئی، جیسے اپنے داغ ہوں چہرہ پر اور آئینہ کو پرائیں، آئینہ کو دیکھیں کہیں تم خراب ہو، تھہارے اندر داغ ہے، تو آئینہ چکے سے کہہ گا، اپنا ہاتھ کا کردیکھو چہرہ پر، اور جب دیکھے گا پھر ظاہر ہے دوسروں کے عیب نظر نہیں آئیں گے، اپنا عیب جب نظر آئے گا، تو دوسروں کا کیا نظر آئے گا، تو آدی پھر صحیح راستہ پر چلے گا، بس یہی دعا ہم سب کی ہوئی چاہیے، کہ اللہ تعالیٰ ہماری اصلاح فرماتا رہے، اور ہم یہاں تک کہ جب دنیا سے جائیں، تو پسندیدہ قرار پائیں یعنی سچے پکے مسلمان ہو چکے ہوں ﴿بِاَيْهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقًّا تَقْاتِيهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾ (آل عمران: ۱۰۲) مرنے سے پہلے مسلم ہو جائیں، مکمل مسلم یعنی سیرت اتنی اچھی ہو جائے، کہ قبول کر لیے جائیں، بس یہ عنوان ہم لوگوں کے لیے بہت جسم کش ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کی اصلاح فرمائے۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين.



## علم کی اہمیت

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الأولين  
والأخرين أئم الأنباء والمرسلين رحمة للعالمين محمد بن عبد الله  
الأمين وعلى آله الطاهرين وصحبه الغر الميامين وعلى من تبعهم ودعا  
بدعوتهم وانتهج بمنهجم واهتدى بهداهم الى يوم الدين، أما بعد!  
میرے دوستو ساتھیو اور عزیز طلباء!

آپ انتظار میں بیٹھے ہیں، اور اچھے کام کے انتظار میں بیٹھنا بھی پسندیدہ ہے، اور جو  
ایمان والا آدمی اخلاص کے ساتھ کسی اچھے کام کے انتظار میں بیٹھتا ہے تو اچھے کام کرنے کی  
صلاحیت کا ثواب ملتا ہے، اور مومن جو کام بھی کرتا ہے اسی لیے کرتا ہے کہ جتنے کام کرنے کا  
حکم دیا گیا ہے، اس سے وہ خوش ہو جائے، اور اس کے علاوہ اگر کوئی اور امید صاحب ایمان  
میں آئے تو اس کا بھی ایمان کمزور نہ جائے، اور مالک کے یہاں بھی کچھ نہ ہو، اس لیے  
ہم سب کو چاہیے کہ جو کام بھی کریں وہ سب کو خوش کرنے کے لیے ہو، راضی کرنے کے  
لیے کریں، جس کو آپ لوگ یہاں اللہ کی رضا کرتے ہیں، لیعنی اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے، اسی  
نے ہم کو تمام کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے، پڑھنا لکھنا۔

خیر میں خیر ہے

خاص طور سے دینی علوم پڑھنا اور پڑھاتا، یہ سب راستے خیر کے ہیں، جو اس کی

ہدایتوں پر صحیح چلے گا، وہ خیریت میں رہے گا، اور خیر کرنے سے اونچے مقام پر ہوئے گا۔ یعنی دنیا میں بھی بھلائی کا اس کے ساتھ سلوک کیا جائے گا، اور جب دنیا سے جائے گا تو وہاں بھی سب سے اونچا مقام پائے گا اسی لیے حدیث شریف میں آتا ہے کہ خیر کم من تعلم القرآن و علمه، او کما قال عليه الصلاة والسلام، (سنن أبي داؤد فی باب ثواب قرائۃ القرآن) تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن مجید پڑھے سکھے اور سکھائے تعلیم لے اور تعلیم دے، تو گویا کہ خیر کا راستہ ہے، اور اسی میں خیریت ہے، جو خیر کا راستہ ہوتا ہے اسی میں خیریت ہوتی ہے، اور جو شر کا راستہ ہوتا ہے اس میں خیریت نہیں ہوتی ہے، تو اس وقت جو لوگ شر کے راستہ پر پڑے ہوئے ہیں، ان کی خیریت نہیں، دونوں باتیں ہیں، خیر بھی نہیں، خیریت بھی نہیں، تو اس میں یہ دیکھتے ہیں کہ خیر ہے، کام چلتا ہوا نظر آتا ہے، تو سمجھا جاتا ہے کام ہو رہا ہے، جیسے کھیتیاں ہیں ان میں پھل پیدا ہو رہے ہیں، تو آدمی اس میں یہ سمجھتا ہے کہ کام ہو رہا ہے، لیکن خیر نہیں، اس کے پیچے کیا ہونے والا ہے، اور چاہے آدمی خوب کھائے لیکن خیریت نہیں، پہلے لوگ غل کم ہوتا تھا اور جتنی بھی چیزیں ہوتی تھیں، لیکن اس کے اندر بہت اللہ نے خیر کی تھی، تھوڑا اکھاتے تھے لیکن صحت اچھی رہتی تھی، اب بہت پیدا اور ہے، لیکن اس کے اندر ملاوٹ آگئی ہے، اور ایسی کھادڑاں جاتی ہے کہ کھانے والوں کے اندر خیریت ختم ہو گئی ہے، ایسے ہی معاملہ اس وقت یہاں بھی ہے، کہ جتنے سارے کام ہو رہے ہیں، اگر یہ صحیح نہ ہوں تو نہ خیر ہے نہ خیریت۔

### صرف چلنے سے کچھ نہیں ہوتا

یا پہنچ کر ہے کہ مدرسے چل رہے ہیں، سب پڑھ رہے ہیں، سب آرہے ہیں، جا رہے ہیں، سارے کام مدرسوں میں ہو رہے ہیں، لیکن نہ خیر ہے نہ خیریت، اس لیے کہ مدرسے والوں کی ذمہ داریاں زیادہ ہیں، استادوں کو بھی کرتا ہے، اور ہر ایک کو

پکھنہ کچھ کرنا ہے، نظام کو سمجھنا پڑے گا، اور اس کی مطابقت کرنی پڑے گی، انتظام والفراہم والے داشمندی سے اور اس کو بہتر سے بہتر انداز میں پیش کریں، اور اپنے نظام کو سمجھیں، بہتر سے بہتر انداز میں اسکو چلا بیئے، طلبہ اپنے نظام کو سمجھیں، اور بہتر سے بہتر انداز میں کریں، جب یہ سب طبقہ نظام سے متعلق باتیں صحیح کر لیں گے، تو یہ سارا نظام جو ہے ان کے لیے خیرت کا باعث ہو گا اور ان کے لیے بھی خیر کا باعث ہو گا ان کا مرتبہ بھی بلند ہو گا، نسبت بھی حاصل ہو گی، اور آخرت میں ان کو جواہر ملے گا، وہ بہت زیادہ ہے، اس کا تصور ہی نہیں کیا جاسکتا، یہاں جو بعض دفعہ چیزیں ہوتی ہیں، ان کا گناہ مشکل ہو جاتا ہے، جب دنیا میں ایسا ہے تو یہاں کی چیز کا وہاں سے کیا مقابلہ؟ تو اس لیے استاذہ اپنے ماحول کو درست کریں، طلبہ اپنے کو درست کریں، طلبہ کا کام صرف پڑھنا محنت کرنا ہے، کتابوں سے تعلق جوڑنا ہے، اور اس کے آداب جو بتائے گئے ہیں ان کو بجا لانا ہے، تو طلبہ علم میں آگے بڑھتے ہیں۔

### علم غیر معمولی چیز ہے

علم اتنا اوپر مقام بھی رکھتا ہے کہ اس سے حضرت آدم کو مسجد ملائک بنایا گیا، وہ علم کی وجہ تھی، ﴿وَعَلِمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلُّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ أَنِّيْغُونِي بِإِسْمَاءِ هَؤُلَاءِ﴾ (البقرة: ۳۱) فرشتوں نے یہ سمجھا تھا کہ آدم مٹی کے بنائے جائیں گے اور مٹی ذرا سخت بھی ہے، نرم بھی ہے، ابھی بھی ہے، پیداوار کے لائق بھی ہے، ہر طرح کی ہے، تو وہ سمجھے گئے تھے کہ یہ گزر بڑھی کرے گا آدم کی اولاد، ہر کام کریں گے، بے حیائی کا بھی کام کریں گے، اس وجہ سے انہوں نے کہا تھا، اللہ میاں سے کہ آپ ایسے کو اتنا بڑا مقام دے رہے ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو بلا یا، اور کہا کہ بھائی بتاؤ فرشتوں کے سامنے، کہ کیا کیا تم نے سیکھا، کیا کیا تم نے پڑھا، اپنا مقالہ دکھاو، اور جو تم نے کام کیا ہے اسے دکھاو، حضرت آدم نے عرض کیا تو

فرشتوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے، لیکن اللہ میاں نے سکھایا ہے، فرشتوں کو بھی اللہ تعالیٰ سے آدم کو جو مقام ملا ہے، وہ ان کے علم اور علم اساماء کی وجہ سے، تو اساماء کا اصل معاملہ ہے، وہ ان کے علم اور علم اساماء کی وجہ سے، جیسے محلہ میں آپ اچھے ہیں، دوسرے ساتھی برے توجہ بشار ہو گا اور تم اگر ان میں بیٹھتے ہو گے تو تم کو بھی کہا جائے گا، اور اگر نہیں تو ان اساماء میں تمہارا اسم نہیں ہو گا، تو اچھا نام معلوم ہونا بھی بہت ضروری چیز ہے، ورنہ آدمی جاہل ہے، لیکن ان ناموں کو یاد کر لے تو کچھ بن جاتا ہے، اور اللہ کے تو نباوے نام ہیں، ان نباوے ناموں کو یاد کرنے کا، اور اس کو اللہ کی رضا پانے کا، ذریعہ بنا لے، تو آپ بھی بلند ہو جائیں گے۔

### علم والا نمایاں رہتا ہے

حضرت سليمان کا واقعہ لکھا ہوا ہے، آپ نے پڑھا ہو گا قرآن مجید میں ہے ایک دن وہاں سب بیٹھے ہوئے تھے، مجلس میں، انسان بھی تھے، جنت بھی، جانور بھی تھے، تو حمد حمد نے آکر بتایا کہ وہاں ایک بادشاہ ہے جو سورج کی پوچھا کرتی ہے، تو اس کو ایسے ہی اٹھوالیا، ایک جن نے کہا، ﴿فَقَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ أَتَيْكَ يَوْقَبُلَ أَنْ تَقُومَ مِنْ مَقَامِكَ﴾ (النمل: ۴۰) آپ اپنی جگہ سے ایک قدم نہیں چل پائیں گے اٹھالا ڈیں گا، لیکن ایک صاحب بیٹھے ہوئے تھے مولوی صاحب انہیں کیا معلوم، یہ علم والے ہیں، انہیوں نے کہا حضور کی اجازت ہو تو ابھی پلک جھپٹنے میں لے آؤں، یہ اتنی بڑی چیز ہے، پلک جھپٹتے ہی، دیکھتے علم کتنا ہے، علم کے برابر کوئی چیز نہیں ہو سکتی، قرآن مجید میں ہے ﴿فَمَلِّيَسْتَوْى الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾ (الزمر: ۹) کہ جو لوگ جانتے ہیں، اور جو لوگ نہیں جانتے، دونوں برابر نہیں ہو سکتے، ظاہر ہے کہ ممکن ہی نہیں، اگر مولوی صاحب نے کہا کہ جاؤ، فلاں جگہ سے یہ سامان لے آؤ، تو سائیکل سے چلے جاؤ، اب اس سے چلا یا ہی نہیں جارہا

ہے، تو کیسے لائے گا؟ اب جو جانتا ہے وہ اٹھائے گا، تو دیکھے بھجے پھر ایسے ہی جانے والا اور دوسرا سب برادر نہیں ہوتے، بلیں یہ اتنی سی بات ہے آپ اپنے نظام کو درست کر لیں اور اسامدہ اپنے نظام کو، اور قرآن کو حلق میں اتنا رنا پڑے گا، اس لیے بس اتنا سمجھ لجھے کہ محنت سمجھے، اللہ و میں والا ہے، بہت رحیم ہے۔

### علم اور وقت کا غلط استعمال نہ کریں

بہر حال جو محنت کر رہے ہیں، وہ رہیں، ورنہ وقت بھی بعض طلبہ ضائع کرتے ہیں، صرف کھانے کے چکر میں، وغیرہ وغیرہ، تو محنت سمجھے، بس کھانے کی فکر نہ سمجھے، کہ اچھا کھانا مل جائے، لوگوں نے سمجھا کہ آنا چھان کر کھایا جائے تو صحیح ہے، لیکن پیٹ خراب ہو گیا تو اب بغیر چھانے کھار ہے ہیں، پیٹ صحیح رہے، تو اللہ میاں بھی جب سادے کھانے کو پسند کر رہے ہیں، تو کیا کہنے؟

بس میرے بھائیو اور دسوتو! ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم محنت کریں، اور محنت کر کے اچھا مقام پائیں، اللہ تعالیٰ کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتا، قرآن مجید میں بھی ہے ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيئُ أَخْرَ الْمُخْسِنِينَ﴾ (التسوہ: ۱۲۰) لیکن اب یہ ہو رہا ہے کہ دنیا کے لیے علم حاصل کر رہے ہیں، لیکن یاد رکھیں، کہ اس کی سزا بھی بڑی خطرناک ہے، اللہ تعالیٰ ہماری خفاقت فرمائے۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين.



## علم نام ہے معرفت اور عمل کا

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الأولين  
والآخرين امام الأنبياء والمرسلين رحمة للعالمين محمد بن عبد الله  
الأمين وعلى آله الطاهرين وصحبه الغر العيامين وعلى من تبعهم  
ودعا بدعوتهم الى يوم الدين، أما بعد!  
میرے بزرگوں تو اور علم کے حاصل کرنے والوعزیز طلباء!

بیہاں ہم اور آپ چھوٹے ہوں یا بڑے علم سے وابستہ ہیں، اور علم سے وابستہ  
ہونا غیر معمولی بات ہے، ہم کو قرآن مجید نے سب سے پہلے حکم دے دیا تھا، کہ علم سے  
وابستہ ہو جاؤ، اسی لیے سب سے پہلی آیت جو قرآن مجید کی آئی تھی اس میں علم سے وابستہ  
ہونے کا حکم تھا جس کو ہم میں سے ہر ایک شخص جانتا ہے ﴿أَفَرَأَيْسَأُمُّ رَبِّكُ الَّذِي  
خَلَقَكُمْ﴾ (العلق: ۱) اللہ کے نام کے ساتھ پڑھو یعنی قرأت سے اپنے آپ کو وابستہ کرو، اور  
اللہ کے رسول ﷺ نے بھی فرمایا تھا، طلب العلم فرضۃ علیٰ کل مسلم، (سنن ابن  
ماجحة فی باب فضل العلم والبحث علی طلب العلم) علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر  
فرض ہے، یہ بات متعین ہو گئی کہ ہم سب علم سے وابستہ ہیں، لیکن جو چیز زیادہ سامنے  
ہوتی ہے، اور آدمی جس چیز کو براہ دریکھتا ہے یا استھانا ہے یا پڑھتا ہے، تو اس چیز کی حقیقت پر  
نگاہ نہیں جاتی، اور آدمی اس پر ذہن نہیں دوڑاتا، نہیں لگاتا، کہ یہ ہے کیا چیز؟ مثلاً لفظ علم  
ہے، علم کس کو کہتے ہیں؟ وہ بھی اکثر و پیشتر ہماری نگاہوں سے اوپر جعل ہو جاتا ہے۔

## علم کی تعریف

اگر ہم ذرا خور کریں، تو علم سے تین چیزیں وابستہ ہیں، اور اگر یہ تین چیزیں نہ ہوں تو وہ علم کہلانے کا مستحق ہی نہیں ہے، لیکن اکثر ویسٹر لوگ پہلے ہی درجہ پر رہ جاتے ہیں، اور وہ ہمارے طلبہ بھی پڑھتے ہیں پڑھایا بھی جاتا ہے، علم کے معنی ہیں داشتن جانے کے، تو ہم یہ سمجھ لیتے ہیں، کہ علم نام ہے صرف جانے کا لیکن علم میں بھی تین لفظ ہیں، ایک رع ہے ایک ل ہے، ایک م ہے تو علم خود اپنے تین حرفی سے یہ تارہا ہے، کہ تین چیزوں سے مرکب جو چیز ہوگی، وہ علم ہو گا، تھہاع کا نام علم نہیں، ل کا نام علم نہیں، م کا نام علم نہیں، ع علم کو جوڑ دیا تو بن گیا علم، تو ایسے ہی علم کے تین جز ہیں، پہلا رع سے ہے، یعنی جاننا علم، دوسرا اس کا حرف ل ہے، اور اس کا دوسرا جز قرآن وحدیت کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے، وہ عمل ہے، یعنی علم کے ساتھ اس کا دوسرا جز ہے عمل، اور اس کا تیسرا ہے دین، اور م سے معرفت ہے، یعنی پہلا جز تو علم ہے، دوسرا عمل ہے، تیرا معرفت، اور ان سے جب کوئی آدمی مرکب ہو جاتا ہے، تو اس کو عالم کہتے ہیں، اور اگر اس میں سے ایک بھی کم ہو جائے، تو عالم تو کہیں گے لیکن لشکر اولا اگر علم ہی نہیں ہے تو سر کشا، اور اگر آخری چیز نہیں ہے، تو پیر کشا تو ظاہر ہے کہ وہ ناقص ہو گا، اور یہ ہر جگہ ہے، پہلا لفظ ہے جانے کا، دوسرا عمل کرنے کا، تیسرا اس کے فائدے کا، ایک عمارت ہے کہ دیانت کا پہلا جز ہے تجارت کو جاننا دوسرا جز ہے تجارت کرنا، تیرا جز ہے اس کا فتح، تو اگر کوئی تجارت جانا نہیں ہے تو کرے گا کیا؟ تو پہلا درجہ تو جانے کا ہے، دوسرا اس پر عمل کرنے کا ہے، اب اس سے فائدہ اٹھانے کا ہے، جیسے جزیزی کو پہلے جانا، پھر تاریخی، اس کے بعد اس کا فتح عام ہوا، وہاں تک آواز جانے کی، آواز نہیں جاری ہی تھی، تو اگر یہاں لگا بھی دیا جاتا، اور تاریخ لگاتے تو بے کار تھا، کہ اتنی محنت کی، یہاں تک پہنچ گیا، آواز نہیں جاری تھی، کتنا افسوس ہوتا، ایسے ہی جو عالم علم جانتے ہیں، عمل نہیں کرتے، اور عمل پر معرفت کا توسل نہیں ہوتا، تو پچاروں کو افسوس ہوتا ہے، کہ معلوم ہی نہیں عالم ہو کے غیر عالم، یہ بالکل شروع سے ہے

## صرف عربی جاننا کافی نہیں

و سمجھنے ایک مثال اور دیتا ہوں، عربی زبان ہے، عربی زبان ایک تو ہے اس کو جاننا، کہ ضرب کے معنی مارنے کے ہیں، قتل کے معنی قتل کرنے کے ہیں، فتح کے معنی کھولنے کے ہیں، لیکن اس پر عمل کیسے ہو گا کہیں گے فتح الباب، تو جس کو بھی فتح کرنا ہے، کھولنا ہے، اس کو کھولیں یہ ہے فتح، اور اس کے آگے بڑھیں، یا یوں سمجھ لیں کہ آپ کو قتل آگیا اور مفعول آگیا، فاعل آگیا، اور حروف آگئے، تو اب آپ کو جملہ بنانا آگیا، کہ اس طرح آپ نے پہلے جانا، پھر اس کو جوڑا، یعنی عمل ہوا جملے بنانے لگے، لیکن صرف عربی زبان جان لینے سے جملے بنانے سے کام نہیں چلے گا، اب اس عربی سے اگر آپ قرآن و حدیث سمجھنے لگیں گے تو یہی معرفت ہے، یعنی پہلا درجہ عربی کا یہ ہے عربی کے حروف جانیں، دوسرا درجہ یہ ہے کہ قرآن و حدیث کو سمجھنے لگیں اس کے معارف آنے لگیں کہ آدمی قرآن کی آئینوں کو دیکھ کر فوراً سمجھ لے کہ اللہ میاں یہ کہ رہے ہیں، اور رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی کہہ رہے ہیں، فرماتے ہیں۔

## تین مرحلوں سے ہر ایک کو گزرنار ہتا ہے

یہ تین درجے ہر جگہ آپ کو ملیں گے، اور اکثر ویژشتر ایسا ہوتا ہے، کہ آدمی ان تین درجوں کو کبھی یاد نہیں کر پاتا، تو ظاہر ہے کہ جب وہ کام نہیں کر پائے گا، تو چیزے دوکان تو کھوئی اور چلے نہ، تو لوگ کہیں گے بیچارہ بیٹھتا ہے صرف کپی مارتا ہے، پتہ نہیں، اس کی دوکان سے کون لے گا؟ اور نقصان شروع ہو جائے، تو دوکان بند ہو جائے گی، ایسے ہی عالم بھی ہے عالم کی شان یہ ہے کہ عمل کرے، اور پھر اللہ تعالیٰ اس کے قلب کے اندر سوتا جاری فرمادیتے ہیں، تو کیا کہنا پھر، لوگوں کو سمجھائے گا بتائے گا، اور آگے بڑھتا چلا جائے گا، اور آج کل یہی چیز کم ہو گئی ہے، مدرسے بڑھ گئے، دیکھنے میں تعلیم بڑھ گئی، یعنی جاننا بڑھ گیا، اور علماء بھی بڑھ گئے۔

## علم اور معرفت کی ضرورت

لیکن دو جزو ہیں وہ ایسے ہی پڑے ہوئے ہیں، ان پر عمل کرنے والے اور معرفت حاصل کر کے کام کرنے والے وہ ختم ہو گئے، ہم کو اللہ میاں نے گویا کہ دسترخوان سجادیا تھا، کہ تم کو اعلیٰ سے اعلیٰ غذا ائمہ کھانی ہیں، محمدؐ سے عمدہ پکوان کھانے ہیں، مشروبات سے ہم کنار ہوتا ہے، فائدہ المحسنا ہے، لیکن ہم بخار زدہ تھے، ہم نے گوئی کھائی تاکہ ہمارے منہ کا مزاج تھیک ہو جائے، تب ہم کو اس دسترخوان پر مزا آئے گا، لیکن ہم نے وہ صحیح کھائی نہیں، تو یہ مزا دیے کا دیباںی رہا، اسی لیے قرآن و حدیث کا مزا نہیں مل پایا، ورنہ قرآن و حدیث کا مزا اس وقت ملتا ہے جب ہمارے منہ کا مزاج صحیح ہو جائے، اگر بخار زدہ آدمی ہے تو اعلیٰ سے اعلیٰ اس کو کھانا کھلا دیے، بہتر سے بہتر قورمہ پکا کر کھلادیجتے، اس کو مزانہیں آئے گا، اس لیے کہ منہ خراب ہے، ایسے ہی اگر قرآن میں کسی کو مزانہیں آرہا ہے، اور رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام میں مزانہیں آرہا ہے، تو یہ نہیں کہ اللہ کا کلام خدا خواستہ گنجملک ہے یا اس کے اندر خدا خواستہ کی ہے، آپ کا مزا خراب ہے اپنا علاج کیجئے، بالکل سیدھی سیدھی بات ہے، اپنا علاج کیجئے، پھر آپ کو قرآن میں بھی مزا آنے لگے گا، یہ ترتیب اللہ نے رکھی ہے، تو علم اس کا نام ہے۔

## پریکشیکل ضروری ہے

ہم لوگ اسی میں رہ جاتے ہیں کہ جاننا، اسی جاننے کے چکر میں رہ گئے، ایک جاننا درجہ میں، اور ایک جاننا تحریر میں، اور ایک جاننا تحقیق میں، اور ایک جاننا تحریر میں، اور ایک جاننا تحقیق میں، لیکن دونوں جزوں کے بعد والے غالب ہیں، کہ ہمارا جاننا تو ہو گیا لیکن سیکھنا نہیں ہوا، دیکھنے عربی میں جو لفظ ہے، تعلم جس کو مصلحت کہتے ہیں، مصلحت والے لوگ اکثر ترجمہ غلط کرتے ہیں، ترجمہ یہ سیکھتے ہیں کہ پڑھنے والے لکھنے والے، ایسا نہیں ہے، عالم کے معنی علم عمل ان دو جزو کو تعلم کہتے ہیں، عربی میں یہ ابن

عباس نے بتایا، حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا من علم و عمل فقد تعلم، تو معلوم یہ ہوا کہ علم کے ساتھ پر یکشکل بھی چلتا رہے، سکھنا بھی رہے، تب تعلم ہو گا، اب یہیں سے حدیث بھیں آئیں، خیر کم من تعلم القرآن و علمہ، (سنن اُبی داؤد فی باب ثواب قراءۃ القرآن) تم میں سب سے زیادہ اعلیٰ و فضل وہ ہے جو علم حاصل کرے پھر اس کو پر یکشکل میں لائے، عمل کرے، اور پھر اس کی تعلیم دے، یعنی معرفت اس کی حاصل ہو جائے تو پڑھائے تو کیا کہنے اس کے وہ معلم ہے، اسی لیے آپ نے فرمایا: بعثت معلماء، (سنن اُبی داؤد فی باب فضل العلم والتحث علی طلب العلم) مجھے اللہ نے معلم بنانا کر بھیجا ہے، تو کتنی بڑی قدر ہے معلم کی۔

### حصول علم اللہ کی رضا کے لیے ہو

لیکن معلم اسی وقت معلم ہے، جب کہ اس کے اندر یہ دو جزوں لیکن اگر حسن تذیرہ تو ہے حسن عمل نہیں ہے، تو معلم نہیں ہے، اسی لیے ہمارے اکابر نے لکھا ہے کہ اگر کوئی حدیث پڑھاتا ہے اور ابتداع سنت نہیں، تو وہ حدیث پڑھانے کے لائق نہیں، اس لیے کہ دونوں چیزیں لازم طریقہ ہیں، اور اس علم میں خاص طور سے قرآن و حدیث کا علم "من تعلم علماما یستغی به وجہ الله" اس میں اللہ کی رضا چاہی جاتی ہے، یہ علم جو ہے اللہ کی رضا کے لیے ہے، لا یتعلمه الا یصیب به عرض من الدنیا (مصطفی ابین ای شیۃ فی الرحلۃ فی طلب العلم) اور علم کو حاصل کر رہا ہے، دنیا کے لیے توجہت کی خوبیوں بھی نہیں پائے گا، صحیح حدیث میں ہے جنت کی خوبیوں بھی نہیں پائے گا، اور اس کی خوبیوں چالیس چالیس سال کی مسافت پر ہو گی، اتنی دور تک خوبیوں آئے گی، تو اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ہمارا پڑھنا لکھنا کیسا ہے؟ اس لیے ہم سب کو چاہیے کہ ہم علم والے ہو جائیں۔

### علم نام ہے اضافہ کا

حدیث میں ہے رب زدنی علماء، یہ مطلب تھوڑی ہے کہ معلومات بڑھ

جاں کیں رب زدنی علماء، وہ معلومات کا معاملہ تو وہاں یہودیوں کے بارے میں ہے  
 ﴿مَثَلُ الْذِينَ حَمَلُوا التَّوْلَةَ لَمْ يَخْبِلُوهَا كَمَثَلُ الْجَمَارِ يَحْمِلُ  
 أَسْفَارَهُ﴾ (الجمعة: ۵) گدھا بہت بڑا بوجھلا دیتا ہے، پھر گدھے کا گدھا جیسے  
 خریضی چونکہ می رو و نوز خرباشد

کہ اگر کہ بھی چلا جائے گدھا تو لوٹ کر آئے گا تو گدھے کا گدھا رہے گا، ایسے گدھے سے  
 کیا فائدہ؟ جب بوجھ تو بہت بڑا دلے، لیکن ہمیشہ ڈھینپ کرتا رہے، آواز بدل لی جائے، انداز  
 بدلتا چاہیے، اس لیے اس کی مثال بھی دے دی گئی ہے، تو ہم سب کی ذمہ داری یہ ہے، اور  
 علم نام ہی اضافہ کا ہے، اگر علم رک جائے تو گئے کام سے، کہتے ہیں پانی تالاب میں ٹھبرا  
 رہے کالا نہ جائے بے کار ہو جائے گا، پانی جتنا لکھتا رہے گا اتنا ہی صاف ہو گا، اور علم کی بھی  
 دو قسمیں ہیں، ایک اوپر سے ہے ایک اندر سے ہے، اوپر والا علم پہلے والا ہے، اور اندر والا  
 بعد والا معرفت جس کو کہتے ہیں، اور نیچے میں عمل ہے، وہ عمل دو قوں کو جوڑ دیتا ہے، اوپر والا  
 جیسے بورنگ کرتے ہیں، اوپر سے پانی ڈالتے ہیں، لیکن جب اندر کا سوتاں جاتا ہے تو اوپر کا  
 پانی ختم، اب اندر سے نکل رہا ہے، اور معرفت آرہی ہے، اور پھر وہ اتنا زبردست لکھتا  
 ہے، کہ لکھتا چلا جاتا ہے، اس میں راحت بھی ہے، بہت سی باتیں ہیں اس سلسلہ میں وقت  
 نہیں ہے، کہ کچھ اور کہا جائے، لیس یہ ہے کہ رب زدنی علماء تو علم کا تعلق ہی اضافہ سے  
 ہے، علم بڑھتا چلا جاتا ہے، اور آدمی ترقی کرتا چلا جاتا ہے، اور تھا علم کے لیے دعا منگوائی گئی  
 ہے، کہ اضافہ کے واسطے علم ہی ہے، جس کی دعا منگوائی جائے رب زدنی علماء، اس  
 میں اور کسی چیز کے لیے دعا نہیں آئی، قرآن و حدیث میں کہیں بھی یہ کہا گیا ہو رب  
 زدنی عبادۃ، نہیں دیکھا میں نے، کسی نے دیکھا ہو وہ بتا دینا رب زدنی علماء، کہا گیا  
 ہے، کیونکہ عبادت تو اس سے پہلے کا حصہ ہے، تو علم اور عبادت ایک ساتھ ہے، پھر معرفت  
 ہے رب زدنی علماء، پہلے جتنا علم ہو گا اور بڑھتا چلا جائے گا تو اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح علم  
 صحیح معرفت عطا فرمائے، اور دین کی خدمت کے لیے قبول فرمائے۔

## ذمہ دار ان مکاتب کا بچوں کی تربیت میں کردار

آپ حضرات جس کام سے وابستہ ہیں اس اعتبار سے ہم اور آپ ایک ہی کام سے وابستہ ہیں، اگر پیشہ کا لفظ سمجھ ہو، پچھہ زیادہ دنوں سے ہیں، کچھ کم دنوں سے ہیں، آگے پیچھے ہیں، پچھہ اور پر کی کتابیں پڑھارے ہیں، کچھ بنیادیں بھر رہے ہیں، کچھ دیواریں اٹھارے ہیں، پچھتیں ڈال رہے ہیں، لیکن ہیں سب ایک ہی عمارت کے بنانے والے اب اگر کوئی بنیاد رکھنے والوں کو کہے کہ تم نیچے ہو، تو لوگ کہیں گے کہ یہ تو بنیاد ہے اصل ہے، اور کوئی اگر یہ کہے کہ اصل بنیاد ہے دیواروں سے کیا ہو گا، تو بھی لوگ کہیں گے کہ تباہ بنیاد سے بھی پچھہ ہونے والا نہیں ہے، اور دیواریں بھی کھڑی ہو گئیں، چھت ڈالنے لگتے اس پر بھی اگر کوئی کہے کہ دیواریں کافی تھیں، چھت کی کیا ضرورت؟ تو اگر اس پر ہم لوگ غور کریں تو ہر ایک اپنی جگہ پر نہایت اہم ہے، اور یہ اللہ تعالیٰ نے نظام ایسا بنایا ہے کہ اگر ہم اس کو سمجھنے ملکے خود حل ہو جائیں گے، جیسے اللہ تعالیٰ نے چھرے الگ الگ لکھیں تو بہت سے ملکے خود حل ہو جائیں گے، اور ہر ایک کو کہہ دیا کہ تم جس کو اپنے سے اچھا سمجھ رہے ہو، ویسا بننے کی فکر نہ کرو، تھا بنائے، اور ہر ایک کو کہہ دیا کہ تم جس کو اپنے سے اچھا سمجھ رہے ہو، ویسا بننے کی فکر نہ کرو، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے جس کو جیسا بنایا ہے وہ سب سے اچھا ہے اپنی جگہ نہ کرو اس کی، اس کی مصلحت تھیں ہیں، جبی تو اس نے روک دیا (وَلَا تَقْمِنُوا مَا پُر)، اور اس میں نہ جانے خدا کی حقیقت تھیں ہیں، جبی تو اس نے روک دیا (وَلَا تَقْمِنُوا مَا فَضَلَ اللَّهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ) (النساء: ۳۲) کیونا اگر ہم یہ سوچنے لگیں کہ ہم دیکھنے میں اچھے نہیں وہ زیادہ اچھا ہے تو اللہ پر اعتراض ہو گا اور یہ ذہن میں آسکتا ہے کہ اللہ نے ہم کو کیوں ایسا بنایا کیا اللہ کی قدرت میں کاملیت میں نہ کٹ بھی؟ کہ یہ خراب بن گئے، وہ اچھے بن گئے اس سے، ایسا تو ہے نہیں، اللہ نے ہر ایک کو اپنی جگہ پر ماشر ہیں بنایا

ہے، دوسری طرف آپ کے بھی مقام و مرتبہ کو بتانا ہے آپ یہ کہ سکتے ہیں کہ میں تھا اپنی ذات میں ہوں میرا جیسا کوئی نہیں، تو یہ اللہ تعالیٰ نے عجیب و غریب معاملہ رکھا ہے۔

### ہر ایک کا اپنا مزاج ہے

اگر پوں ہی غور کریں تو بہت سچھے ہے ایسے ہی مزاج بھی بنایا ہے ایسے ہی کام بھی رکھا ہے، ہر ایک کا کام ہے، اپنا اپنا، اسی لیے قرآن مجید میں جو دعوت کا کام نیکی کی طرف بلانے کا کام یا اچھے کام کرتے ہیں، ان کے بارے میں فرمایا گیا ہے **فَلْ شُكْلُ**  
**يَعْمَلُ عَلَى شَأْكِلَيْهِ فَرَبِّكُمْ أَغْلَمُ يَمْنَ هُوَ أَهْدَى سَيْلَةِ** (بنی اسرائیل: ۸۴) ہر ایک اپنے مزاج اپنی افتادی سچھے اپنے اندر ورنی سوچ اپنے اندر ورنی خیالات و جذبات کے تحت کام کرتا ہے، تو یہ تو وہیں معلوم ہو گا تو اس لیے کہا کہ بس سینٹر کا فیصلہ تو وہاں ہو گا لیکن یہ ہے کہ قریب قریب لگر ہو، چلتے رہو کام من جائے گا۔

### ہر ایک دوسرے سے وابستہ رہے

اسی لیے حدیث میں آتا ہے قاربوا مقاربوا معنی لگر ہو، سینٹر کی طلاش میں رہو، کہ جو بالکل لائن ہے اس پر بالکل آجائو، تو بہت بڑی بات ہے جس کو اللہ وہاں پہنچادے انبیاء کرام وہاں پہنچتے ہیں اس لیے وہ معیار ہوتے ہیں پھر صحابہ کرام تھے، پھر ان کے جتنے قریب تبعین ہوں گے وہ ایسے ہوں گے تو یہ چلاتا رہے گا، تو جب یہ کام ہمارے پر دیکھا گیا ہے، تو جو بنیاد بنا رہا ہے وہ اچھی بنیاد بنائے رکھے جو دیوار بنا رہا ہے وہ اچھی دیوار بنائے، جو چھت ڈال رہا ہے، وہ اچھی چھت ڈالے، اگر سب مل کر اس طرح کام کریں گے، بہترین عمارت تیار ہو گی اور اگر ہم ایک دوسرے کے اعتراض میں لگ گئے جیسا کہ ابھی عرض کیا گیا تو ظاہر ہے پھر بنیاد چھوڑ دی جائے تو دیوار میں بے کار، اور دیوار میں چھوڑ دی جائیں تو بنیاد بے کار، اور چھت چھوڑ دی جائے تو دیوار اور بنیاد میں سب بے کار، تو اس لیے ہر ایک دوسرے سے وابستہ ہے، اور اسی لیے مسلمانوں کی مثال بنیان موصوں سے بھی دی گئی ہے، مضبوط عمارت جیسے ہوتی

ہے، سر بھی دماغ بھی ہوتا ہے، اور رخسار سے لے کر پھر تک سارے اعضاء ہوتے ہیں، اگر ان میں سے ایک کو بھی آپ کہیں یہ بلا وجہ ہے تو پھر غلط ہو جائے گا۔

### ہر ایک کی اپنی ذمہ داری ہے

اور اگر ایک دوسرے کی اہمیت واضح ہو جائے گی، ایک واقعہ آتا ہے حضرت علیؓ کے حضرت فاطمہ سے دو بیٹے تھے حسن حسین جن کو سب جانتے ہیں، ان کی دوسری بیوی سے دوسرے بیٹے ایک محمد بن حنفیہ ہیں، تو حضرت علیؓ ان دو کا ادب بھی کرتے تھے اپنے بیٹوں کا حضرت فاطمہ کی وجہ سے بڑا خیال رکھتے تھے تو لوگوں نے لگایا جو دوسرے لوگ تھے انہوں نے کہا دیکھو تمہارے ابا زیادہ خیال نہیں رکھتے ان دو کا زیادہ رکھتے ہیں، اور جب کوئی عزت دینی ہوتی ہے اور محبت کا اظہار ہوتا ہے، تو ان دونوں کو آگے رکھتے ہیں، اور جب کوئی معاملہ جنگ کا ہوتا ہے محنت کا ہوتا ہے، تو تم کو آگے کرتے ہیں، تو انہوں نے اس کا جواب بڑا اچھا دیا جس سے سمجھ میں آ جاتا ہے، کہ جسم کے ان اعضاء کا کام کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا وہ میرے ابا کی دونوں آنکھیں ہیں، اور میں ان کا ہاتھ ہوں، تو اپنے ہاتھ سے اپنی آنکھوں کی حفاظت کرتے ہیں وہ، بات ختم ہو گئی تو ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے یہ جسم جو بنایا ہے، اس کو ایک دوسرے کے تعاون کے لیے بنایا ہے، اگر یہ تعاون صحیح رہے گا تو پھر کوئی جھگڑا نہیں، لیکن اگر یہ آجائے کہ یہ آنکھیں کیوں آنکھیں ہیں؟ ہاتھ اعتراف شروع کر دیں ہاتھ یوں کہیں کہ ان آنکھوں کو میں برداشت نہیں کرتا تو کیا ہو گا ہاتھ آنکھ پھوڑ بھی لیتا ہے، اپنی ہی پھوڑے آنکھ، کہہ گا میں اپنی آنکھوں کو نہیں برداشت کر سکتا، کہ ان کی قدر کیوں ہے؟ ان کو چشمہ لگایا جاتا ہے، ہاتھ پر کیوں نہیں لگایا جاتا؟ تو بے وقوفی کی بات ہو گی کرنہیں ہو گی؟ تو ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے سب بانٹ دیا ہے، تو آدمی اگر اس پر کام کرنے لگے تو کیا کہنے، اسی طرح اب اللہ تعالیٰ نے ہم کو دنیا میں رکھا ہے، اور دنیا جو ہے یہ آخرت کا مزرعہ ہے، مزرعہ الآخرۃ ہے یہ، یہاں جو کھیتی کریں گے، آخرت میں ہم کا ملیں گے۔

## دنیا کو یوں سمجھ لیں

اور دنیا کو اللہ تعالیٰ نے بہت زیادہ یوں سمجھ لیجئے کہ دیکھنے میں تو بڑی خوبصورت ہے، لیکن گندگی سے بھری ہوئی ہے، جیسے کہ ماں کے پیٹ میں بچہ ہوتا ہے، تو بچہ گندگی کی جگہ پر ہے، اور خون سے زندہ رہتا ہے، اگر خون نہ پئے بچہ، خون نہ جائے اس کے جسم میں تو بچہ نہ تھا نہیں، اور جب آتا ہے تو بالکل گندرا ہوتا ہے، تو اس کو صاف کیا جاتا ہے، نہلا یا جاتا ہے، تو دنیا کے لائق ہو گیا وہ، جب نہلا یا گیا تو دنیا کے لائق ہو گیا وہ، اور جس طرح اندر اس خون کے ساتھ رہنا ضروری ہوا اسی طرح جب دنیا کے پیٹ میں آگئے، تو یہاں کی گندگی کے ساتھ رہنا بھی ضروری ہو گیا، کہ یہاں کی جو چیزیں ہیں یہ آخرت کے مقابلے میں دیے ہیں جیسے یہاں کے مقابلہ میں خون، تو ہم سوچتے ہیں کتنا بر الگتا ہے کہ ہم خون پی کے زندہ رہے ہیں، کوئی سوچ سکتا ہے؟ لیکن سارے جتنے بیٹھے ہوئے ہیں کوئی ایسا نہیں ہے جس نے یہ کام نہ کیا ہو، اور ایک دو دن نہیں، مہینوں مہینوں پیا ہے، اور تو مہینے کے بعد آپ تشریف لائے باہر، تو پھر آپ کو نہلا یا گیا، اور اب یہاں کی گندگیوں میں آپ کو رکھ دیا گیا، تو اب وہاں کی گندگیاں ساری تھیں، لیکن خون ہی وہ لیتا تھا، اور اس سے بڑا ہور ہاتھا تو یہاں کی گندگیاں جو چاروں طرف ہیں ان سے بھی ہم کو بچتا ہے، اور اپنا پھل لیتا ہے، اگرچہ یہ پھل بھی آخرت کے مقابلہ میں دیا ہی ہے جیسا کہ یہاں کے مقابلہ میں وہاں کا، تو اب یہاں پر نظام یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو گندگیوں سے بچاتے رہیں، تاکہ وہاں آسکیں، آخرت کی دنیا میں ہم دنیا کے پیٹ سے نکل کر، اسی لیے آخر میں ہر دہ کو جو نہلا یا جاتا ہے وہ اسی لیے، کہ اب نہلا دیا گیا عالمی طور پر تاکہ آخرت میں جب اٹھے تو نہلا کر دھلا کر گویا کہ ایک نہلا ناہوا جب بچہ پیدا ہوتا ہے اور ایک نہلا نا جب دنیا سے جاتا ہے اسی لیے جب آتے ہیں تو اذان واقامت کہہ دی جاتی ہے، اور جب جاتے ہیں تو نہلا دھلا کر نماز پڑھ دی جاتی ہے، دو قوں نہلا نے ہو گئے، ایک تو جب آئے، تو نہلا دیا، اذان کہہ دی، اور اس کے بعد پھر نہلا دھلا دیا نماز پڑھادی، اب جائیے تشریف لے جائیے۔

## اگر روح دنیا ہی میں مر گئی

اب اگر ہمارا کھانا پینا سمجھ ہے، تو بالکل ویسا ہی ہو گا جیسا بچہ سمجھ سالم آجائے، اور اگر ہمارا معاملہ گڑ بڑ ہے تو بچہ پیٹت ہی میں مر جاتا ہے، تو ماں کے بھی لالے پڑ جاتے ہیں، کتنا خطرناک معاملہ ہو جاتا ہے، اگر پیٹت میں بچہ مر جائے تو ایسے ہی جن لوگوں کی رو جیں مر جاتی ہیں دنیا کے پیٹت میں، تو ان کے لیے وہ اپنے لیے تو مصیبت ہوتے ہیں، جن کے پاس ہوتے ہیں ان کے لیے بھی مصیبت بن جاتے ہیں، گویا کہ اپنے پورے گھر کو بتا کر دیتے ہیں، پورے معاشرہ کو بر باد کر دیتے ہیں، اور خطرہ ہوتا ہے کہ اس کی وجہ سے پورا معاشرہ مر جائے گا، یعنی جس کی گود میں وہ پل رہا ہے وہ پورا معاشرہ ہی مر جائے گا، اسی لیے آپ نے دیکھا ہو گا کہ حضرت موسیٰ کا قصہ سنایا گیا ہے قرآن مجید میں تو یہ کہا کہ کافر ہونے والا تھا یعنی دنیا کے پیٹت میں رہ کر یہ مر جانے والا تھا، اور پھر یہ اپنے ماں باپ کے لیے مصیبت بنتا، تو اس کو پہلے ہی ختم کر دیا گیا، تاکہ مصیبت نہ بنے، بات وہی ہے کہ یہ دنیا کے پیٹت میں جور و حافی اعتبار سے مر جاتے ہیں تو جہاں جس کے پیٹت میں وہ رہتے ہیں اس خاندان کے لیے مصیبت بنتے ہیں، پورے معاشرے کے لیے مصیبت بنتے ہیں، پورے سماج کے لیے مصیبت بنتے ہیں۔

## نہلا نا آپ کا کام ہے

اب ان کو نہلا نا دھلانا آپ کا کام ہے، جس طرح یہاں ماں سے بچہ پیدا ہوتا ہے تو ماں نہلائے یا اس کی نافی نہلائے، یا زمیں نہلائیں، کوئی نہ کوئی نہلاتا ہے، ایسے ہی آپ کی ذمہ داری ہے مسلمین کی ذمہ داری ہے کہ جو بچے ان کی گود میں دے دیئے گئے ہیں ان کو نہلائیں، بچہ دوسرا ہے کا ہے نہلاتا دوسرا ہے جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو ماں نہیں نہلاتی ہے، بلکہ اس کی نافی نہلاتی ہے، اس کی دادی نہلاتی ہے یا پھر نہیں نہلاتی ہیں، آج کل کے اعتبار سے وحشی ہیں، ایسے ہی جس کے گھر میں بچہ پیدا ہوتا ہے وہ نہلاتا آپ کے

سپر و کردیا گیا، آپ گویا کہ ان کی نرسوں کی حیثیت سے ہیں، اور اب آپ کو ان کو نہلا دھلا کر پوراٹھیک کرنا ہے، یعنی جس طرح نرسیں کرتی ہیں، تاکہ زندگی سلامت رہے، اور جسم بھی اس کاٹھیک رہے تو اس کے بعد سے وہ انجشن کا کارڈو غیرہ بن جاتا ہے، یہ انجشن دو مینے پر یہ تین مینے پر یہ چار مینے پر، یہ ساری ذمہ داری آپ کی ہو گئی، آپ کو نہلا نا ہے، دھلانا ہے اور نہلا نے دھلانے میں بھی کئی کام ہیں، یعنی بچہ صاف سحرار ہے اس میں کوئی اسکی چیز نہ ہو، جس سے برا معلوم ہو، یعنی جو اللہ نے اچھاتا یا ہے اس کو آپ ٹھیک کرتے رہیں تاکہ اچھار ہے یہاں تک کہ گھر کے آنکن کو بھی صاف رکھنے کو کہا گیا ہے، تو اب جتنی چیزیں اس میں آجائیں گی یعنی دانت کا بخجنا اور بدن کا صاف رکھنا کپڑوں کا دھونا، ناخن کا ترشوا، اور اس کے علاوہ جتنی چیزیں جانتے ہیں آپ، یہ ساری چیزیں اس میں آجائیں گی، یعنی ان ساری چیزوں کا خیال اپنے بارے میں بھی رکھیں، اور بچوں کے بارے میں بھی رکھیں، یعنی روز چیک کریں کہ بچے ہمارے صحیح آرہے ہیں کہیں، دانت مانجھ کے آج آئے کہ نہیں آئے؟ اگر نہ آئے ہوں تو اپنے سامنے دانت مانجھوائیں انہیں، اور ان کو سمجھائیں کہ دانت نہ مانجھنے سے کیڑے پڑ جاتے ہیں، منھ سے بدبو آتی ہے، بات کرنا مشکل ہو جاتا ہے کچھ دنوں کے بعد، اور اب تو اور زیادہ امراض پیدا ہو رہے ہیں، بچہ کے ذہن میں ڈال رہے ہیں، تو خود وہ اہتمام کرے گا، ایسے ہی کپڑے صاف رکھنے کی تلقین کریں، ایک ایک بات گویا کہ اس کو چیک کیا کریں اور صفائی بھی رکھیں، ہم نہیں کہتے کہ فیصلہ نیزم ہیں آپ کے پاس، اس باب آپ کے پاس نہیں ہیں اتنے کہ آپ بہت چمکتی ہوئی چیز رکھیں، لیکن جو ہے وہ صاف رکھیں، اور یہ چیز مزانج سے تعلق رکھتی ہے، بعض لوگوں کے اندر مزانج ہوتا ہے، تو صفائی ان کے یہاں نظر آتی ہے ان کا مزانج ہی نہیں ہوتا کتنا ہی آپ صاف کروائیے ہوتا ہی نہیں۔

### صفائی ایمان کی علامت ہے

مولانا ابوالکلام آزاد بالکل نوچیز تھے، جب ندوہ آئے تھے تو یہاں بتایا لوگوں نے

جب آئے تھے تو ایک شیر وانی پہن کر آئے تھے، اور جب ندوہ سے گئے ہیں تو وہی شیر وانی پہن کر گئے ہیں، اور کسی کسی نے ان کی شیر وانی میل نہیں دیکھی، اور پڑھنے لکھنے میں معمولی آدمی نہیں تھے، ہر وقت پڑھتے لکھتے تھے، ان کو پڑھنا لکھنا تھا صرف علمی آدمی تھے، لیکن صاف سترے بھی رہتے تھے ان کی شیر وانی پڑھ کی لوگوں نے دھبے وغیرہ نہیں دیکھتے تھے، بتایا رات کو دھولیتے تھے صبح سوکھ جاتی تھی پھر پہن کے جاتے تھے اہتمام کرتے تھے تو اگر ہم لوگ بھی تھوڑا بہت خیال رکھیں ہم یہ نہیں کہتے بہت زیادہ اس لیے کہ زیادہ جب حد سے گزریں گے تو پھر اصل چیز نکل جائے گی اس لیے منع بھی کیا گیا ہے، آپ نے منع کیا ہے بہت زیادہ حد سے بڑھ کر زینت کرنے سے بھی منع فرمایا ہے، کہ ہر وقت اسی میں لگا رہے تو پھر درسا کام کیا کرے گا؟ ہر جگہ اعتدال ہے اسلام میں، لیکن صفائی سترائی تو ایمان کی علامت ہے، کرنا چاہیے صاف ستر آدمی رہے جو اس کا بہت خیال رکھا کرے، آپ کے یہاں بچے جو آرہے ہیں دیہات کے ہیں وہ نہیں جانتے صفائی سترائی کیا ہوتی ہے؟ اس لیے آپ موٹی موٹی پہلے باقیں پتا کیں، جیسے سب سے زیادہ ضروری دانت کا ہے ما جھنا، تو یہ کوئی مشکل بھی نہیں ہے، کہ تو تھوڑی پیش اس کا لایا جائے، وہاں سے جا کے لکھنؤ سے بیتاپور سے، یہاں اس نے کونکل لیا را کھوئی لے لیجئے تو بھول سے کہیے ہمارے سامنے کرو صاف کروانی یہ دانت چمک جائیں گے، اتنا عمدہ ہوتا ہے وہ، تو نہ بدی لگئے نہ پھکری خرچ کچھ نہیں ہے، لیکن کام بن جائے گا، اور اسی طرح اگر اور چیزوں کا بھی اہتمام آپ رکھیں جو ثابت ہیں حدیث سے کیا کہنے ماشاء اللہ بہت اچھی بات ہے، ایک ایک چیز کو دیکھیں۔

### طہارت پر توجہ دیں

دوسرا بھرپور ہے اس سے آگے بڑھ کر طہارت کا معاملہ بھی ہونا چاہیے نظافت کا اور اس کے آگے بڑھ کر طہارت کا طہارت میں وضو کیسے کیا جاتا ہے؟ قیم کیسے کیا جاتا ہے؟ اور اس کے ہونے کا طریقہ کیا ہے؟ یہ ساری باقیں اہتمام سے بہائی جائیں، تاکہ

بچوں کی اس سلسلہ میں کوتاہی نہ ہو، کیونکہ طہارت میں بہت سے لوگ کوتاہ واقع ہوئے، خاص طور سے استجاء خانے وغیرہ جو بننے ہیں کھیت الخلاء، جو تعاوہ تو مُمکِن تھا وہاں تو لوگ جاتے تھے، کیا، اور چلے آئے، لیکن یہاں عُشل خانے وغیرہ بن گئے ہیں، یہاں بھی بن گئے ہیں دیہا توں میں تو دیہا توں اے تو اور زیادہ ڈونگالیا وہی پاکخانیں رکھو، یا وہی پانی میں ڈال دیا اٹھا کر، آپ نے تو اتنا اہتمام فرمایا کہ راست کو کوئی اٹھے تو اس کو بھی بھرے ہوئے پانی میں ہاتھ نہیں ڈالنا چاہیے چہ جائیکہ وہ ڈونگا رکھا ہے نیچے اسی کو اٹھا کر ڈال دیا، ناپاک ہو گیا، یہ طہارت کے بارے میں ہم لوگ بڑے کوتاہ واقع ہوئے ہیں، حالانکہ مسلمانوں کو اس میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے بہت اہتمام کرنا چاہیے طہارت کا ایک توصاف ستر اس کو بھی رکھیں، اور صاف ستر ارکھنے کا مطلب پاک رکھیں، یعنی پیشاب کی تھیں آجائیں تو وہ نظر نہیں آری ہیں، دیکھنے میں صاف ستر ہے نظر نہیں آرہی ہیں، دیکھنے میں صاف ستر ہے چمک رہا ہے لیکن وہ ناپاک ہے ہمارے نزدیک، اس کو دیکھنے صاف کیجئے، پاک ہو جائے وہ تو یہ طہارت جو ہے اس کو بھی سکھانا ضروری ہے بچوں کو، کہ کتنی دفعہ دھلانا چاہیے، صابن سے ڈونا چاہیے، یہ ساری اللہ میاں نے اتنی آسانی رکھی ہے اگر صابن نہ ملے تو آپ مثی سے دیکھنے اور یہاں تو مثی کی کوئی کمی نہیں ہے، اور صابن سے زیادہ فائدہ اٹھا ہے صابن والوں کو بھی اتنا فائدہ نہیں ہوگا، جتنا مثی والوں کو فائدہ ہے۔

### تیسرا درجہ ترکیہ کا ہے

اس کے بعد پھر تیسرا درجہ ترکیہ کا ہے، یعنی اس کا تعلق دل ودماغ سے ہے، تو جب اس کو صاف کیا آپ اپنے اندر بھی صاف کریں، بچوں کا ذہن پہلے ہی سے بنا کیں، کہ لڑائی بری چیز ہے، کسی کو حقیر سمجھنا ہی بری چیز ہے، کسی کی غیبت کرنا ہی بری چیز ہے، موٹی موٹی چیزیں ہیں، جو بچوں کے اندر ہوتی ہیں، ابھی سے ذہن میں ڈالیں گے تھوڑا تھوڑا جو بچوں کے مطابق ہو یہ نہیں کہتے کہ بد افسوس بیان کیجئے آپ، منصر اجو بچوں کے ذہن سے تعلق رکھتی ہیں، اس کو سامنے رکھ کر ان کو صاف دپاک کیا

جائے، فائدہ یہ ہو گا کہ تم صاف ہو جائیں گے، جود و سروں کو کرتا ہے وہ خود بھی صاف پاک رہنے کا اہتمام رکھتا ہے حضرت قہانوی نے ایک جگہ لکھا بھی ہے کہ جب میرے اندر کوئی کمزوری ہوتی ہے جس کو محسوس کرتا ہوں اس پر وعظ کہتا ہوں میں تاکہ شرم آئے کہ وعظ کہہ رہے ہو اپنے کو تھیک کرو، تو ان لوگوں کو سوچنے کا انداز ہوا کرتا تھا، تو جب آدمی پڑھائے گا دوسروں کی صفائی کا اہتمام کرے گا تو خود بھی صاف رہنے کا اس کے اندر خیال پیدا ہو جائے گا، یہ بنیادی باتیں ہیں، اور یہ عمومی طور پر دیہاتوں میں کی رہی ہے، اس لیے میں نے کہا پہلے اس کو عرض کر دوں۔

### عقیدہ کی تعلیم عام کریں

اس کے بعد پھر تعلیم کا سلسلہ تو ہے ہی ہے، اور تعلیم کے سلسلہ میں بھی چونکہ پہلے یہاں وقت ہیں، تو اس سلسلہ میں سب سے اہم چیز عقیدہ ہے تو پہلے اپنا عقیدہ درست کریں، اور پھول کا عقیدہ بھی درست کریں، اس میں بھی بات وہی ہے جب ان کے عقیدے کی آپ فکر کریں گے تو خود بھی آپ غور کریں گے، اور آج کل اچھے اچھے مولویوں کا عقیدہ ڈگ کارہا ہے، اور سمجھ بھی نہیں پاتے کہاں گڑ بڑا کر ہے ہیں؟ لیعنی اچھے اچھے لوگوں کو تم نے دیکھا، بڑا افسوس ہوا کہ فارغین میں اور لیکن عقیدے میں شرک نہ صاہوا ہے، اور شرک برا خطرناک ہے، جیسے دو دھر ہے اس میں پیشاب ڈال دیں آپ، لا حل ولا قوۃ الا باللہ، سارے دو دھر برباد ہو جائے گا، اب پیشاب اگر آپ زیادہ ڈال دیں گے تو بد بوجی آنے لگے گی، آپ دس کلو دو دھر میں چار کلو پیشاب ڈال دیجئے تو کیا ہو گا دو دھر کا، بے چارہ کا لیکن اگر دس گرام ڈال دیا جائے تو گیا ہو اسی وجہ سے ﴿لَا نُشَرِّكُ بِهِ شَيْئًا﴾ (آل عمران: ۶۴) آیا ہے حدیث میں بھی قرآن میں بھی شیعہ کا مطلب ہے، نہ سو گرام ڈالو، نہ چار کلو ڈالو، شیعہ کا مطلب ہی ہے، ترجیح نہیں سمجھ پاتے اس کا لوگ، اس کا ترجیح غلط کر دیتے ہیں، اور شیعیا یہ عربی جانے والے جانتے ہیں، جہاں (آن) ہو جائے لیعنی تنوین تحریر کی ہے، لیعنی بالکل ذرہ برابر بھی شرک ان کے ذذہ، نہ میں نہیں آتا لیعنی ایک قطرہ بھی پیشاب نہیں ڈالتے، صاف سفر، عقیدہ

دودھ ہے، اور دودھ میں اگر خدا خواست پیشاب ڈال دیا تو کیا ہوگا دودھ کا؟ اور پھر آخرت میں ظاہر ہے وہ رجیکٹ ہو جائے گا، اس لیے کہ جہاں اللہ نے چیک کیا تو یہ کیا دودھ تھا، اما لاد و لا ہے وہ بھی گنگی میں ملا کر لائے ہو، بھاگو یہاں سے اسی لیے فرمادیا گیا قرآن مجید میں، کہ اللہ شرک کو بھی معاف نہیں کرے گا، اس کے علاوہ جتنے بھی گناہ ہیں سب معاف کر سکتا ہے اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا میں سفارش اس کی کروں گا جو اتنا بھی شرک نہیں کرے گا، معاملہ ختم ہو گیا، نہ ادھر سے ہے نہ ادھر سے ہے، باشیں کو چاہیں بنائیں، یہ شاعری نہیں ہے، حقیقت ہے، اس لیے شاعری کے ذریعہ سے جنت پا جانا، پہ کوئی کھلیں نہیں ہے، جو لوگ کہتے ہیں شعر پڑھ کے کام بن جائے گا ایسا نہیں ہو گا عقیدہ تو درست کر کے لانا پڑے گا، اور کیونکہ انہوں نے اعلان فرمادیا ہے اور اللہ کے رسول ﷺ نے بھی بتا دیا ہے تو بچوں کا عقیدہ آپ اتنا پختہ کروں، کہ وہ گھر والوں کو تھیک کروں جا کر، اور ان کے گھر میں تبدیلی شروع ہو جائے اور اس کے لیے مطالعہ بھی کرنا پڑے گا، مطالعہ کریں، اور کلمے سب یاد ہو جائیں، صرف پڑھادیں نہیں ان کو از بر ہو جائے عملی مشق اس کی کرا دی جائے اور جو ابتدائی معلومات ہیں جو آپ کتابوں میں پڑھار ہے ہیں وہ از بر ہو جائیں صرف پڑھادیں نہیں، ان کو از بر ہو جائے، یہ سمجھ لجئے چلا جائے گا یہ، آپ یہ سمجھ کر پڑھائیں تو جتنا پڑھ لیں تا کہ وہ آخر وقت تک کام آئے، جتنی آپ محنت کریں گے اتنا ہی اللہ نواز ہے گا۔

### کوئی کسی کو حقیر نہ سمجھے

جیسا کہ میں نے شروع میں عرض کر دیا، آپ اپنے آپ کو نہ سمجھیں، اور نہ کسی کو یہ حق ہے آپ کو کم سمجھنے کا، نہ ہم سمجھ سکتے ہیں، نہ آپ کو خود سمجھنا چاہیے، اللہ نے آپ کو یہ موقع دیا ہے یہ میدان آپ کو دیا ہے اور یہ کسی اور کو نہیں ملا، اس میں بھی چلنے کا زیادہ ذر ہے، جیسے سائیکل سے کوئی چل رہا ہو اور یا اور جھوٹی گاڑیوں سے اس سے چکر ہوتا ہے۔ تو بڑے لوگ زیادہ خطرہ میں ہوتے ہیں، جو بہت اور اڑ رہے ہیں، ان کو اگر

خدا خواستہ خرابی ہوئی پھر تو یہ اسی غرق، لیکن جو ایسے معاملے ہیں جو سائیکل سے چل رہے ہیں، رکشہ سے چل رہے ہیں، بکر کہیں ہوئی اور اس کے بعد ثوٹ گیا پھر بیٹھ گئے چار ہفتہ میں تھیک، لیکن ہوائی چھاڑ میں گرنے کے بعد تو کوئی پچتائی نہیں، اس لیے کسی کو کہنے کا یہ حق نہیں ہے آپ نیچے ہیں، ہم اونچے ہیں، ایسا کہیں کچھ بھی نہیں ہے، جس کو وہ اور پہنادیں، وہی ہے، کہا گیا ہے ﴿إِنَّ أَنْكَرَ مَثُقُمٍ عِنْدَ اللَّهِ أَنْقَاصُكُم﴾ (الحجرات: ۱۳) تم میں سب سے زیادہ اللہ کے نزدیک معزز وہ ہے جو مقنی ہو، اور مقنی وہ ہے جس کا سینہ اچھا ہو، اور سینہ کے اندر دل اچھا ہو، دل کس نے دیکھا ہے سوائے خدا کے، تو کون کہہ سکتا ہے میں اکرم ہوں، اللہ میاں نے تو اس کوئی تھہوں میں چھپا دیا ہے، تو اب کوئی اگر کسی کو حقیر سمجھتا ہے، ویسے چور کو سب نظر آتے ہیں چور، جیسے چور ہوتا ہے یہ بھی چور ہو گا، تو ایسے ہی جو دوسروں کو کم سمجھے، وہی خود کم ہوتا ہے، ورنہ جو کم نہیں ہوتا یہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو بنا کر بتا دیا، ﴿فَقَبَازَكَ اللَّهُ أَخْسَنُ الْعَالَمِينَ﴾ (المؤمنون: ۴) کیا کہنے ہیں اس کے، اس سے بہتر تو کوئی پیدا کرنے والا ہے ہی نہیں، تو ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو ذمہ داریاں ہم کو دی ہیں، ان کو ہم بھانے والے بن جائیں، تو انشاء اللہ دنیا میں بھی کامیاب ہوں گے آخرت میں جو کامیابی ملتے والی ہے اور وہی اصل ہے، اور وہ اگر یہاں مل جائے تو کامیاب، اور اگر وہاں نہ ملے تو ناکام، جہاں بھی مل جائے تو آپ کی ذمہ داریاں اس اعتبار سے بہت زیادہ ہیں، یہاں کے ماحول کے اعتبار سے تھوڑی توجہ کریں گے، تو اللہ کی مد بھی ہوگی، اور اس کے برکات بھی آپ کو محسوس ہوں گے انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ ہم سب کو نصیب فرمائے۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين.

## صحیح معرفت کی ضرورت

میرے بزرگ اور عزیز بچپوں!

آدمی حیرت میں پڑ جاتا ہے جب وہ ایسے پس اندر علاقوں میں کام ہوتے ہوئے دیکھتا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے اس کا کرم ہے، اس کا احسان ہے جتنا اللہ کا شکر ادا کیا جائے وہ کم ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے بے حساب نعمتوں سے نوازا ہے تو یہ علاقہ بہت دنوں سے محروم چلا آ رہا تھا، خاص طور سے بچپوں کی تعلیم کے سلسلہ میں یہاں بچپوں کی تعلیم کا انتظام ہو گیا ہے اور بچپوں کو پڑھانے کا مطلب بھی ہوتا ہے اگر اس کا عقیدہ درست ہو جائے اور دین کی بنیادیں مناسب کر لیں تو اس کے ماں باپ بھی ٹھیک ہو سکتے ہیں، بھائی وغیرہ بھی ٹھیک ہو جائیں، اور پچھے بھی ٹھیک ہوتے ہیں، اور اس کے ساتھ ساتھ اس کا شوہر بھی ٹھیک ہوتا ہے، تو اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو یوں تودیکھنے میں کمزور بھایا ہے، اور پردہ میں رکھا ہے، لیکن اگر آپ غور کریں تو اس کا کام مردوں سے پڑھ جاتا ہے، ایک آدمی ایک آدمی کو سمجھا پاتا ہے، باہر نکل جاتا ہے، لیکن عورت مسلسل سمجھاتی ہے بار بار سمجھاتی ہے ہر وقت آنکھوں کے سامنے رہتی ہے، تو اس کا اثر غیر معمولی پڑتا ہے، شوہر کی خدمت کرتی ہے، اور جو پچھے اس کے گھر میں آئیں گے، وہ تو بالکل ٹھیک ہو جائیں گے، ماں باپ کو سمجھانا پڑے گا اور بھائی، بہن کو سمجھانا پڑے گا لیکن جو پچھے ہیں ان کو ڈھالنا پڑے گا تو ایک عورت غیر معمولی چیز ہے، اب اگر عورت اچھی ہو گئی تو وہ بچپن کر کیا بنے گا۔

## انسان گوناگوں صلاحیتوں کا حامل

اللہ نے انسانوں کو ہر طرح کی صلاحیت رکھی ہے جنگل میں پیدا ہوتا ہے جنگل میں چمکتا نہیں ہے، پورے عالم کو چکاتا ہے، خود رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ایسی ہی جگہ پیدا ہوئے ہیں حضرت اسماعیل اور آپ کے مورث اعظم بھی ایسی ہی جگہ پیدا ہوتے ہیں، حضرت اسماعیل اس وقت تو نہ آدمی ہی تھا نہ آدم زاد، نہ پانی تھا نہ کھانا، صرف حضرت ہاجر تھیں، اور ان کا بیٹا، حضرت ابراہیم چھوڑ کر چلے گئے، اندازہ نہیں لگا سکتا آدمی، کہ کیا حالت رعنی ہو گئی؟ اور جو ایمان تھا اس ایمان کا شمارہ تھا تو جب حضرت ابراہیم جانے لگے انہوں نے دامن پکڑ لیا کہاں جاتے ہیں میاں؟ یہاں کس پر چھوڑ کر جارہے ہیں؟ تو وہ مژے نہیں جاتے رہے، اللہ کے اوپر چھوڑ رکھا ہے؟ کہاہاں، وہ حضرت ہاجر کے منہ سے لکلا، تو کہا اللہ ہم کو ضائع نہیں کرے گا۔

## یہ خیال میں رہے

یہ جملہ جو ہے یہ ہر گوت کی زبان پر ہونا چاہیے، جو ریگستان میں رہے، گویا کہ ہر ریگستانی خاتون کا یہ جملہ ہے ”اذا لا یضيغنا“ جب اس کو ایمان کی دولت مل گئی تو اس کو بار بار کہنا چاہیے تھاب اللہ ہم کو ضائع نہیں کرے گا، ہم آپ کو خوش خبری دیتے ہیں، آپ کو ایمان کی دولت مل گئی اللہ آپ کو ضائع نہیں کرے گا آپ کو وہ مقام ملے گا جس کا اندازہ بھی نہیں، خدا کی رحمت آپ پر برے گی ویسے ہی جیسے بنخاں میں بھیت ہوتی ہے یہاں صحراء ہے اور صرف آسمان ہے پہلے لوگ بتاتے تھے ابھی بھی ہیں کہ پانی کے لیے آسمان کو دیکھتے ہیں اگر اور نظر آیا کچھ، تب تو امید ہے اور اگر نہیں تو نہیں، اب آسمان سے صحیح رشتہ جڑ رہا ہے پہلے بادل تک تھے، اب آسمان تک پہنچ چکے ہیں، جب تک بادل میں تھے پریشان تھے اب آسمان تک پہنچ سب حل ہو گیا، آپ خود اندازہ بھیجیں ایسے صحراء میں جہاں غیادی کو تھیں نہیں اور جہاں اچھے گھر نہیں، آسمان سے ذرا

ساجڑا تی بڑی بلندگ کمری ہو گئی، اب اگر صحیح کوئی جڑ جائے تو اللہ اکبر! کہاں پھوٹھے گا وہ؟ اس کی بلندی کو اور اس کی رفتار کو کوئی چھوٹیں سکتا، لیکن ہاں تعلق صحیح ہونا چاہیے، اور ایسے علاقوں میں اللہ تعالیٰ کی رحمت زیادہ برستی ہے کیونکہ جہاں گناہ کم ہوتے ہیں، اور شہروں میں گناہ چونکہ زیادہ ہوتے ہیں، تو وہاں مصیبتیں بھی اتر رہی ہیں، بلا کیں نازل ہو رہی ہیں، اور یہاں چونکہ اس سے دوری ہے تو جب تک دوری رہے گی تو رحمتیں پر رحمتیں برسیں گی، ہو سکتا ہے کچھ دنوں کے بعد ایمان سے زیادہ لوگ فیضیاب ہو جائیں، اور یہ ایمان کا گلستان بن جائے، اور ایمان والے آکر ایمان حاصل کریں، تو ان باتوں کا ہم لوگ خیال رکھیں، یعنی گناہوں سے بچنے کا خیال اور اپنے کو اللہ سے جوڑیں، شہر میں تو بہکانے کو شیطان کے پاس کچھ ہے شیطان بھی ڈھنڈی ہلاتا ہے تو اگر اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم ہو جائے تو نہ جانے کیا سے کیا ہو جائے، ہم خود نہیں سمجھ سکتے، اس لیے کہ اللہ کی معرفت جب ہو جاتی ہے تعلق بڑھ جاتا ہے جب تک معرفت نہیں ہو گی انسان کے ساتھ رہتا کون ہے؟ میں کیا بولوں، لیکن آپ نے کہا فلاں کے بیٹے کے پوتے آگے بڑھ گئے، تو اب باپ چلے گئے بیٹے کو فائدہ ہوا اور یہ ہوتا ہے، اب ایک تھے تو بیٹے کو فائدہ ہو گا، ہم لوگ کو اس کا اندازہ ہے تو اگر یہ نہ جانیں آپ تو اتنی محنت نہیں ہو گی جان لیا، تو یہ معرفت ہے۔

## معرفت کے درجے ہیں

ایسے ہی اللہ تعالیٰ کی معرفت بھی ہے اس کے بڑے درجے ہیں، جس درجہ کی معرفت ہو گی اسی درجہ کی اوپر سے باش ہو گی جمندے کو دیکھو اس سے پھول جھرتے ہیں، تو معرفت جب صحیح ہوتی ہے تو اس کی دوسیاں ہوتی ہیں، ایک کھینچو تو کچھ نہیں کٹ جائے گا، دوسرا کھینچو تو اوپر سے ٹکڑیاں جھرتی ہیں، ایسے ہی صحیح معرفت ہوتی ہے تو رحمتیں برستی ہیں، نعمتیں برستی ہیں، اور اگر معرفت غلط ہے تو پھر نہیں ہو گا، اور آج کل پیسوں سے تو

ملنے والی ہے نہیں، معرفت ہوتی نہیں تو غلط کام خوب ہوتے ہیں، اس لیے جن کو معرفت حاصل ہے ان کی خدمت میں جانا چاہیے اور جن کو خونہیں ہے ان کے پاس چلے گئے تو کچھ نہیں، کوئی جو پیتا ہے اس کے پاس کوئی ہی ہے اگر وہ اشتہار دے کر ہم سو نائج رہے ہیں، سو ناٹل جائے گا، آپ سمجھ کر چلنے کا سو نائج رہا ہے اور وہ کوئی ہے اگر اس سونے کا پانی بھی کوئی پر چڑھا دیا جائے کوئی سونا تھوڑی ہو جائے گا، جیسے ہی آپ رگڑیں گے فوراً ثوٹ جائے گا، اسی لیے یہ بھی ضروری ہے کہ صحیح آدمی کے پاس جائیں، غلط آدمی کے ساتھ نہ جڑو، اس وقت بہت لوگ کوئی کو سونے کے نام پر چلا رہے ہیں تو اس کی بہت احتیاط کرنی چاہیے، اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے، صحیح رہنمائی فرمائے۔

وآخر دعوا ان الحمد لله رب العالمين.



## طالبان علوم نبوت اپنے مقام سے واقف ہوں

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين  
 الأولين والآخرين امام الأنبياء والمرسلين خاتم النبيين محمد بن عبد  
 الله الأمين وعلى آله الطاهرين وصحبه الغر الميامين وعلى من تبعهم  
 ودعا بدعوتهم إلى يوم الدين، أما بعد!  
 میرے دوستوا و رعنیز طلب!

آپ اس دارالعلوم میں علوم حاصل کر رہے ہیں، اور اپنے آپ کو آپ طالب  
 علم کہتے ہیں، بس اتنا سا کام آپ کریں، کہ اپنے آپ کو جو کہتے ہیں وہ سمجھیں  
 بھی، یعنی طالب علم اپنے آپ کو کہتے ہیں، تو طالب علم اپنے آپ کو سمجھیں، اور علم  
 کے طالب بن جائیں، سارا مسئلہ حل ہو گیا، اگر میں اتنی بات کہہ کر اتر آؤں تو کافی  
 ہو گی، کہ طالب علم طالب علم ہو جائے، آپ نے کبھی شاید سوچا بھی نہ ہو گا کہ طالب  
 علم کہتے کس کو ہیں، بس اتنا سوچا کر پڑھنے والے کو طالب علم کہتے ہیں، لیکن طالب  
 علم بہت بڑی چیز ہے، اس لیے کہ اس کے دو جزو ہیں، ایک علم، اور ایک اس کا  
 طالب، تو پہلی بات تو علم ہے کیا؟ یہ معلوم کریں اور اگر نہیں معلوم تو طالب علم کیسے  
 ہو گئے؟ طالب علم اس وقت آدمی ہوتا ہے جب جس چیز کا طالب ہواں کو جانتا بھی  
 ہو، کہ وہ ہے کیا اگر آپ بازار میں کوئی چیز خریدنے جائیں، تو آپ پہلے سے طے

کریں گے کیا خریدنے جانا ہے، دال، چاول، کپڑا، جوتا، ٹوپی، جرسی، سب خریدنے  
جانا ہے، جس چیز کو آپ خریدنے جائیں گے اسی کی نیت سے دوکان پر جائیں  
گے، اور اس کے طالب ہوں گے، تب تو آپ خرید پائیں گے اور آپ کو بھی نہیں  
معلوم کہ کیا خریدنے جا رہے ہیں؟ تو پھر کیسے خریدیں گے؟ آپ کے پاس پیسے  
ہوں اور آپ باہر نکلیں، اور لوگ کچھ پوچھیں، کہاں جا رہے ہو؟ خریدنے جا رہے  
ہیں، پوچھیں کیا خردینے جا رہے ہیں؟ کہیں معلوم نہیں، تو کیا لوگ سمجھیں گے کہ  
عجیب آدمی ہے خریدنے جا رہا ہے، نہیں معلوم کیا خریدنے جا رہا ہے۔

ایسے ہی اگر کوئی آپ سے پوچھتے کہ میاں صاحب تم کیا ہو؟ تو آپ کہیں  
گے طالب علم، اور پوچھیں کہ طالب علم ہو تو کون سا علم حاصل کرنے جا رہے  
ہو؟ اب کہیں کہ یہ تو معلوم نہیں ہم کو، بس جا رہے ہیں، تو طالب علم تو سمجھ کر نہیں  
آئے، تو کچھ نہیں آئے گا، آپ کہیں کہ ہاں ہم تمrin الصرف، کتاب الصرف،  
شذ الرُّفْ، یہ پڑھنے جا رہے ہیں، تو گویا کہ یہ مصرف کے طالب ہیں، یا انہو  
پڑھنے جا رہے ہیں تو نحو کے طالب ہیں، اور اس سے آگے بڑھ کر پھر قرآن کے  
طالب ہیں، حدیث کے طالب ہیں، اصول حدیث کے طالب ہیں، اور اصول فقہ  
کے طالب ہیں، یہ ہونا چاہیے کہ نہیں ہونا چاہیے؟ اور پھر یہ دیکھتے کہ جو علم پڑھایا  
جا رہا ہے اس کا وہ دار ہے کہ نہیں، مثلاً آپ گئے کوئلہ کی دکان پر، وہاں جا کر کہتے  
ہیں مجھے آپ کتاب دے دیجئے، تو کوئلہ والابھی ہنسے گا، کہ عجیب آدمی ہے، کہ آیا  
ہے کوئلہ کی دکان پر مانگ رہا ہے کتاب، تو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ جہاں ہم  
جا رہے ہیں وہ ملے گا کہ نہیں؟ یہ بہت اہم بات ہے خود ہمارے طلبہ سمجھتے بھی نہیں  
اور سمجھایا بھی نہیں جاتا، حالانکہ سمجھانا چاہیے، طالب علموں کو، کہ تم ہو کس چیز کے  
طالب؟ پہلے وہ سمجھو، پہلے جب طلبہ ہوا کرتے تھے تو ان کا حال یہی ہوتا تھا باتی وہ  
طالب علم ہوتے تھے۔

## طالب علم ایک ہی چیز کا طالب ہوتا ہے

طالب علم ایک ہی چیز کا طالب ہوتا ہے، علم کا طالب ہوتا ہے، کسی اور چیز کا طالب نہیں ہوتا، باقی چیزوں اس کی ضرورت کی ہیں، جن کو وہ پورا کرتا ہے، طالب وہ علم کا ہوتا ہے، یاد رکھئے ہمیشہ آپ جب کپڑا خریدنے جائیں گے تو اگر راستہ میں آپ کو ضرورت ٹوٹیں آئی کسی اور چیز کی تو آپ وہ کام کر لیں گے اصلًا آپ کو کپڑا خریدنا ہے، اگر آپ خریدنے گئے ہیں، اور اگر جو تباخ رہتا ہے تو اصل جو تباخ ہے لیکن راستہ میں پیشاب لگا، پھر آپ جائیں گے پیشاب گھر، وہاں پیشاب کر کے آئیں گے، بھوک لگ گئی تو کسی ہوٹل میں کھانا بھی کھالیں گے، لیکن اگر کوئی پوچھئے کہ کیا کرنے گئے تھے؟ تو آپ یہ نہیں کہیں گے کہ کھانا کھانے گئے تھے، یا استغفار کرنے گئے تھے، آپ یہ کہیں گے ہم فلاں جو تباخ رہیں گے تھے، کپڑا خریدنے گئے تھے۔ ایسے ہی یہاں پر بھی اگر کوئی پوچھے گا آپ کے کس لیے گئے تھے؟ تو کہا جائے گا کہ ہم پڑھنے گئے تھے، تو پھر اگر یہ کہیں لوگ کہ جس کام کے لیے گئے تھے وہی کر کے نہ آئے تو کیا ہو گا انجام پھر؟ گھر والوں نے بھیجا تھا پڑھ کر آتا، آپ گھر والوں کے پانچ سال کے بعد، تو لوگ پوچھیں گے کیا کر کے آئے؟ کہا پڑھ کے آئے، کہا سناؤ، اب سنانہیں پار ہے ہیں، تو کیا پڑھ کے آئے پانچ سال کے اندر؟ ہمارے حضرت مولانا فرمایا کرتے تھے ہمارے بعض طلباء اتنے ماہر ہوتے ہیں کہ وہ طے کر لیتے ہیں پانچ سال میں پڑھ کر نہیں دینا ہے، سب کچھ کرنا ہے پڑھنا نہیں ہے، تو اس میں ان کو بڑی مہارت ہوتی ہے، پانچ سال گزار لیتے ہیں مدرسہ میں، اور پڑھنا نہیں آتا، تو اصل میں طالب علم کا کام یہ ہے کہ جس کام کے لیے آیا ہے وہ کام کرے۔

## قصہ ایک طالب علم کا

حضرت مولانا نے فرمایا کہ ایک مرتبہ خیراب تو بڑی آسانیاں ہیں نیپال میں علاقہ میں پسمندہ علاقہ میں ماشاء اللہ کیسی کیسی مدد لائیں ہیں، اس زمانہ میں لائن

وائٹ نہیں ہوتی تھی، چاندنی میں پڑھتے تھے اور جو سرکاری لائسنس جلتی تھیں، وہ بھی شہروں میں، یہاں تو کبھی جلتی نہیں، وہاں لکھنؤ وغیرہ میں جو بڑے بڑے شہر ہیں وہاں لائسنس کا کچھ انظام ہوتا تھا، تو اس میں وہ لڑکے وہاں بیٹھ جاتے تھے ایک طالب علم وہاں پڑھ رہا تھا بیٹھ کر، اور وہاں سے نواب صاحب کی سواری گزرنے والی تھی تو پوس والے ہٹو بچاؤ کرتے تھی ہیں، آگے دستہ چلتا ہے، وہی دستہ کے لوگ آگئے تو دیکھا کہ ایک طالب علم پڑھ رہا ہے، تو انہوں نے کہا نواب صاحب آرہے ہیں، تو طالب علم طالب علم تھا، اس نے کہا بھائی میں گردان یاد کر رہاں ہوں مضرار کی، نواب صاحب سے اگر صیخہ جمع کا پوچھ لوں تو بغلیں جما کنے لگیں گے، ہم تو یاد کر رہے ہیں، تو اس کو یہ یاد تھا کہ بس یاد کرنا ہے، تو طالب علم اس کو کہتے ہیں، جو اپنے کام میں لگا رہے۔

## آج کا حال

لیکن آج کل ہمارے طلباء اپنے وہاں ہم ایک جگہ گئے لکھنؤ میں ایک مدرسہ میں، اور وہاں تقریری کی، تو ہم نے سہی بات کہی، آپ طالب علم ہیں، یا طالب طعام، آج کل لڑکے ڈھونڈتے ہیں کہ کس مدرسہ میں کھانا اچھا ملتا ہے؟ اور کس مدرسہ میں گھونٹے کو خوب ملتا ہے؟ خوب ہلیں گے، تو ہم نے وہاں جا کے وہاں کئی محلوں کے نام ہیں، مولوی گنج، حضرت گنج، تو ہم نے کہا بہت سے طالب علم، طالب حضرت گنج ہیں، طالب مولوی گنج ہیں، اکثر طالب لباس ہیں، اور سب طالب طعام ہیں، اور یہ اتنا ذوق خراب ہو گیا ہے کہ ایک بڑے مدرسہ میں ہم گئے تو وہاں ایک اشتہار لگا ہوا تھا بہت مشہور ہندوستان کا مدرسہ ہے، وہاں اشتہار لگا تھا طلبہ کرام اس مدرسہ میں داخلہ لیں، کھانے کا بہت اچھا نظام ہے، مقوی غذا بھی دی جاتی ہے، یعنی اس نے سمجھا اچھا تھا کہ سارے طلبہ اتنے کمزور ہو چکے ہیں، ان کو مقوی مکلا دیا جائے، تب ان کے اندر کچھ پڑھنے کی صلاحیت پیدا ہو گی، تو آپ اندازہ لگائیے کہ آج ہمارے طالب علموں کا حال

کیا ہے؟ اسی وجہ سے ہمارے طلبہ مگوتے رہتے ہیں، ادھر پیکھیں گے وہاں کھانا کھا آئیں گے، وہاں کھانا اچھا ہے وہاں داخلہ لو، پہلے جو طلبہ ہوتے تھے وہ دیکھتے تھے پڑھائی کہاں اچھی ہو رہی ہے؟ ہم وہاں داخلہ لیں گے، جہاں علم کی شہرت ہے، جہاں نیک بندے اللہ کے رہتے ہیں، ہم وہاں جا کر پڑھیں گے، سارے طلبہ اس کو تلاش کیا کرتے تھے، اسی لیے اچھے اچھے مدرسوں کو بھی ہر اکر دیا بیرے طالب علموں نے، اسی وجہ سے بعض دفعہ غلط کام ہوتا ہے، مدرسوں میں ہورہا ہے، آپ بھی جانتے ہوں گے، تو ہمارے حضرت مولانا سے لے کر اوپر تک سارے بزرگان دین سے یہی بات کہی گئی کہ مدرسہ میں چور چوری کرنے لگے مدرسہ کا طالب علم چوری کر لیتا ہے، یا غلط کام کر لیتا ہے، تو اس نے کہا کہ چور پڑھنے آگئے ہیں، مدرسہ کا طالب علم جو ہوتا ہے جو طالب علم ہو گا وہ ظاہر ہے چوری تو نہیں کرے گا چوری چوری کرے گا، اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر آپ اچھی نیت سے نہیں آئے ہیں تو پھر طالب علم نہیں ہیں کچھ اور ہیں۔

### چھا طالب علم مطلوب بن جاتا ہے

ایک بات اور یاد رکھئے جو چھا طالب علم ہوتا ہے وہ آخری درجہ میں پہنچتے پہنچتے مطلوب ہو جاتا ہے، یہ خاص علامت بتارہا ہوں میں، اگر کوئی اچھا طالب علم ہوتا ہے درجہ میں، جب فارغ ہونے کے درجہ میں جاتا ہے تو وہ مطلوب بن جاتا ہے، سارے مدرسے والے کہتے ہیں، ان کو ہمارے مدرسہ میں استاد بنانا ہے، ان کو فلاں جگہ بیٹھ جو دیکھئے، بہت اچھا طالب علم ہے، سب کی نظریں اٹھنے لگتی ہیں، ہمارے ندوہ میں بہت سے اس وقت استاد ہیں جب وہ پڑھتے تھے اسی وقت ان کے اوپر سب کی نگاہیں اٹھنے لگیں تھیں، اور بڑے بڑے مدرسے والے ہم لوگوں سے کہنے لگے کہ یہ طالب علم جب فارغ ہو تو ہمارے یہاں بیٹھ جیجے گا، تو ظاہر ہے کہ ندوہ والوں نے خود کہا نہیں رہو کہیں جانے کی ضرورت نہیں ہے، تو انہوں نے کہا سب سے اچھی بات یہ ہے ندوہ میں

رہیں گے، تو اس کے لیے جو طالب علم سچا طالب علم ہوتا ہے، واقعی طالب علم ہوتا ہے وہ مطلوب بن جاتا ہے، عوام کا، علماء کا، خواص کا، مطلوب العوام ہو جاتا ہے، اور ہر آدمی اس کی عزت کرتا ہے اور اسی طرح ہمارے بہت سے فارغین آآ کر کہتے ہیں، کوئی جگہ بتا دیجئے بعض لوگوں سے میں مذاق میں کہتا ہوں یہ اتنی بڑی فیلڈ ہے آپ کو جگہ نظر نہیں آ رہی ہے، بیٹھ جائیے تشریف رکھئے، اس لیے کہ ایک بات اور یاد رکھئے کہ جو سچا اور حقیقی طالب علم ہوتا ہے جگہ اس کو ڈھونڈتی ہے، وہ جگہ کوئیں ڈھونڈتا، تو اگر آپ ابھی سے محنت کریں گے اور پچ طالب علم نہیں گے تو وقت آپ کا آجائے گا، آپ مطلوب بن جائیں گے، اور جگہیں آپ کے پیچھے دوڑیں گی، آپ کہیں گے یہاں نہیں رہوں گا وہاں نہیں رہوں گا اور ساری جگہیں آپ کے لیے دوڑ رہی ہیں، آجائیے کچھ طاقت ہو رہی ہے، اور آپ بھاگے پھر رہے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ نے علم کے اندر عجیب طاقت رکھی ہے۔ کہ طالب کو مطلوب بناتا ہے، اور یہ دنیا کو پیچھے دوڑاتا ہے، یعنی جب آدمی دنیا کو لات مارتا ہے علم کی قدر کرتا ہے تو دنیا اس کے پیچھے دوڑتی ہے، کیوں؟ اس لیے کہ علم سر ہے، اور مال پیر ہے، اب اگر کوئی پیر کو سر پر رکھ لے ظاہر ہے کہ اس سے براؤں، جو سر کو پیر کر سکتے ہیں کہہ لیجئے کہ سر کا جھومر ہے، اگر اس کے اندر سے کوئی جھومر کو کچھ اور بنادے، تو کہیں گے پاگل ہو گیا ہے، یا پازب جو پیر میں پہننا جاتا ہے، اس کو سر پر لکھ لے، تو کہیں گے اس کا دماغ چل گیا ہے۔

## ابواب و آداب کی رعایت ضروری ہے

اگر کوئی مال کو علم کے اوپر کر دے اس سے براؤں ہو گا؟ آج جو مصیبت ہے ان میں سے ایک مصیبت یہ ہے کہ مال اوپر آگیا علم نیچے چلا گیا، تو ظاہر ہے کہ سر نیچے پیر اوپر تو سر نیچے پیر اوپر ہو گا تو کیا ہو گا؟ اسی لیے ہر چیز کے آداب ہیں، اور کچھ ابواب ہیں، دونوں کی رعایت ضروری ہوتی ہے، جب آدمی صحیح اطمینان کے ساتھ راستے

کرتے ہوئے منزل تک پہنچ جاتا ہے، اور اس کو کوئی پریشانی نہیں ہوتی، وہ کیا ہے کہ جیسے  
یہ دروازے ہیں سامنے لگے ہوئے ہیں، تو آپ ان دروازوں سے آئیے، مسجد میں  
اطمینان سے داخل ہو جائیں گے، اور اگر کوئی صاحب کھڑکی سے پھاند کر آنا چاہیں، تو کیا  
ہو گایا تو سر پھونٹے گیا کھڑکی توڑی جائے گی، تب اندر پہنچ پائیں گے، تو آدمی جو دیکھے گا  
وہ بھی کیا یہ کہے گا کہ آدمی یہ بھی تھوڑا سا کھسکا ہوا ہے، اچھا خاصہ راستہ ہے، اس کو چھوڑ کر  
اٹھ جا رہا ہے، ابواب سے آنا چاہیے، اسی لیے آپ نے دیکھا ہو گا باب کے بدلتے  
سے معاملہ زیر وزیر ہو جاتا ہے، ضرب، فتح، فصر ابواب ہیں، اگر ان ابواب کو آپ جانتے  
ہیں تو معنی پیچان جائیں گے ان کو بھی سمجھنا پڑتا ہے، مادہ اگر معلوم ہو گیا تو معنی بھی معلوم  
ہو جائیں گے، اور ایسے ہی آداب ہیں، آداب ایسے ہیں کہ آپ مسجد میں آئیں اور چلتے  
ہوئے آئیں، اطمینان کے ساتھ، ایک طالب علم جو کرتے کا ماہر ہے، اس نے کہا میں  
جاوں گا سر کے مل، لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے حاورہ سنائے کہ اچھی جگہوں پر سر کے مل چلنا  
چاہیے، اس نے سیکھ لیا تھا سر کے مل چلنا، جو کرتے کا ماہر تھا، بس جیسے ہی مسجد کے  
دروازے کے قریب پہنچا تو اٹ گیا، اور کھٹا کھٹ دوڑتا ہوا قلابازی کھاتا ہوا مسجد کے  
اندر آگیا، تو سارے لوگ اس کو دیکھنے لگیں گے اور جب سب مل کر کسی کو دیکھنے لگیں تو  
سمجھتے ہیں کہ گیا کام سے یہ، تو یادب کے خلاف ہے، مسجد میں کہا گیا ہے کہ اطمینان سے  
آؤ، اور اطمینان سے داخل ہو جاؤ، تو آدمی جب سکون کے ساتھ آئے گا، یہ یادب ہے، اس  
لیے ہر چیز کے کچھ ابواب ہیں، کچھ آداب ہیں، جن کی بجا آوری ضروری ہے، اور اللہ  
تعالیٰ نے انسان کو ایسا بنایا ہے کہ اگر وہ ہر چیز کو صحیح طریقہ پر اختیار کرتے ہوئے چلے گا تو  
اطمینان سے چل سکتا ہے اکثر ان میں سے کسی ایک چیز کو اس نے غلط استعمال کیا، تو پھر  
ظاہر ہے گرے گا اوندھے منھ، یا پھر چل نہیں پائے گا، اس لیے آدمی کو ایک پیر اٹھا کر دوسرا  
رکھنا پڑتا ہے، پھر دوسرا اٹھا کر پہلا رکھنا پڑتا ہے، لیکن اگر کوئی یہ طے کر لے کہ میں دونوں  
پیر سے چلوں گا اور ایک ساتھ اٹھاؤں گا تو کیا چیزوں کی طرح چلنا چاہے گا، تو تھوڑا

ساقیل پائے گا، اوند ہم منہ گر جائے گا، اگر پیر اٹھا کر چلے گا اور ہیر اگر گھیٹ کر چلتا ہے دنوں رکھ کر چلے گا تو مشکل، ایک اٹھائے ایک رکھے، رکھتا چلا جائے۔

### اختیاری کا پیر اٹھا کر، بے اختیاری کا رکھ کر چلیں

اسی کو کہا گیا ہے کہ انسان کو کچھ تو اختیار دیا گیا ہے اور کچھ اختیار نہیں ہے، کسی کو زیادہ حافظہ دیا ہے کسی کو کم، لیکن محنت کا اختیار دیا ہے آپ محنت چلنی چاہیں کر سکتے ہیں، اور آپ جتنا چاہیں پڑھ سکتے ہیں، وقت کو جتنا چاہیں لگا سکتے ہیں، یہ آپ کے اختیار میں ہے، تو جو اختیار میں نہیں ہے اور جس میں اختیار ہے ان دنوں کو برابر لے کر چلے اور اللہ کے حوالہ جو کرنا وہ کر دیجئے، اے اللہ ہم کو چلنی تو نے طاقت دی ہے سمجھنے کی، اور یاد کرنے کی وہ ہم آپ سے حق ملتے ہیں، اور جو ہم سے ہو سکتا ہے اتنی ہم محنت کرتے ہیں، تو یہ دنوں چیزیں پیر سے چلتا اب آپ شروع ہو گئے، یعنی جو اللہ کے حوالہ کرنا تھا کر دیا، اب اگر آپ اس میں گزبر کریں گے یعنی جو اللہ نے آپ کے ہاتھ میں رکھا ہے اس میں خل اندمازی نہ دیجئے، آپ کہیں نہیں میں تو زبردستی یاد کر کے رہوں گا، یعنی جو کچھ یاد ہو یا نہ یاد ہو، ہاں یہ کوشش تو آپ کر سکتے ہیں، لیکن اللہ میاں سے لڑنے لگیں آپ نے کیوں کیا کہ اس کو یاد ہو جاتا ہے اس کو یاد نہیں ہوتا، تو اتنی پریشان ہونے کی بات نہیں ہے، یاد ہو یا نہ یاد ہو، آپ محنت کرتے چلے جائیے، ایک پیر اختیار کا اٹھائیے، اور بے اختیاری کا رکھئے، پھر بے اختیاری کا اٹھائیے اور اختیاری کا رکھئے، اس طرح منزل آپ کی ط ہو جائے گی، اور آپ مطلوب بن جائیں گے، لیکن اگر آپ نے غلط کام شروع کیا، مثلاً: ہمارے تو سمجھ میں آتا نہیں، چھوڑو محنت بھی نہیں کریں گے، تو گویا کہ آپ نے دنوں پیر کھدیئے اور اب پیر رکھ کر گھیٹنا چاہتے ہیں، گر جائیں گے، اور اگر آپ نے کہا کہ نہیں اللہ میاں سے بھی لڑیں گے، ہم دکھادیتے ہیں، تو ظاہر ہے کہ دنوں پیر اٹھادیئے آپ نے، اب ظاہر ہے اگر دنوں پیر اٹھا کر چلیں گے تو اوند ہم منہ گر جائیں گے، بلکہ برابر سے چلتا ہے، تو اس طرح منزل ط ہوتی چلی جائے گی۔

## آداب کو بجالائیے

ہر ایک طالب علم کے لیے کچھ ابواب کچھ آداب ہیں، تو ابواب اور آداب ہر لحاظ سے مدرسہ کے ابواب بھی ہیں، آداب بھی ہیں، استاد کے ابواب بھی ہیں، آداب بھی ہیں، کتاب کے ابواب بھی ہیں آداب بھی ہیں، ان تمام چیزوں کو سمجھ کر جب آپ کام کریں گے تو پھر دیکھنے کیسی برکتیں نازل ہوتی ہیں، اور آپ کس قدر ترقی کرتے چلتے ہیں، مدرسہ میں جب داخل ہوئے تو مدرسہ کا ادب کرنا ہے، اس کا لاحاظ رکھنا ہے، یہاں کے جو ذمہ داران مدرسہ ہیں، انہوں نے آپ کے لیے کمانے کا انتظام کیا، مدرسہ کا کیا کپڑوں کا انتظام کیا، ہاں میں جو چیزیں ضروری ہیں اس کا انتظام کیا، اس کے لیے محنتیں کیں، تگ و دو کی، سب کچھ کیا، کیونکہ جو آداب ہیں وہ آپ بجا لائیے تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ مدرسہ والے آپ سے خوش ہو جائیں گے تو آپ کو دعا دیں گے تو ان کی دعا سے کام ہو جائے گا، تو آپ کی مدد ہو گی، اور آپ کو اور فیصلہ نیز میں گی، آسانیاں اور سہولتیں میں گی، اسی طرح آپ کو مدرسہ کا فائدہ ملنے لگے گا، اور پھر آپ جب استاد کا ادب کریں گے تو استاد بھی خوش ہو جائے گا، دعا دے گا، یہ طالب علم مجھے بہت چاہتا ہے، میرے درس میں پابندی سے آتا ہے، میری کتاب کو غور سے سنتا ہے، اور محنت کرتا ہے، پہلے دیکھ کر آتا ہے، اور سننے کے بعد جا کر پھر دوبارہ دیکھتا ہے، تو وہ دعا دے گا، اور محنت سے پڑھائے گا، تو اس کا فائدہ ہو گا کہ آپ کے دماغ کی کھڑکیاں کھلانے لگیں گی، اور اسی طرح کتاب کے آداب ہیں، ہر کتاب کو سمجھنا پڑے گا، قرآن سب سے اوپر ہے گا حدیث اس کے پیچے رہے گی، فتنہ اس کے پیچے رہے گی، ایک ایک چیز کا ادب، اور اس میں ایسا نہ ہو کہ ہم سے خدا نخواستہ بے ادبی ہو جائے، کیونکہ یہ محاورہ بہت مشہور ہے با ادب بانصیب بے ادب بے نصیب، ہر لائن سے ہے یہ، اور اس کے بہت سے قصے ہیں، مدرسہ والوں کے بھی قصے ہیں۔

## جب بے ادبی حد سے گزر جائے

فیض آباد کے ایک صاحب تھے بڑے ذہین، لیکن بے ادب تھے گستاخ تھے، حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کے شاگردوں میں سے ہیں، حضرت شاہ عبد العزیز صاحب پڑھار ہے تھے بخاری، یہ پڑھ رہے تھے تو اس زمانہ میں ظاہر ہے کہ اتنی آسانیاں نہیں تھیں، آندھی آئی، اور بڑے بڑے بخاری کے اوراق اڑنے لگے، تو حضرت نے فرمایا کہ بھائی کوئی چیز رکھ دو، تاکہ اڑیں نہ ورق، تو انہوں نے اپنے پیر سے وہ بخاری کے ورق کو روک دیا، کہا کتاب ہی تو ہے، میر اس پر گویا کر رکھ دیا، تو اللہ میاں نے ان کا ایمان سلب کر لیا، اور جب وہ فارغ ہوئے تو علم تو آگیا، لیکن جاہل والا علم آیا، کہ وہ بہکار ہے ہیں، غلط باتیں ان سے کر رہے ہیں ان سے کر رہے ہیں، ذہین تھے تو لوگوں کو چونکا دیتے تھے، تو آپ دیکھنے کے علم ہے لیکن لوگوں کو غلط راستہ پر لے چاہا ہے، بے ادبی کی وجہ سے، اور جو شخص ادب کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو بہت نصیب کرتا ہے، تمہارے علم میں بہت بڑے پھل لگتے ہیں، بڑا فائدہ ہوتا ہے، لوگ کہتے ہیں ماشاء اللہ کیسا چیک رہا ہے؟ اور کیسے لوگ اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں؟ بات یہ ہے کہ وہ بڑا بڑا ادب تھا، اللہ کا نام دیکھتا تھا تو اس کو لطف آ جاتا تھا، محمد ﷺ کا نام لیتا تھا تو منہ میں پانی بھر آتا تھا، علوم دینیہ کا ادب کرتا تھا، اس کی قدر اس کے دل سے تھی، تو اللہ نے اس کو نواز دیا، اور آج کہاں سے کہاں پہنچا دیا، میں جانتا ہوں بہت سے ہمارے طلبہ ہر زمانہ کے لوگ تجربہ کر سکتے ہیں، کہ وہ طلبہ جو صرف ذہین ہوتے ہیں، لیکن اس طرح کی بے ادبی میں جتنا ہو جاتے ہیں، تو ان کے علم میں برکت نہیں ہوتی، اور وہ اسی طرح محروم رہ جاتے ہیں، اور بعض وہ طلبہ جن کو لوگ سمجھتے ہیں کہ زیادہ نہ علم والے ہیں نہ فضل والے ہیں، لیکن فارغ ہونے کے بعد اللہ ان سے وہ کام لیتا ہے کہ لوگ

دُنگ رہ جاتے ہیں، اس لیے کہ ان کے اندر ادب تھا، اور ادب جو ہے دل کی چیز ہے دل سے ادب کرنا چاہیے، اور جو کہ ظاہری چیزیں ہیں، اس کا بھی خیال رکھنا چاہیے تو اس کا فائدہ غیر معمولی ہوتا ہے، اور ایک معمولی درجہ کا آدمی غیر معمولی ہو جاتا ہے۔

**ہم تو مائل بہ کرم ہیں.....**

کتنے اللہ کے بندے ایسے ہیں جن کو اللہ نے نواز دیا ایک اللہ کے بندے کے بارے میں آتا ہے کہ وہ چلے جا رہے تھے اچانک نظر پڑی ایک پتھر پر، اللہ کھا ہوا ہے، تو وہ نالی پر پڑا ہوا تھا، گندی جگہ پر، وہ بے چین ہو گئے، فوراً اس کو نکالا، اور کہا میرے رب کا نام لکھا ہے اس پر، اور انہوں نے اس کو خوب دھویا عطر لگایا، اور اوپھی جگہ پر رکھ دیا، فوراً اللہ کی طرف سے یہ کہا گیا کہ جس طرح میرے نام کو دھویا ہے اس پر جو کچھ تھا وہ صاف کیا، میں نے اس کے دل کو پاک کیا، میں اسی وقت سے ان کا چمچہ ہونے لگا، اور لوگ ان سے فائدہ اٹھانے لگے، اور ان کی زبان سے ایسی ایسی باتیں لکھنا شروع ہو گئیں، کہ لوگ دُنگ رہ گئے، کہ ہوا کیا جا رہا ہے؟ کہ ابھی تک تو ایسا محسوس ہوتا تھا کچھ ہیں، ہی نہیں، لیکن اب ان کی زبان سے ایسی عمدہ مددہ با تک نکل رہی ہیں، تو یہ اپر والا دھوتا ہے سب اس کے ہاتھ میں ہے، تو اس کے نام کا ادب کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بھی نواز دیتا ہے، سارے جتنے اللہ کے محبوب بندے ہیں بعض دفعہ ذرا سی غلطی ہوتی ہے اور بارگاہ سے نکالا جاتا ہے۔

### ضرورت احتیاط کی ہے

اس لیے یہ بات بہت احتیاط طلب ہے آج چونکہ زمانہ بڑا کھلا ہوا ہے اور ہر آدمی من مانی کر رہا ہے، اس وجہ سے ایسے معاملات بہت پیش آرہے ہیں، کہ زبان سے کچھ نکلا غلط، اور اسی وقت نکالا جا رہا ہے، بارگاہ صدر سے، اللہ کی بارگاہ سے نکال دیا جاتا ہے، اور سب سے خطرناک بات یہ ہے کہ گمراہی میں بنتا ہو جاتا ہے، اسی لیے آج کل

بہت سے ہمارے طلبہ قارئ ہونے کے بعد گمراہی کا ذریعہ بن رہے ہیں، خلفشار کا ذریعہ بن رہے ہیں، انتشار کا ذریعہ بن رہے ہیں، مسلمانوں کو تقسیم کرنے کا ذریعہ بن رہے ہیں، اور ان کی صفوں میں بے چینی پیدا کرنے کا ذریعہ بن رہے ہیں، یہ سب بے ادبی کا نتیجہ ہے جو لوگ بے ادب ہوتے ہیں، وہ محروم رہ جاتے ہیں، ان کا نصیب ابڑ جاتا ہے، اور وہ سمجھتے بھی نہیں ہیں اور یہ سب سے پہلے تو اللہ کا ادب، پھر رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادب جو قرآن نے بیان کیا ہے اور اگر قرآن اٹھا کر دیکھیں تو بہت سی باتیں معلوم ہوں گی، لوگ سمجھتے نہیں ہیں، کہ خود رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادب کیا ہے، اللہ نے آپ کو کیا مقام عطا فرمایا ہے؟ کہ قرآن مجید میں آتا ہے حدیث کی بات میں قرآن کی بات ہے نفس صریح ہے جو فرمایا گیا ان کے سامنے جاؤ، آواز و سونو، آواز نہ کالو ان کے سامنے، اور جس طرح آپ میں بات کرتے ہو اس طرح ان کے سامنے نہ کرو، کہ کہیں سب تمہارا کیا کرایا ملیا میٹ ہو جائے، اور تم کو پہنچی نہ چلے، لکھنی خطرناک بات ہے، پہنچی نہ چلے، آپ کو اور کیا کرایا پوری زندگی کا سرمایہ لٹ جائے گا، یہ بے ادبی نتیجہ ہے، اس لیے آدمی کو بہت احتیاط کرنی چاہیے، کہ اللہ کی بارگاہ میں بے ادبی نہ ہو، رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں بے ادبی نہ ہو، اور اس کے بعد صحابہ کرام کے سلسلہ میں بھی بے ادبی نہ ہو، اور پھر اولیائے کرام کے سلسلہ میں بھی بے ادبی نہ ہو۔

### گستاخی سے باز رہیں

لیکن ایک بات یاد رکھیں کہ اصل ہے کتاب و سنت، قرآن میں جو آیا ہے، حدیث میں جو آیا ہے، ہم اس پر عمل کریں، اور جو ہمارے علماء اور فقہاء نے بتایا ہے کہ یہ مطلب ہے اس کا، اس کا یہ مطلب ہے، اس مطلب کو سامنے رکھ کر آگے بڑھتے چلے جائیں، لیکن چاہے کتنے بڑے آدمی سے کوئی غلط بات معلوم ہو، تو اس پر عمل نہیں کیا جائے گا، یعنی اگر کسی کتاب میں لکھا ہو اس جائے تو ہو سکتا ہے وہ غلط منسوب ہو گئی ہو ان

کی طرف، لیکن ان کی شان میں گستاخی نہیں کی جائے گی، یہ بہت اہم بات ہے، اس کو سمجھتے ہی نہیں لوگ، اور ذرا اسی کوئی بات دیکھ لی تو پرہیز ان کی اصلی بات ہے یا کسی نے بڑھا دیا ہے، اور اس کا مطلب کیا ہے، دو باقی ہیں اس کی، مطلب کیا ہے یا بڑھایا گیا، حضرت ابن تیمیہ بڑے زبردست آدمی ہیں، کیسے ناقد ہیں، لیکن جب حضرت شیخ عبدال قادر جیلانیؒ کا نام نامی اسم گرامی آتا ہے ابن تیمیہ بھی ٹھہک کر کھڑے ہو جاتے ہیں، کیا مجال ہے کہ ابن تیمیہ کی زبان، ابن تیمیہ کا قلم شیخ عبدال قادر جیلانیؒ کے خلاف نکل تو جائے، یعنی ان کی وہ عبارتیں جو بڑے بڑے لوگ سمجھنہیں پاتے ہیں، ابن تیمیہ ان کی عبارتوں کو لکھتے ہیں، اور اس کی تاویل کرتے ہیں، کہ حضرت کا یہ مطلب ہے، حضرت کا یہ مطلب ہے، نہیں کہ ایک دم سے ان کی شان میں گستاخی کر بیٹھے تو اس سے ایمان سلب ہو جانے کا خطرہ ہے، تمام جتنے بڑے سلف گزرے ہیں، ان سب نے اس کا خیال رکھا ہے تو اس بات کا خاص طور سے خیال رکھا جائے۔

### اس دور کو سمجھو

یہ دور بڑا ناٹک ہے، یہ فتنوں کا دور ہے، بے ادبی کا دور ہے، بے توفیقی کا دور ہے، اور یہ اس لیے بھی ہو رہا ہے کہ ہم لوگ بے ادبی کے طوفان میں جتنا ہو گئے ہیں، اور ہم اپنی زبان و قلم سے اسی ایسی باتیں لکھ جاتے ہیں، کہ جس کے نتیجے اچھے نہیں ہوں گے، تو ہمارے پڑلے کو سمجھنا چاہیے کہ ہر جگہ ادب کا خیال رکھیں، اس میں ادب کیا ہے؟ اور ہر چیز کا ادب یا کھیصیں اس کا ادب کیا ہے؟ اس کا ادب کیا ہے؟ یہ نہ ہو کہ ایک چیز کا تو ادب کر دے ہیں، دوسرے کا نہ کریں، ہر چیز کا ادب کرنا ہے، اور اس کا ادب ہے کیا؟ یہ سمجھنا پڑے گا، ایسا نہ ہو کہ زیادہ ادب کرنے کی وجہ سے بے ادبی کر بیٹھو، یہ بھی ہو جاتا ہے بعض دفعہ کہ ادب کے نام پر بے ادبی کر بیٹھ جاتے ہیں، یعنی رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدائی کا درجہ دے دو یہ بے ادبی ہے، اور اسی طرح

اللہ کے اولیاء کو خدا تعالیٰ اوصاف سے متصف تم بنا دو، یہ بے ادبی ہے، ان کی شان میں گستاخی ہے، جس طرح سڑک کے دو کنارے ہوتے ہیں، اگر اس کنارے ڈھکیل دیجئے تو بھی غلط، حد سے بڑھا دیں گے تو وہ بھی غلط، دونوں باتوں کو سمجھ کر اعتدال سے چلیں گے، تو آپ صحیح ادب کے راستہ پر آئیں گے۔

### یہ علوم ادب کے متقارضی ہیں

میرے بھائیو اور عزیزو! آپ کو یہ بات اچھی طرح یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو جب اس مدرسہ میں بھیجا ہے اور ان علوم سے وابستہ کیا ہے یہ علوم ادب جو خود بخود چاہتے ہیں، جو دنیوی علوم ہیں، ان میں ادب کی اتنی ضرورت نہیں ہے، جتنی اس میں ضرورت ہے، اور یہ تو جتنے لوگ ہیں یعنی ایمان والے جب ہو گئے تو گویا کہ ان کو آداب کے راستہ پر ڈال دیا، اب ان کو کچھ چیزیں زیادہ ملیں گی، خدا کی طرف سے، اور کچھ خود زیادہ کرنا پڑے گا، کچھ آپ زیادہ سمجھے کچھ وہاں سے زیادہ دیا جائے گا، قرآن مجید میں آتا ہے جب اللہ کفر سے مقابلہ ہوتا ہے اللہ ایمان کا، تو ان کا ذکر قرآن مجید میں ہے، اور کیا ذکر ہے، ﴿فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُونَ كَمَا تَأْلَمُونَ وَتَرْجُونَ مِنَ اللَّهِ مَا لَا يَرْجُونَ﴾ (النساء: ۴۰) یعنی جو تکلیف تم کو ہوتی ہے وہی ان کو ہوتی ہے، لیکن آپ کو یہ کام کرنا پڑے گا، جب آپ یہ کام کریں گے تو اللہ کی طرف سے آپ کو اس کا فائدہ ملے گا، اور اللہ کی طرف سے مزید نوازے جائیں گے، عنایات ہوں گی، اور آپ اس طرح ترقی کرتے چلے جائیں گے۔

### مقصد طے کر لیں

ہمارے ان طلبے کو چاہیے کہ واقعی طالب علم بن جائیں، ایک ہوتی طلب ایک ہوتی ہے ترپ، جب طلب ترپ میں بدل جاتی ہے، وہی اصلی طالب علم ہوتا

ہے، یعنی اس کو کچھ کام ہی نہیں، سو ائے پڑھنے پڑھانے کے، ہمارے بہت سے لوگوں نے اس سلسلہ میں بہت کچھ لکھا ہے، امام غزالی نے اپنے انداز سے لکھا ہے اپنے آپ کو علم کے حوالہ کر دیتے ہیں، تب علم کا کچھ حصہ آپ کو ملے گا، اور اس میں بھی آپ خطرہ میں ہیں کچھ ملتا ہے یا نہیں ملتا، اور بعض لوگوں نے اپنے انداز سے اس کو کہا ہے:

ہمیں دنیا سے کیا مطلب درس ہے وطن اپنا

مریں گے ہم کتابوں پر ورق ہو گا کافی اپنا

تو بس ہمارا کوئی کام ہے ہی نہیں، سو ائے پڑھنے پڑھانے کے، اور سو ائے سیکھنے کے، لیکن یہاں وہی بات ہے، جس طرح کالجوں میں سیکھتے ہیں، اس طرح نہیں۔

### محنت ان کی، مقصد اپنا مد نظر ہو

ایک بات میں کہہ سکتا ہوں کائیں والوں کی طرح پڑھنے کا لج وائل جو پڑھنے لکھنے والے ہیں، وہ ایسی محنت کرتے ہیں کہ آپ بھی اندازہ نہیں کر سکتے، میں جانتا ہوں وہاں جو کوچنگ وغیرہ ہوتی ہے لکھنے میں، جو آئی ایس وغیرہ کی تیاری کرتے ہیں، اور آئی بی ایس کی تیاری کرتے ہیں، میڈی یکل کی تیاری کرتے ہیں، انجینئرنگ کی تیاری کرتے ہیں، ۲۳-۲۳، ۲۰-۲۰ گھنٹے پڑھنے جاتے ہیں، نہ کھانے جاتے ہیں، اور اسی مطالعہ کرتے ہیں، اتنی گھنٹے سوتے ہیں، اور اسی چار گھنٹے میں کھانا پینا بھی اور اسی میں ضروریات سے فارغ بھی ہوتے ہیں، اتنی محنت کرتے ہیں، اس لیے کہ ان کے سامنے مقصد ہے کہ وہاں پہنچا ہے، آپ کے سامنے مقصد نہیں ہے، یہ افسوس کی بات ہے، آپ کا کوئی مقصد نہیں ہے؟ ان کا ایک مقصد ہے، تو نہ ان کا مقصد آپ کو اپنانا ہے، کہ دنبوی عہدہ پر آپ کو جانا ہے، نہ ان کے جیسے پڑھنے کا طریقہ اپنانا ہے، یعنی ادب سے خالی، وہ محنت بہت کرتے ہیں، تو محنت میں ان کے جیسے ہو جائیے، تو کیا کہنے لور علی نور، مزا آجائے گا۔

## نافیت کا پھول خدا ضائع نہیں کرتا

اگر ایسا کوئی مختی طالب علم پیدا ہو جائے تو کبھی ضائع نہیں ہو سکتا، ہمارے حضرت مولا نا فرمایا کرتے تھے کبھی ضائع نہیں ہو سکتا، ہمارے حضرت مولا نا فرمایا کرتے تھے اخلاص و اختصاص دو چیزیں پیدا کر لتو۔ کبھی بھی ضائع نہیں ہو سکتے بلکہ حضرت مولا نا فرمایا کرتے تھے جنگل میں بھی جانشحو گے اور اخلاص ہے تمہارے اندر اور کسی فن میں اختصاص ہے تو جنگل میں بھی منگل ہو جائے گا، اور تم کو جو لوگ جنگل سے اٹھا کر لا سکیں گے، کہ میاں جنگل میں پڑے ہوئے ہو، لیکن نہ اخلاص ہونے اختصاص تو پھر کیا ہو گا؟ تو اس لیے اپنے اندر یہ باتیں پیدا کریں، ادب پیدا کریں، تو اللہ تعالیٰ آپ کو ضائع نہیں کرے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کبھی کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ بڑے کرم والا ہے، وہ تو کہتا ہے جل کر آؤ ہم دوڑ کر آئیں گے، ایک ہاتھ چلو میں دو ہاتھ آؤں گا، چل کے تو دیکھو، یہ اللہ کے راستے میں چلنا ہے، آپ اللہ کے راستے میں ہیں، من سلک طریقاً فی العلم سهل اللہ طریقاً الی الجنة، (سنن أبي داؤد فی باب فضل العلماء والبحث علی طلب العلم) جو علم کے راستے میں چلتا ہے خدا جنت کا راستہ اس کے لیے آسان کر دیتا ہے، اور جنت کا راستہ آسان تھیں دنیا سے ہو جاتا ہے، کوئی اوپر سے تھوڑی آتا ہے، دنیا ہی سے جاتا ہے، اللہ نے راستے متعین کر رکھے ہیں۔

## جو کرو گے وہ پاؤ گے

ہم طے کریں کہ ہم کو محنت کرنا ہے، تو ادب کے ساتھ کریں، اور تمام جو طریقے ہیں ان کو اپنا کر لیجئی سارے ابواب سارے آداب بجا آوری ہر لائن سے اگر آپ ان کے کرنے والے بن جائیں تو دنیا کی کوئی طاقت آپ کو ضائع نہیں کر سکتی، ساری دنیا ایک طرف ہو جائے آپ کو ضائع نہیں کر سکتی، اور اگر ساری دنیا طے کر لے کہ آپ کو اٹھانا ہے، اور بیانا ہے، اور چڑھاتا ہے، کچھ نہیں ہو سکتا، اس لیے کرنا بھی آپ کو ہے، محنت آپ

کو کرنی ہے، صحیح راستہ پر چل کر آتا ہے، پھر انشاء اللہ سارے دروازے آپ کے لیے کھلے ہوئے ہیں، اور کامیابی و کامرانی تو کہیں جاہی نہیں سکتی اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا رشتہ کسی سے نہیں ہے، اللہ کے یہاں کوئی رشتہ دار نہیں ہے، اللہ کے سارے بندے ہیں، جو بھی کرے گا وہ پائے گا، اس یہ بات آپ ملے کر لیں، اور جب اس کے لیے آپ انہیں کے تو انشاء اللہ برکت ہی برکت ہو گی، اللہ تعالیٰ ہم سب کو فصیب فرمائے۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين.



## رسوخ فی العلم وقت کی ضرورت

محترم سائین اور عزیز طلباء!

یہ بات یاد رکھئے کہ ہمارے بیہاں کبھی تنظیموں کا وجود نہیں تھا، بس علماء ہی سے کام ہوا ہے، اب اگر تنظیمیں ہیں ہماری لیکن اس سے حلقہ نہیں بننے چاہئیں، اس لیے کہ اسلام میں حلقہ بندی کا مزاج ہی نہیں، اور بسا اوقات دین کے نام پر حلقہ بندی ہوتی ہے، وہ تو نہایت ہی مضر ہے، یعنی وہنی طور بھی نہیں ہونا چاہیے اس لیے کہ سارے مسلمان ایک جماعت ہیں، اور سارے مسلمان ایک پارٹی ہیں، آمدہ جس کو قرآن میں کہا گیا ہے، اور بہد اللہ علی الجماعة، (السنن الکبری للنسائی) اس سے بہت سے لوگ کہتے ہیں "ہماری جماعت" ایسا کچھ نہیں ہے، سارے مسلمان اللہ کی معیت میں ہیں، اس کی نگرانی میں ہیں اس کے سامنے میں ہیں یہ بات ذہن میں وہنی چاہیے، وہنی ساخت کو بھی بلند ہونا چاہیے، اور جہاں تک تعلق ہے اپنے بزرگوں کا تو وہ بس اسی حد تک ہونا چاہیے جتنا ضروری ہے، اور اسلام نے بتایا ہے، اس سے آگے کی مختوش بھی نہیں ہے، اور یہ بھی تعارف کے لیے ہوتا تھا کہ لیے نہ ہو، تعارف کی اجازت ہے تقاتل کی نہیں، لتعارفوا، اور ﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتَقَاتُكُم﴾ (الحجرات: ۱۳) بات بالکل واضح کہہ دی گئی تعارف ضروری ہے تعارف کیے؟ وہ اس طرح کہ سب انسان ہیں سب پریشان ہوتے کہ کس کو بلا میں جیسے عبد الکریم کہتا کہ میں عبد الرحیم ہوں اب کہا جا سکتا تھا، لیکن پھر سے الگ کر دیا

سب کو، تاکہ پچان سکو، یہ ہے عبد الکریم یہ ہے عبد الرحیم، ایسے ہی جماعتیں الگ الگ  
ہیں پچان کے لیے نہیں کہ یہ غلط ہے، وہ غلط ہے، تو افضل تو صرف اللہ ہی ہے، اسی  
لیے تو کہا گیا ہے کہ ﴿لَا يَسْخَرُ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسَى أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا  
نِسَاءٌ مَّنْ نَسَاءٌ عَسَى أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُنَّ﴾ (الحجرات: ۱۱) کہ تم کیا جانا  
کوں افضل ہے؟ افضل تو کوئی کسی کو کہہ ہی نہیں سکتا، اکمل کہہ سکتا ہے کہ میں اس فن کا  
ماہر ہوں یہ تھیک ہے، لیکن افضل ہے کہ نہیں ہے یہ تو کوئی کیا جانے اپنے بارے میں نہ  
کسی اپنے شیخ کے بارے میں اور اگر ایسا سمجھتا ہے تو غلط ہے اس لیے کہ اللہ کے یہاں  
کوں ہے ہمارے نزدیک یہ افضل ہے اور ہم ان سے فائدہ اٹھاسکتے ہیں، بس اس کی  
اجازت ہے، اگر یہ کہیں کہ یہ افضل ہے، تو یہ غلط ہے کہ اللہ میاں کے یہاں ڈا یر یکٹ  
بھیج گئے ہم، تو یہ دائرے نہیں جانتے ہم، کہ یہ دائرہ مخلوق کا ہے اکثر و بیشتر خالق کے  
 دائروں میں داخل ہو جاتے ہیں، خالق کے دائروں میں تو کوئی داخل ہو ہی نہیں  
سکتا، علامات ہوتی ہیں، ذی علامات کو پہچانا جاسکتا ہے، جیسے منطق والے جانتے ہیں  
پڑھایا جاتا ہے، اب کے دور کو لے لجھے کہ سکنل ڈاؤن ہے گاڑی آرہی ہے تو اب اگر  
آپ یہ نہیں جانتے کہ یہاں گاڑی آپ سے آتی ہے یا ڈاؤن سے آتی ہے، تو آپ  
کیسے بتائیں گے کہ آپ دیکھا تھا نہیں آرہی ہے کھڑے ہو گئے تو آپ کو پیس دے گی  
گاڑی، اور اگر معلوم ہے کہ یہاں گاڑی آپ سے آتی ہے یہاں ڈاؤن سے آتی ہے  
اور پھر بعض جگہ سکنل خراب ہوتا ہے تو اب سکنل خراب ہے آپ نے جانا نہیں اور  
آنٹی، ایسے تھی اس میں بھی ہے۔

### وقت کا اہم مسئلہ

اس وقت جو سب سے بڑا مسئلہ ہے وہ علمی رسوخ کا ہے علمی رسوخ نہ ہونے کی  
 وجہ سے سب ہو رہا ہے آدمی جب مضبوط اور بھاری ہوتا ہے تو اس کو کوئی اٹھا کر پھینک  
نہیں سکتا، اگر قدم جمالے تو آپ اس کو ہلا نہیں سکتے، ایسے ہی علم کے اندر اگر آپ

پہلوان ہوں گے تو آپ کو کوئی ہلا نہیں سکتا، اور اگر آپ صحیح علم نہیں رکھتے ہیں تو یہ آئے کا بہکائے گا وہ آئے گا بہکائے گا، اس لیے کہ آپ کے اندر وزن نہیں ہے، اور وزن ہر اعتبار سے ہوتا ہے آنکھوں میں وزن، کانوں میں وزن، زبان میں وزن، اور وہ ہی قول مردال ہوتا ہے، کہ اگر مرد ہو تو جوبات کہہ دی وہ کہہ دی، جو کچے لوگ ہوتے ہیں ایک جملہ کہتے ہیں، لیکن وہ سو (۱۰۰) پر بھاری ہوتا ہے، اور جوزبان کے ہلکے ہوتے ہیں، وہ بڑو کرتے رہتے ہیں، دم کچھ نہیں ہوتا ہے، کہا جاتا ہے ارے یہ تو کہتا ہی رہتا ہے، ارے چھوڑو، جو بڑو کرتے ہیں لوگ کہیں گے یہ بکواس ہے، اس کی بات میں کوئی وزن نہیں، تو بات میں وزن ہونا چاہیے، مگر یہ اس وقت پیدا ہو گا جب علم میں وزن ہو، جس طرح علم کا وزن بڑھتا جاتا ہے اتنا ہی بات کا دم بڑھتا جائے گا۔

### جب آدمی با وزن ہوتا ہے.....

ہمارے حضرت مولانا اگر کسی سے نظریں پھیر لیتے تھے تو ہم نے کہا کہ اگر کہہ دیں این جام نے لکھا ہے کہ اذا قال الامام البخاري فيه نظر فلا يصلح للاعتبار والاستشهاد، حضرت امام بخاری صرف اتنا کہہ دیں کہ یہ قابل غور ہے تو گیا کام سے وہ، اور دوسرا اسی کو لکھنا ہی کہے لیکن مانی نہیں جائے گی بات، یہ مقام کی بات ہے بلندی کی بات ہے، تو ہمارے حضرت مولانا کو میں نے دیکھا تھا کسی کے بارے میں صرف یوں کر لیا تو ہم سمجھ لیتے تھے بے چارہ گیا کام سے وہ، اور اگر ایک دو جملہ بھی کہہ دیا تب تو سمجھنے کے بالکل ہی گیا کام سے وہ، میں اس بات کو خوب پیچاندا تھا، مولانا کے ساتھ رہتے رہتے، لیکن حضرت مولانا بہت زم تھے بولتے نہیں تھے کچھ بھی، پوری زندگی ہم نے مولانا کو اپنی زبان سے کوئی گھشیا لفظ نکالتے ہوئے نہیں دیکھا، وہی وزن کی بات ہے۔

اس کا نتیجہ یہ تھا کہ ہم کہا کرتے ہیں کہ ساری دنیا سے فتوے آئے جب دنے والترم کا مسئلہ اٹھا تھا، سب نے کہا تھا کہ غلط ہے، کفر یہ کلمہ ہے اور یہ نہیں کہنا چاہیے غلط ہے یہ لیکن حضرت مولانا نے بہت ہلکے سے یہ کہا کہ اپنے بچوں سے ہم کہیں گے کہ

اسکول چھوڑ دو، یہاں بھونچاں آگیا، اس لیے کہ باوزن کی زبان سے وزنی لفظ  
کھلا، صرف اتنا کہ واپس بلا لیں گے، گورنمنٹ ال گئی، وزیر کو اعلیٰ دینا پڑا، گورنمنٹ  
کو معافی مانگتی پڑی، وزیر معافی مانگنے ندوہ آئے، اب اندازہ لگائیے کہ جتنا آدمی  
باوزن ہوتا ہے تو یہ ساری باتیں ہوتی ہیں۔

اور یہی تھا ہمارے حضرت مولانا ہیں جن کے پاس سارے وزراء عظم ملنے  
آئے خود کسی سے کبھی بھی اپنی غرض کے لیے طعنہ نہیں گئے، ہندوستان کا کوئی وزیر عظم  
ایسا نہیں ہے جو ملنے نہ آیا ہو، مولانا کسی کے پاس نہیں گئے، تھا ہم سمجھتے ہیں، مولانا ہی  
ہیں ایسے، پورے ہندوستان کی تاریخ میں میں نہیں جاتا کوئی، جس سے ہر وزیر عظم  
ملنے آئے، وزیروں کے پاس لوگ جانے کے لیے کھڑے رہتے ہیں، حضرت مولانا  
بھاگت تھے حضرت مولانا کے اپنے اندر اگاندھی اچاک پنج گنگیں جن کے دربار میں  
ہمارے بہت سے لوگ جایا کرتے تھے، لیکن حضرت مولانا کبھی طعنہ نہیں گئے، اندر ا  
گاندھی ملتا چاہتی تھیں، ایک مرتبہ اچاک مولانا کے پاس من آئنے قافلہ کے یہاں ندوہ  
میں پہنچی، اور اچاک حضرت مولانا سے پوچھا بھی نہیں کہ داخل ہو گئیں، تو حضرت مولانا  
نے فرمایا سکرا کر۔ اور ہر بیٹھے تھے مسجد کے اندر۔ کہ دریا میں اگر پل ہوتا تو میں نکل جاتا  
پا رکر کے چکے سے، لیکن اب آگئیں ہیں تو آنے دو، تو مولانا کا مسئلہ یہ تھا کہ ذاتی مسئلہ  
کے لیے کبھی طعنہ نہیں گئے، ہاں جب قوم کا مسئلہ آیا تو ملنے گئے۔

## آج ناقدری کیوں ہے؟

میں یہ کہہ رہا تھا کہ وزن پیدا کریں اگر وزن نہیں پیدا کریں گے پھاٹ دیئے  
جائیں گے، آج اس وقت یہ ناقدری کیوں ہو رہی ہے؟ اس لیے کہ ”گنا“ ختم ہو گیا  
ہے، تو اسی لیے ہم لوگ ایک دوسرے سے وابستہ ہو کر زندہ باد مردہ باد کے نفرے  
لگاتے رہیں، یہ اچھی علامت نہیں ہے کوئی، ایک عالم پورے عالم پر بھاری ہے، اگر  
وہ وزن پیدا ہو جائے، تو پھر ان تنظیموں کی ضرورت نہیں ہے، کہ ہم مل کر جائیں

گے، جلے جلوں کریں گے ان کے خلاف فخرے بازی کریں گے، آواز بلند کریں گے، کہ ہماری مانگیں پوری ہوں، اور ہمارے تو مجبوری ہو، ایسا کچھ نہیں ہے، یہاں تو مسئلہ ہے کہ ایک آدمی وزنی ہو جائے، بس پھر کوئی مسئلہ نہیں، حضرت چراغ دہلوی کا واقعہ لکھا ہے چراغ دہلوی ہی تھے بادشاہ کے پاس گئے اور کہا کہ تم نے بہت غلط کام کئے ہیں تم کو اللہ سے مانگا ہے اگر ایسا ہی کرتے رہو گے تو ہم کسی اور کو مانگ لیں گے، بل گیا بادشاہ، معافی مانگی اس سے، اور کہا جو آپ فرمائیں گے وہی ہو گا یہ باوزن لوگ تھے لیکن ہم لوگوں کا حال یہ ہے کہ خود اپنے ہاتھ سے بے وزن ہو رہے ہیں اپنے ہی کرتوں سے بے وزن ہو رہے ہیں، اور یہ آپس کی لڑائیاں ناقابلیاں یہ سب اسی کی علامت ہے اسی چیز کا شاخصہ ہے، اس میں اور بھی اسباب ہیں، جن کا دخل ہے لیکن اصلاً اسی بات کو دخل ہے تو اللہ تعالیٰ ہم کو وہاں سے وہاں تک پہنچا گا۔

### عالم کو قبلہ نما ہونا چاہیے

جب علم میں رسوخ پیدا ہو جائے جس کو ہمارے حضرت مولانا فرمایا کرتے تھے قبلہ نما بن جاؤ، علماء کا کام ہے قبلہ بنانا، ان کو کتنا ہی کوئی گھادے لیکن بتائیں گے قبلہ ادھر ہی ہے، جیسے قبلہ نما ہوتا ہے گھما یہ اس کو آپ، لیکن جو سوئی ہے اس کی وہ قبلہ ہی کی طرف رہے گی، ایسے ہی علماء کو ماریں پیش کاٹیں ذلیل کریں، کچھ بھی کریں، سونے سے قول دیں گے کہیں گے لیکن کہیں گے قبلہ بھی ہے، حضرت امام احمد بن حنبل کے بارے میں آتا ہے کہ وہ تھا پورے عالم اسلام میں کھڑے تھے اور آج بھی وہی کھڑے ہیں، باقی سب لیٹ چکے ہیں، اب تاریخ پڑھتے نہیں لوگ اس لیے جانتے نہیں کہ مغزلہ نے کیا کیا تھا ان کے ساتھ، لیکن تھا وہ کھڑے رہے جماعت میں اہل سنت کی تو آج قائم ہیں وہ، امام احمد بن حنبل چار اماموں میں سے ایک امام ہیں، اور اہل سنت کے محبوب ہیں، اور آج بھی جو اصل اہل سنت والجماعت میں سے ہے اس کو محبت نہیں ہے ان سے، پھر اس کے اہل سنت ہونے میں گویا کہ شک ہے، یہ ہمارے اکابر علماء

نے بات لکھی ہے، امام احمد بن حبیل کا کارنامہ ہے، بات یہ ہے کہ کوڑے مارے گئے جبیل میں ڈالے گئے اور کیا کیا ظلم و ستم ان پر کئے گئے اتنا ان کو مارا گیا تھا، لیکن اپنی اس پر قائم تھے کہ قرآن سے دلیل لاو، حدیث سے دلیل لاو، تب میں مانوں گا ورنہ نہیں، تو یہ ہمارے بزرگ تھے ان کے نقش قدم پر ہم کو چلنا ہے، جس درجہ میں بھی ہو سکے، آج دو رجھ ہے وہ بدل گیا ہے، ہر چیز نے ہمارے ذوق کو خراب کر دیا ہے، آج کل کیفیات تو دیکھنے نہیں جاتی، کیمات کے چکر میں پڑے رہتے ہیں لوگ، بھیز کس کے پاس ہے یہ دیکھنے نہیں اور بھیز اور بھیز برابر ہے، یعنی اگر کسی کے بہت زیادہ مانے والے ہیں تو اس کا مطلب نہیں کہ بہت بڑا آدمی ہے، ایسا ہرگز نہیں ہے۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ جو سارے عالم میں سارے بڑوں کے امام ہیں، آخری دور میں اگر وہ نہ ہوتے تو شاید ہندوستان دوسرا ڈگر پر ہوتا، اور خاص طور سے دیوبند، دوسرا ڈگر پر ہوتا، ان کے مریدین کی کتنی بڑی تعداد ہے لیکن ہر مرید ان کا امام ہے، حضرت تھانویؒ جتنے بھی ہوں، مولانا خلیل احمد صاحب ہوں، مولانا عبد الرحیم صاحب ہوں، مولانا حسین احمد مدینی ہوں، جتنے بھی ہیں اکابر، سب رشید کے دروازے کے نکلے بغیر کہیں نہیں جاسکتے، مولانا رشید احمد گنگوہی کے پاس چند ہی افراد تھے لیکن تہلکہ مچا دیا تھا، یہ ہے اصل بات کہ باوزن تھے وہ، ایک ایک آدمی اپنی جگہ پر پورے پورے ملکوں کو لے کر پہنچ گیا، اور اس سے کام کیا۔

### وزن کیسے پیدا ہو؟

ایسے ہی ہمارے اندر بھی وزن ہونا چاہیے، اور وزن پیدا ہوتا ہے بہت سی چیزوں پر عمل کرنے سے، لیکن صرف ایک غلطی ہے، اور وہ ہے کہ علم میں وزن مفقود ہے، اور یہ علم ہی بتاتا ہے کہ اس میں وزن کیسے ہو گا؟ اور اس چیز میں کیسے وزن ہو گا؟ اب ہم لوگوں نے اسباب بھی ایسے اختیار کر لیے ہیں کہ ہم بے وزن ہوتے جا رہے ہیں، اس میں خاص طور سے مسئلہ وہی آیا ہے، حلal و حرام مال کا، حرام مال

کھائیں گے بے وزن، حلال کھائیں گے باوزن ہوں گے، پھر حلال کی وقتمیں ہیں ایک اعلیٰ درجہ کا حلال، پھر کم درجہ کا حلال، پھر مخلوق، اور پھر حرام، جب سود کوئی کھائے تو آخری درجہ کا حرام ہے یعنی وہ سود کھانے والا سور ہو جائے گا، اور اسی طرح جو مال ہے اس میں حرمت کس درجہ کی ہے؟ کراہت ہے یا کیا حیز؟ وہ اسی اعتبار سے ہوتا ہے، تو ان تمام باتوں کا خیال رکھیں تب ہمارے اندر وزن پیدا ہو گا، اور ہم کسی کام کے ہوں گے ورنہ بھیڑ سے کثرت سے پچھہ ہونے والا نہیں ہے، غشاء کغشاء السیل، یہ بھی ایک نشانیوں میں سے ہے، آخری دور میں مسلمانوں کے بارے میں کہا گیا کہ وہ ایسے ہو جائیں گے غشاء کغشاء السیل، (مسند احمد بن حنبل) جیسے جھاگ ہوتا ہے، پانی کے اوپر آ جاتا ہے اور اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی، وہی بے حیثیت ہمارے اندر آتی چلی جا رہی ہے، بس یہ بات پیدا کر لیں اپنے اندر محنت کریں کتابوں کے ساتھ تعلق رکھیں، اساتذہ کا ادب کریں اور محنت سے وقت گزاریں، تو انشاء اللہ وزن پیدا ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح سوچ عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين.



## دینی مدارس کا قیام وقت کی ضرورت

الحمد لله نحمدہ و نستعينہ و نستغفرہ و نتوکل علیہ و نعوذ بالله  
 من شرور أنفسنا و من سیئات أعمالنا من يهدہ اللہ فلا مضل له و من  
 يضلله فلا هادی له ، و نشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له ،  
 و نشهد أن سيدنا و حبينا و قرة أعيننا و مولا نا محمدا عبده و رسوله  
 صلى الله عليه و على آله و أصحابه و أزواجـه و ذريـاته و أهـل بيـته  
 و بارـك و سـلم تـسلـيـما كـثـيرـا كـثـيرـا ، أما بـعـد أـعـوذ بالـلـه مـن الشـيـطـن  
 الرـجـيم ، بـسـم اللـه الرـحـمـن الرـحـيم ، ﴿أَفَرَأَيْـا بـاسـم رـبـكـ الـذـي خـلـقـ ، خـلـقـ  
 الـإـنـسـانـ مـنْ عـلـقـ ، أَفَرـأـيـا وـرـبـكـ الـأـكـرـمـ ، الـذـي عـلـمـ بـالـقـلـمـ ، عـلـمـ الـإـنـسـانـ  
 مـا لـمـ يـعـلـمـ﴾ (القلم: ۱ - ۵)

میرے دو ستودیٰ بھائیو اور مدرسے کے عزیز طلباء!

یہ لڑکیوں کے مدرسے کے سنگ بنیاد کی تقریب کا جلسہ ہے ابھی جلسہ کے بعد  
 تقریب سنگ بنیاد ہو گی، اور آپ اس میں شرکت کریں گے مدرسے لڑکیوں کے ہوں یا  
 لڑکوں کے اور جہاں کہیں بھی ہوں ان کی ضرورت ہے اور ضرورت جب ہوتی ہے تو اس  
 کے پورا کرنے والوں کو پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، تعلیم ایک ایسی ضرورت ہے، کہ  
 اس سے زندگی وابستہ ہے، تو اس کی فکر ہم سب کو بہت زیادہ کرنی چاہیے، کہا  
 پہنچنا، کھانا، پینایہ انسان کی ضرورت ہے، کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو ان سے اپنے کو جدا

رکھے، نہ کھانا کھائے نہ پانی پینے، نہ کپڑے پہننے یہ ساری چیزیں لازمی ہیں، ضروری ہیں، اور اس میں بھی تنوع ہے، کھانے کی بھی بہت سی قسمیں ہیں، کپڑوں کی بھی بہت سی قسمیں ہیں، طرح طرح کے مزاج طرح طرح کے کھانے، طرح طرح کا پینا، مشروبات کی دو کافیں بھی ہوئی ہیں، لوگ جا کر پینے ہیں، پلاتے ہیں، کھانوں کی دو کافیں ہیں، کھاتے ہیں کھلاتے ہیں، مختلف ڈشیں ہیں، بھی حال تعلیم کا بھی ہے تعلیم کی بہت سی قسمیں ہیں، اور طرح طرح کا علم ہے طرح طرح کافن ہے، جن سے لوگ اپنے آپ کو آراستہ کرتے ہیں، اور جس سے اپنے آپ کو تو انہی بخششیں ہیں، اس لیے کہ تعلیم جو ہے وہ انسان کو آراستہ بھی کرتی ہے، تعلیم انسان کو آسودہ بھی کرتی ہے، تعلیم انسان کو تو انہی بھی کرتی ہے، یعنی جو کھانے کا کام ہے پینے کا کام ہے، تینوں کام ہیں، کھانا صرف اپنا کام کرے گا، پینے والی اپنا کام کرے گی، پہننے والی چیز اپنا کام کرے گی، یعنی تعلیم اللہ نے ایسی رکھی ہے، کہ وہ تینوں کام کرتی ہے، جیسے اچھے لباس سے آدمی اچھا معلوم ہوتا ہے، ویسے ہی اگر اچھی تعلیم ہے تو آدمی اچھا معلوم ہوتا ہے، اچھا کھانا کھانے سے طاقت آتی ہے، تو اچھی تعلیم سے بھی طاقت آتی گی اور سچ پانی پینے سے بھی محنت بنتی ہے، اور انسان کے اندر غیر معمولی انرجی آتی ہے۔

### اسوس کا مقام

لیکن اسوس کی بات یہ ہے کہ وہ مسلمان قوم جس کو تعلیم کا یہ سبق دیا گیا تھا وہ علم سے آتی ہی دور ہے، خاص طور سے آج کل کے دور میں ہمارے قصبات ہمارے دیہات اگر آپ ان میں چلے جائیں اور میرا خیال تو یہ ہے کہ بڑے بڑے شہروں میں مسلمان محلوں کا بھی بیہی حال ہے، کہ بڑی تعداد ہے بچوں کی لیکن سب تعلیم سے بے گانہ ہیں، یعنی سب بچوں کے پیاسے ہیں، ننگے ہیں، یہ ترجمہ ہے، اس کا جو قوم پیاسی ہو بھوکی ہو نگلی ہو، اس سے کیا آپ امید رکھیں گے یہ ترقی کرے گی؟ دوسروں کو راہ دکھائے گی؟ دوسروں کو صحیح راستہ پر لائے گی؟ اب وہ بے چارہ خود پیاسا ہے بھوکا

ہے، شگا ہے وہ دوسروں کو پانی کیا پلائے گا؟ دوسروں کو کھانا کیا کھائے گا؟ دوسروں کو کپڑا کیا پہنائے گا؟ اتنی خطرناک بات ہے لیکن جانتے بھی ہیں تعلیم سے اتنے بے گانہ ہیں کہ جانتے بھی نہیں تعلیم سے کیا ملنے والا ہے؟

## حصول علم ہر انسان پر فرض ہے

وَتَعْلِيمٌ جُسْ كَيْ بَارَ مِنْ فَرْمَايَا گیا طلبِ العلم فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ، (سکن ابن ماجہ فی بابِ فضلِ العلماء والحت علی طلبِ العلم) علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے، حورت ہو یا مرد، لڑکا ہو یا لڑکی، بوڑھا ہو یا جوان، دور کا ہو یا نزدیک کا، هر شخص پر علم حاصل کرنا فرض ہے، اور کیوں فرض نہ ہو جیسا کہا گیا ہے کہ بھوکے کو کھانا کھانا فرض ہے یہاں تک مسئلہ ہے کہ اگر اتنا بھوکر ہے کہ اگر کھانا نہ ملے تو مر جائے گا تو تھوڑا احرام بھی کھا سکتا ہے، تاکہ زندگی باقی رہے، تو کھانا کتنا ضروری ہے، اس لیے کہ بغیر کھانے کے زندہ نہیں رہ سکتا، ایسے ہی علم بھی اتنا ضروری ہے کیونکہ علم کے بغیر وہ زندہ نہیں رہ سکتا، علم کے بغیر وہ صحت مند نہیں رہ سکتا، علم کے بغیر وہ طاقتور نہیں رہ سکتا، تو علم کا حاصل کرنا کتنا ضروری ہو گیا۔

## علم کے لیے روح کو زندہ رکھو

لیکن بات یہ ہے کہ علم کا تعلق ہے روح سے، اور کپڑے کا تعلق ہے جسم سے، اور ہم لوگ جسم کی وبا میں بیٹلا ہیں، بس یہ سمجھتے ہیں اصل جسم ہے، لیکن یہ نہیں جانتے اصل روح ہے، ہاں یہ کہہ سکتے ہیں جسم اپنی جگہ پر ہے روح اپنی جگہ پر ہے، لیکن روح کے بغیر جسم بے کار ہے، جیسے یہ لاکڑا اسٹکر ہے، آپ کے سامنے ہے، اس کی روح کرنٹ ہے، اگر یہ کرنٹ نہ آئے تو یہ لاکڑا اسٹکر بالکل بے کار ہے، پھینک دیجئے اٹھا کر نالی میں، اگر یہ بول شد رہا ہو اس کے اندر کرنٹ نہ آ رہا ہو، تو اس کو سامنے رکھنا ہی بے کار ہو جائے گا، الحسن ہو گی، ایک جگہ ایسا ہوا لاکڑا اسٹکر خراب ہو گیا، میں تقریر کر رہا تھا ہم

نے کہا ہٹا اس کو سامنے سے جب نہیں بول رہا ہے، تو ہٹا اس کو تو ایسے ہی یہ معاملہ ہے کہ آپ جسم کو بہت خوبصورت بنانی چاہتے، لیکن مردہ عجائب گھر میں رکھا نہیں جاسکتا، پوری قوم مردہ ہے، عجائب گھر میں رکھنے کے لائق ہے، کہ آپ چلے جائیے تو وہاں شیر نظر آئے گا، پتہ نہیں یہاں تو لوگ جانتے نہیں، لکھنؤ میں مردہ عجائب گھر ہے، میں نے دیکھا ہے مجھ پن میں، وہاں جائیے مردہ عجائب گھر میں، تو شیر بھی ہے اس میں اور مزی بھی ہے اس کے اندر، اور بھی بہت سے جانور ہیں، سارے رکھے ہوئے ہیں لیکن ان کے اندر روح نہیں ہے، شیر ہے اور اس میں روح نہیں ہے، صورت وہی ہے۔

### صحیح نیت کے ساتھ توجہ دلانے کی ضرورت

بلکہ آج تو صورت حال یہ ہے کہ ہماری قوم مدرسون سے بالکل دور ہو چکی ہے کوئی قریب آنے کو تیار نہیں، نہ مرد آنے کو تیار ہیں، نہ عورتیں آنے کو تیار ہیں، ہاں اگر یہ کہہ دیا جائے کہ لذتوشیں گے تو بہت سے آجائیں گے وہی میں نے کہا نا قوم بھوکی ہے، بے چاری، پیاسی ہے، بھوکی، کہا جائے کپڑے ملیں گے، تو نکلی ہے آجائے گی کپڑا بھی لینے، لیکن اگر یہ کہا جائے کہ بھائی علم کے موضوع پر بات ہوگی، بھائی سنوآ کر علم کیا چیز ہے، تو کتنے لوگ آئیں گے، آتھی نہیں کوئی، تو افسوس کی بات یہ ہے کہ اس کی طرف توجہ بھی نہیں ہے، اور ہم لوگ توجہ دلانے کے لیے آتے ہیں، اور یہ جلسے اسی لیے کئے جاتے ہیں، اور کوئی مقصد نہیں، بہت سے لوگ چندے کے لیے جلسے کراتے ہیں وہ غلط ہے، چندہ کچھ نہیں ہاں کوئی دے دے تو اچھی بات ہے، لیکن جلسہ چندے کے لیے نہیں ہے، جلسہ چندے کے لیے ہے صحیح بات تھی جائے، کہ ایسا کرنا ہے، اور کیونکہ بغیر چندے کے درسے چلتے نہیں، اس لیے چندہ کیا جاتا ہے، لیکن اس کو اصل نہ سمجھیں، جلسہ کرنے والے بھی اور مدرسہ چلانے والے بھی، اور یہیں سے معاملہ الٹا ہو جاتا ہے، اگر ذہن میں یہ آگیا کہ چندے کے لیے یہ جلسے ہیں، تو مقصد بدل گیا نیت خراب ہو گئی فائدہ نہیں

ہوگا، چندہ مل سکتا ہے، لیکن اس چندہ کی برکت نہیں ہوگی، آپ مدرسہ کے لیے جلسہ کریں، علم کو عام کرنے کے لیے کریں، ذہن بنانے کے لیے کریں، سمجھانے کے لیے، جلسہ سمجھے، اور اعلان سمجھے، کہ جو اس کام میں حصہ لے گا، اللہ تعالیٰ اس کی کمائی میں برکت عطا فرمائے گا، اب اگر چندہ دینے والا چندہ دے گا، تو اس کے پیسے میں بھی برکت، اور اگر نیت دوسرا ہوئی تو لینے والے کے لینے میں برکت نہیں، دینے والے کے دینے میں برکت نہیں، اسی لیے پریشان ہوتے ہیں، بہت سے لوگ کہ برکت ہوتی ہی نہیں، برکت بڑی چیز ہے، اور جب برکت ہوتی ہے تو تھوڑے میں بڑا کام ہوتا ہے، اور اگر برکت نہیں ہوتی تو سینکڑوں ہوں تب بھی آدمی کا کام نہیں ہوتا۔

### تھوڑے میں برکت کب ہوگی؟

ایک بزرگ تھا ان کو کوئی جانتا نہیں تھا، کوئی ان سے ملنے گیا کہنے لگے میں بڑھا ہو گیا ہوں، اب تم کو سنجاانا ہے یہاں آ کر، ذرا اوپر جانتے تھے، تو انہوں نے کہا (جو کہ شاگرد تھے) جی میں آؤں گا، کہنے لگے تیری تھوا ہے؟ وہی پرانی بات، انہوں نے کہا ایک ہزار، اور اس کے بعد وہ شاگرد اپنے بزرگ سے کہنے لگے کہ تیری تھوا ہے میں آتا؟ کہنے لگے موڑ سائیکل لے لے، اور یہاں آیا کر، سنجاں پورے علاقہ کو، کہنے لگے اگر موڑ سائیکل لیں گے تو پھر چلیں گے کیسے؟ کیونکہ تیل کا مسئلہ ہے، تو اتنی زور سے خفا ہوئے اور کہا تمہاری نیت خراب ہے، ورنہ اسی میں برکت ہوتی اور سارے کام بن جاتے، کہنے لگے مجھے دیکھو چالیس سال سے یہاں پڑا ہوا ہوں، کام میں نے کیا، اللہ نے کرایا، اور پھر بتایا انہوں نے ایک کمرہ میں پوری زندگی گزار دی، اس ایک اللہ کے بندے نے پورا علاقہ بدل دیا، پورا علاقہ تعزیہ والا تھا، قبر پستی والا تھا، پورا علاقہ خرافات والا تھا، لیکن تنہ اس شخص کی ذات سے میں نے خود دیکھا وہاں جا کر پورا علاقہ تبدیل ہو گیا، اور وہاں آج تقریباً ۵۰-۶۰ ندوے کے قابل ہیں، سب کو ندوہ بھجا انہوں نے، اور ماشاء اللہ وہ

سب پڑھ پڑھ کے وہاں گئے اور حالتِ تھیک ہو گئی، پورے علاقہ کی، اور جب تک وہ رہے کیا مجال ہے کوئی غلط کام کر دے، اتنے پختہ عقیدے کے تھے، کہنے لگے مجھ سے خود کہ میں کوئی بڑا آدمی نہیں ہوں کچھ بھی نہیں ہوں، لیکن ایک بات ضرور ہے کہ میں نے جوانی میں رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی تھی، خواب میں، تو الحمد للہ میر عقیدہ بہت ہی پختہ ہے، کہا میں کچھ ہوں یا نہ ہوں، عقیدہ، بہت پختہ ہے میرا، تو ان کے کہنے میں مجھے لطف آیا، تو کہنے لگے کام کرو اللہ کے لیے کرو، بندوں کے لیے نہیں۔

### آج قوم بھوکی ہے نگی ہے

بات یہی ہے آج جیسے بھوکے کو کچھ بھائی نہیں دیتا، پیاس سے کو کچھ دکھائی نہیں دیتا، اور نیکے کو عقل ہی نہیں ہوتی ہے، ورنہ کیوں اتارتا، جب قوم کا یہ حال ہو جائے گا، تو کیا سوچے گی؟ جیسے کہتے ہیں کہ بھوکے کو کچھ یاد ہی نہیں رہتا، تو انہوں نے کہا وہ وہ، انہوں نے کہا چار روٹی، اب ان کو پڑھایا لکھایا نہیں جائے گا، پڑھایا لکھایا بھی جائے تو ہمارے لوگ کیا کہتے ہیں بھیا ہمارا لکھا پڑھ لے گا تو کتنی تنخواہ ملے گی؟ پیسہ کتنا ملے گا؟ وہی میں نے کہا ناسب بھوکے ہیں بے چارے، بھوکے اور نیکے کو کیا چاہیے جو جسم سے وابستہ ہوتا ہے اس کو کچھ سمجھ میں نہیں آتا، اسی لیے پوچھا کہ مدرسہ میں پڑھائیں گے، لیکن ملے گا کتنا؟ تو وہی پانی آگیا وہی کپڑا آگ کیا، روٹی، کپڑا اور مکان یہ اعلان ساری دنیا میں ہو رہا ہے، اسی کے لیے سب مارے مارے پھر رہے ہیں، اور اس کا تعلق جسم سے ہے ہی نہیں، یہ روح کی سواری تو ہے لیکن ایسا نہیں ہے کہ روح سے اس کا تعلق ہو، بغیر روح کے اس کا کام چل جائے، چل ہی نہیں سکتا، اسی لیے حالتِ خراب ہوتی چلی جا رہی ہے، علم جہاں جا رہا ہے وہاں پیاس بڑھتی جا رہی ہے، پہلے تو صرف کہا جاتا تھا برہنگی ہے، اب تو جو پڑھ رہے ہیں وہ برہنہ ہوئے جا رہے ہیں، اور کہا کہ بھوکے ہیں، اور پیاس سے ہیں، اور پہن کرنگے ہیں۔

## خدائی نظام میں تبدیلی کا انجام

حدیث میں آتا ہے ”رب کاسیہ فی الدنیاعاریۃ یوم القيامة“ (صحیح البخاری فی باب لایاتی زمان الا الذی بعده شر منہ) بہت سی ایسی عورتیں ہوں گی دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی وہ نکلی ہوں گی، آج دیکھ لجھے عورتوں کو تو پیش کر رکھنے کے لیے کہا گیا ہے، عورت کہتے ہی اس کو ہیں جس کو چھپا کر رکھا جائے، ورنہ عورت ہی نہیں، تو اب عورت اپنے کو چھپائے یہ عورت کا زیور ہے، تو اب ظاہر ہے کہ مرد کو عورت کی جگہ کھڑا کر دیں، عورت کو مرد کی جگہ کھڑا کر دیں، تو کیسے برابر ہو سکتا ہے؟ یہ ناممکن ہے، وہ سب بڑے پلے درجے کے بے وقوف ہیں، جو یہ کام کر رہے ہیں، ان سے زیادہ بڑا بے وقوف دنیا میں کوئی پیدا ہی نہیں ہوا، عورت سے کہہ دیں بکس اٹھاؤ، اور مرد سے کہہ دیں مسہریوں پر لیٹئے رہو، تو کیا ہو گا انجام؟ یورپ میں بھی ہورہا ہے، نتیجہ یہ ہے کہ مرد تو یوں ہی مرض میں بیٹلا ہیں، اور عورت بھی ٹینشن میں بیٹلا ہے، دونوں میں ہے کھٹ پٹ، نہ ان کی ان سے بنتی ہے نہ ان کی ان سے بنتی ہے، یہی ہوتا ہے، وہاں سارے کام کرنے والی عورتیں ہوتی ہیں، تو ان کو کھڑا کر دیا لا کر اور بڑے بڑے بکس اٹھاتی ہیں۔

تو ظاہر ہے چند دنوں کے بعد حیلہ بگڑ جاتا ہے، عورت پناختم ہو جاتا ہے، عورت کو اللہ نے ایسا بنا�ا ہے کہ جتنا آرام کرے گی، اتنی ہی اچھی رہے گی، یعنی گھر کے کام کرے بس، اسی لیے جہاد میں جانے کا حکم نہیں عورتوں کو، ان کا جہاد حج ہے بس حج پر چلی جائیں جہاد ہو گیا، اور وہ گھر پر ہیں گھر کے کام کے کریں، اور اللہ میاں نے ان کا ذہن ایسا بنا�ا ہے، کہ گھر کے کاموں میں ان کا فطری طور پر جی گلتا ہے، یہ اور سے ہے نظام بنانا ہوا، اور مرد کا باہر کا کام ہے، اس کو باہر ہی گلتا ہے، اس طرح باہر کا کام وہ کرتا ہے، اندر کا کام یہ کرتی ہے۔

## خواتین تعلیم میں پچھے نہ رہیں

تعلیم جو ہے اس کا تعلق بھی اندر سے ہے، اس لیے تعلیم میں عورتوں کو کم نہیں ہونا چاہیے، بلکہ ہوتا چاہیے، اس میں تو ان کو الگ کر دیا، کہ تعلیم سے ہٹا دیا، جاہل رکھا، اور باہر نکال دیا، یعنی صحیح دینی تعلیم عورتوں میں ہونی چاہیے، تاکہ وہ بچوں کی تربیت کر سکیں، اور اپنے شوہر کو بھی بتا سکیں، کیا صحیح ہے کیا غلط ہے؟ یہ سارے کام اگر عورتیں کریں، تو گمراہ کا نقشہ بدلتا ہے، اور حالات درست ہو سکتے ہیں، اور اگر ایسا نہیں کریں گی تو ظاہر ہے کہ پریشانی بڑھتی ہی جائے گی، کئے گئی نہیں، جتنا اس کو دور کریں گے اتنی ہی بڑھے گی، اس لیے کہ راستہ بدلتا ہے، جیسے غلط راستہ پر اپنی گاڑی آپ ڈال دیں، تو آپ کیرجتنا لگائیں گے، اور اس کو اپسید جتنی بڑھائیں گے، تو غلط راستہ پر دور ہی جائیں گے، تو اس گاڑی کو اپس کبھی، صحیح رخ پر لگائیے، صحیح راستہ پر لایئے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين.

## امتحان کی تیاری ضروری ہے

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على خاتم النبيين امام الانبياء والمرسلين محمد بن عبد الله الأمين وعلى آله الطاهرين وصحبه الغر الميامين وعلى من تبعهم ودعا بدعوتهم الى يوم الدين، أما بعد!

جامعہ کا شف العلوم کے عزیز طلبہ!

ابھی معلوم ہوا کہ آپ کا امتحان ہو رہا ہے اگرچہ وہ امتحان ششماہی ہے لیکن ششماہی سے سالانہ میں آدمی پہنچتا ہے، جو ششماہی میں کامیاب ہوتا ہے وہ سالانہ میں اور زیادہ کامیاب ہوتا ہے، تو امتحان دینے والے طالب علم سے صرف ایک جملہ کہا جاتا ہے بس میں وہی ایک جملہ کہہ دیتا ہوں کہ تیاری کرو، اس وقت سب سے اہم بات جو آپ سے کہنی ہے وہ یہ کہ تیاری کرو، ہمارے حضرت مولانا فرمایا کرتے تھے رمضان میں، ایک چھوٹا روزہ ہے، اور ایک بڑا روزہ ہے، جو بالآخر ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے، اور موت تک رہتا ہے، چھوٹے روزے میں جائز چیزیں بھی چھوڑ دی جاتی ہیں، کھانہ بیس سکتے، پی نہیں سکتے، غلط کام نہیں کر سکتے، اتنا کرنا ہے صبح سے شام تک، اور بڑے روزہ میں صرف حلال و حرام دیکھا پڑتا ہے، ایسے ہی ایک چھوٹا امتحان ہے ایک بڑا امتحان ہے، چھوٹا امتحان یہ ہے جس کو آپ دے رہے ہیں، اس میں بھی کہا جاتا ہے تیاری کرو، اور بڑے امتحان کے لیے بھی لوگ کہتے ہیں تیاری کرو، تو آپ سے بھی یہی

کہتا ہے کہ اس امتحان میں آپ کو جو جائز چیزیں ہیں بہت سی وہ بھی چھوڑنی پڑتی ہیں تیاری کے لیے، اور بڑے امتحان میں صرف ناجائز چیزیں چھوڑنی پڑتی ہیں، اور جائز چیزیں نہیں چھوڑنی پڑتی ہیں، جو جتنی اچھی تیاری کرے گا اتنا ہی کامیاب ہو گا۔

## امتحان کی کامیابی کے لیے علم ضروری ہے

یہ امتحان چھوٹے کا بھی ہوتا ہے بڑے کا بھی ہوتا ہے، یعنی چھوٹا سا بچہ سات سال کا اس کا بھی ہو رہا ہے، اور جو سترہ سال کا ہے اس کا بھی ہو رہا ہے، لیکن بڑا امتحان صرف بالغ ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے، جیسے بعض لوگ کے ٹھلتے رہتے ہیں، گھومتے رہتے ہیں تو سارے استاد کہتے ہیں، یہ فیل ہو جائے گا نہ درجہ میں آتا ہے پابندی سے، نہ کتابیں پڑھتا ہے فیل ہو جائے گا، ایسے ہی جو لوگ نماز نہیں پڑھتے، روزہ نہیں رکھتے تو ان کا فیل ہونا ضروری ہے، سوائے یہ کہ وہ رکھنے لگیں، جیسے بہت سے لڑکے ہوتے ہیں گھومتے رہتے ہیں لیکن آخر میں محنت کر کے کامیاب ہو جاتے ہیں، ایسے ہی اس میں بھی ہے، لیکن وہ کامیابی داکی نہیں ہوتی، اصلی کامیابی یہ ہے کہ وہ شروع سے محنت کرے، وہ لڑکا سب سے زیادہ کامیاب ہوتا ہے، اور جو لوگ امتحانی ہوتے ہیں یعنی ۳-۴ دن پہلے سے بس محنت کرتے ہیں، رشتے ہیں، پرچے ہناتے ہیں، اور کسی طرح گھوم پھر کے پاس ہو جاتے ہیں، ان کو علم نہیں آتا، مقصود یہاں آنے سے علم ہے، تاکہ آدمی کو علم آجائے، کیونکہ امتحان میں کامیاب ہونے کے لیے علم ضروری ہے، تو چھوٹا امتحان اس لیے رکھا گیا ہے تاکہ علم آجائے، اور علم اس لیے ہے کہ آدمی بڑے امتحان میں کامیاب ہونے کی پوری کوشش کر سکے۔

## چھوٹا امتحان بڑے امتحان کے لیے ہوتا ہے

یہ چھوٹا امتحان بڑے امتحان کے لیے ہے، مثلاً اس امتحان میں بچے سے لے کر سب ہوتے ہیں، تو سات سال کے بچے سے لے کر دس سال کے بچے تک، نماز پڑھائی

جاتی ہے، اور سامنے استاد بھی ہے، وہ سامنے کھڑے ہو کر نماز پڑھواتے ہیں، تو نچے بھاگ کر جائیں گے کہیں کے ہم نماز پڑھیں گے یعنی ہم کو دکھاؤ، اور اس کے بعد پچھے عادی ہو جاتا ہے نماز پڑھنے کا، تو وہ ہے عادت والی نماز، یعنی دس سال سے لے کر پندرہ سال یہ عادت والی نماز ہے اور جو پندرہ سال کے بعد کے ہو گئے تو ہوئی عبادت والی نماز، فوراً عادت سے عبادت میں آگئے تو یہ ترتیب ہے تو جو لوگ صحیح امتحان میں رہتے ہیں وہ بچپن سے عادی ہو جاتے ہیں، ان کی کبھی نمازوں نہیں چھوٹی، اور بالغ ہونے کے بعد ان کی عبادت اچھی ہو جاتی ہے، اور جتنے آگے بڑھتے جاتے ہیں عبادت اچھی ہوتی جاتی ہے، لیکن ترتیب وہی چلتی جاتی ہے، پہلے عادت والی، پھر عبادت والی، اور عبادت کے بہت سے درجے ہیں یعنی ایک تو بس پڑھلی، کہ اللہ نے حکم دیا ہے، اور ایک یہ ہے کہ نماز کی کیفیت حاصل ہو، جیسے اللہ میاں کو دیکھ رہے ہیں وہ سب سے اعلیٰ ہے، ادھر ادھر کا خیال نہ آیا، اور کوئی بات نہ آئے، وہ نماز سب سے اوپری ہے، تو یہ ساری تیاری اسی کے لیے ہے، تو جو لوگ محنت سے پڑھتے رہتے ہیں، تو نچے میں جلسے وغیرہ بھی اگر ہو جاتے ہیں تو ان جلوسوں میں وہ بھی شریک ہو جاتے ہیں جو شروع سے محنت کرتے ہیں، کیونکہ وہ جو یاد کرنا ہے کرچکا ہوتا ہے، اور پورے سال محنت نہیں ہوتی، تو وہ پھر چکر میں رہتا ہے، جلدی سے کسی طرح یاد ہو، اور بہت محنت کرتا ہے، کہ کسی طرح پاس ہو جائیں، لیکن اب تو وہ بھی نہیں رہا، ایک زمانہ میں ہوتا قابو تو اس میں بھی ٹھیکتے ہیں۔

## وہاں چوری نہیں چلے گی

اب یہ دنیا میں تو چل جاتا ہے، یہ اس لیے کہ یہ معاملہ انسان کا ہے، انسان کمزور ہے یہاں استاد نے ادھر دیکھا ادھر آدھا شیپ لیا، لیکن وہ اللہ تو ہر وقت دیکھتا ہی رہتا ہے یہاں تو نچے جاؤ گے، اس لیے کہ استاد استاد ہے، اور انسان جب آگے دیکھتا ہے، تو بچھے نہیں دیکھ پاتا، بچھے دیکھتا ہے تو آگے نہیں دیکھ پاتا، داشتے ہاتھ دیکھتا ہے، تو

بائیں نہیں دیکھ پاتا، لیکن اللہ میاں تو ہر وقت ہر جگہ ہر لمحہ دیکھتا رہتا ہے، اس لیے کہ ﴿لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ﴾ (البقرة: ۲۵۵) وہاں شادو گھٹ آتی ہے نہ نہیں، اور یہاں تو ہماری اگر اوگھے آجائے، تو آپ لوگ نہ پڑیں گے بعض لوگ ہوتے ہیں باتیں کرتے کرتے سو گئے، اب سب لڑکے نہ رہے ہیں، کہ سو گئے، تو اللہ میاں نے کوئی اسی چیز نہیں چھوڑی، اور اس کے کام پر کوئی تبرہ بھی نہیں کر سکتا، تو اسی کی تیاری کے لیے یہ تیاری ہے، چھوٹی تیاری بڑی تیاری، تو آپ لوگ بھی سمجھیں کہ تیاری کرو، اس چھوٹی امتحان کی تیاری کجھے، اور اس کے بعد بڑے امتحان کی تیاری کریے، تو آپ کو تیار ہو کر سارے کام کرنے ہیں۔

### اُس امتحان کی تیاری کا فائدہ

اس تیاری کا پہلا فائدہ یہ ہو گا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو دنیا میں بڑا بنا دیں گے مگر اللہ میاں نے جس کو بڑا بنا یادہ کی کے برابر نہیں ہو سکتا، اسی لیے حدیث میں آتا ہے جب سورج لکھتا ہے تو شیطان سورج کے سامنے کھڑا ہو جاتا ہے، اور جو لوگ پوچھاتے ہیں سورج کی تو وہ سمجھتا ہے کہ میری پوچھا ہو رہی ہے، دل کی تسلی کے لیے، اور تو کوئی پوچھنے کا نہیں، تو ایسے ہی بعض لوگوں کو بڑا بننے کا شوق ہوتا ہے، توجہ خود بڑا بنا چاہتا ہے تو کبھی بھی اللہ میاں کہتے ہیں کہ بن جاؤ، تمہاری خواہش ہے لیکن جس کو اللہ بڑا بناتا ہے اس کے کیا کہنے، اور وہ تو آگے بڑھتا چلا جاتا ہے، اسی وجہ سے حدیث میں آتا ہے اللهم اجعلنی فی عینی صغيراً، (کنز العمال) یعنی اے اللہ مجھے اپنی نگاہ میں نیچا کر دے، دوسروں کی نگاہ میں بڑا کر دے، وہی اصلی بڑا ہے، جو اپنے کو بڑا سمجھے لوگ اس کو چھوٹا سمجھتے ہیں، تو کوئی فائدہ ہی نہیں۔

### اگر لگا رہے تو دنیا ہی میں جنت کا مزا آجائے

تو اس لیے آدمی کو یہ چاہیے کہ لگا رہے تو اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی اس کو عزت عطا

فرمائے گا، اور آخرت میں جو کچھ ملے والا ہے، اس کو تو سمجھنی نہیں سکتے آپ، تصور بھی نہیں کر سکتے آپ، کچھ جھوٹ کے بیہاں آتے ہیں، جیسے کبھی کبھی بہت گری ہوتی ہے، تو خندھی ہوا ایک دم آئی، کتنا مرا آتا ہے، تو ایسے ہی دنیا میں اللہ میاں جھوٹ کے بھیج دیتا ہے، موسم بہار کا ہے یا بہار آنے والی ہے تو ہوا کچھا جھی لگنی محسوس ہوئی کہ بہار آنے والی ہے، اور بہار سے جنت کا مرا آتا ہے، لیکن اب دنیا میں رہ کر جنت کا مرا لامانا ممکن ہے، اب یا الگ بات ہے کہ جو جتنا اللہ کا قریب ہے اتنے ہی جھوٹ کے زیادہ ہوں گے کیونکہ دیکھا ہے تا جب کوئی بڑے بزرگ آتے ہیں تو لوگ ان کو پنچھا جھلتے ہیں اور جو قریب میں ہوتا ہے اس کے ہو لگتی ہے، پنچھا نا کے کھلا جا رہا ہے ہوا ان کے لگ رہی ہے، تو ایسے ہی جو اللہ میاں کے قریب ہو جاتے ہیں، اس کو بیہاں بیٹھے بیٹھے ہو لگتی رہتی ہے، جب ہو لگتی ہے تو اس کو لگتا ہے کچھ نہ کچھ ہونے والا ہے، اور ہوا بڑھتی چلی جاتی ہے، جیسے جنگل کے جتنا قریب ہوتا جائے گا اتنی ہی ہوا بڑھتی جائے گی، اور دنیا کا ہوش نہیں رہ جاتا، ہر وقت مرا آتا رہتا ہے، بڑے بڑے لوگ ہیں، ان کے حالات پڑھتے اٹھا کر آپ کو مرا آجائے تو بہت بڑا کام ہو جائے، تھوڑی اسی محنت سے ہو گا، جتنی آپ محنت کریں گے اتنا ہی آپ کو فائدہ ہو گا۔

### تعلم علم عمل کا جامع لفظ ہے

تعلم جو عربی کا لفظ ہے اس کے معنی ہی ہوتے ہیں کہ سعیے اور عمل کرے، اور اگر ایک ہی چیز ہو دوسرا نہ ہو تو وہ تعلم نہیں ہے، تعلم کہتے ہیں "علم و عمل" خیر کم من تعلم القرآن و علمه، (سنن أبي داؤد فی باب ثواب قراءة القرآن) تو تعلم میں دونوں باقی ہیں، یعنی جس نے جانا اور اس پر عمل کیا تو اس نے تعلم کیا، ورنہ نہیں، تو یہ دونوں لازم مژود ہیں، بس اتنی سی بات یاد رکھئے کام بن جائے گا، انشاء اللہ، اللہ تعالیٰ ہم سب کو چاہل سچی طلب کے ساتھ پچی نیت کے ساتھ پچے عمل کے ساتھ طافرمائے اور ہم سب کو کامیاب فرمائے۔

## صحیح نیت کے ساتھ محنت مطلوب ہے

میرے عزیز طلباء!

میں نہایت اختصار سے چند باتیں عرض کروں گا، ایک تو یہ کہ طلبہ میں جو محنت سے پڑتا ہے، یا جو بھی محنت کرے گا اللہ تعالیٰ کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتا، ہر چیز سے آنکھیں بند کر لو اور صرف اپنی کتابیوں کو یاد کرو، تاکہ سمجھ میں بھی آئے، یاد بھی ہو جائے، جتنا اچھا یاد ہو گا وہ اتنی ہی محنت کرنے سے ہو گا، پھر اتنے ہی بڑے عالم بنو گے، اور پھر دنیا تھہارا احترام کرے گی، اور دنیا میں بھی کامیابی ہو گی اور آخرت کی کامیابی تو اصل کامیابی ہے، اسی کی تیاری مدرسون میں کی جاتی ہے، اساتذہ کو بھی اسی بات کا خیال رہنا چاہیے، اور طلبہ کو بھی اسی کا خیال رہے کہ ہم دنیا کے لیے نہیں آخرت کے لیے کام کر رہے ہیں ساری دنیا تو دنیا کے لیے لگی ہی ہے اگر ہم بھی دنیا کے لیے کرنے والے بن جائیں گے تو پھر ہم میں ان میں کیا فرق رہ جائے گا؟ اسی کے ساتھ ساتھ ہمارا سب کا تعلق آخرت سے ہونا چاہیے، اور اللہ تعالیٰ سے۔

اصل فکر کس کی ہو؟

دنیا صرف اس لیے ہے کہ زندہ رہے آدمی، جیسے کھانا نہیں کھائے گا تو زندہ نہیں رہے گا ورنہ ہونا تو یہ تھا کہ کھانا بھی چھوڑ دیتے لیکن رہ نہیں سکتے بغیر کھائے تو کھانا بقدر ضرورت پہننا بھی بقدر ضرورت، اب جیسے کھانے میں ہی ہم لوگ

جائیں ہر وقت فکر ہو اس کو کھانے کی ایسا کھانا ویسا کھانا یہ مل جائے وہ مل جائے تو پڑھے گا کیا؟ اصلاً فکر پڑھنے کی ہوئی چاہیے، نہ کہ کھانے اور کپڑے ہی کے چکر میں پڑھائیں، اور طالب علموں کو ان تمام چیزوں سے الگ ہونا چاہیے، اور بیو طلبہ محنت کرتے ہیں، وہ کامیاب ہوتے ہیں ندوہ میں بعض طلبہ جنہوں نے بڑا نام پیدا کیا بعض طلبہ کے بارے میں ہے کہ جب بہت بڑے عالم ہوئے چار سال ندوہ میں رہے تو انہوں نے اپنے کرہ کے علاوہ کوئی اور چیز دیکھی ہی نہیں، اور بہت سے طلبہ کے بارے میں آتا ہے پوری زندگی ناشتہ ہی نہیں کیا، اس لیے کہ ان کے پاس پہیے نہیں ہوتے تھے رات کی روٹی پچھی ہوئی تھی اسی کو سکھایتے تھے پانی میں نمک ڈال کر بھگو کے کھایتے تھے جا کر اتنے بڑے عالم ہوئے ایسے نہیں ہو جاتے ہیں، لیکن انہوں نے کسی سے نہیں کہا، اپنے کام میں لگے رہے، تو اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت نوازا، غیر معمولی ترقی عطا فرمائی اور جو شروع ہی سے انہیں چکروں میں پڑھ جاتا ہے کہ کھانا کہاں اچھا ملتا ہے کہ رہنے کو کہاں اچھا ملتا ہے؟ بس پوری زندگی پر بیشان ہی رہے گا، یہاں تک کہ بوجھا ہو جاتا ہے آدمی اسی چکر میں رہتا ہے، ملتا کچھ نہیں ہے، ملتا تنہی ہے جتنا مقدر کا ہے آدمی کے۔

### مقدار تو طے ہے

ایسا نہیں ہے کہ کافی میں پڑھ کر مقدار بدلتا ہے، یہاں والے بھی کہتے ہیں کہ رکھہ گھیث رہے ہیں اور بڑے بڑے ڈگری ہولڈر س ہیں، ہم جانتے ہیں بہت کو، ان کے پاس کھانے کو نہیں، بلکہ وہ زیادہ بڑے حال میں ہیں صحیح مولوی تو کہیں بھی بھوکا نہیں ملے گا، اللہ اس کو انتادیتا ہے، لیکن اس لائن کے لوگ تو بہت پر بیشان ہیں خود کشی کر رہے ہیں، اس لیے آپ لوگ اپنی قدر بکجھے، اور اللہ نے جس علم سے وابستہ کیا ہے اس کی بھی قدر جانتے، تو دنیا اور آخرت دونوں لائن آپ کی ہیں جائیں گی، یہاں بھی کامیابی

ہوگی، اور آخرت میں بھی کامیابی ہوگی، کیونکہ اصل استغفار جو ہوتا ہے وہ دل کا ہوتا ہے  
بدن کا نہیں ہاتھ کا نہیں ہوتا ہے، جب دل مستغفی ہو جاتا ہے تو پھر ظاہر ہے کہ اس کو  
کامیابی مل ہی جاتی ہے قناعت پسند دل اور مستغفی، تو اس کو جنت کا مزادِ نیا میں آ جاتا  
ہے، لیکن اصل کام آپ کا پڑھنا ہے، اسی پر محنت کرنی ہے، اتنی سی بات اگر آپ کے  
ذہن میں بیٹھ جائے تو کامیاب ہو جائیں، اور اب یہ نہیں کہ کچھ گھومنا پھرنا ہے، نہیں  
سب بھول جائیے، آپ صرف پڑھنے میں لگ جائیے، تو انشاء اللہ کامیابی ہوگی۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين.



## مسلمانوں کو باوزن بننے کی ضرورت

بڑوں کے سامنے لب کشائی نہیں کی جاتی، جمارے بڑوں نے یہی سکھایا ہے، لیکن اگر کچھ سبق سنانا ہو تو یہ بھی بتایا ہے کہ بڑے غور سے سن کر صحیح بتا دیجی دیں، اور اسی لیے میں یہاں کھڑا ہوا ہوں آکر تو آپ سے مشاہدہ زیادہ رہے کیونکہ آپ نے بھی بتائیں ابھی کھڑے ہو کر کی ہیں، جو کچھ یاد کر کے آپ آئے تھے وہ سبق سنارہے تھے میں نے بھی جو یاد کیا ہے وہ سنارہا ہوں، تو اس وجہ سے میرا روئے ختن آپ کی طرف ہے، تو ذرا غور سے سننے گا، چند بتائیں ہیں جو آپ کے سامنے پیش کی جا رہی ہیں، میرے عزیزو! آج آپ ساری دنیا میں بہت بڑی تعداد میں ہیں، کہ اتنی بڑی تعداد میں کوئی نہیں ہے، اور جو آپ سے بڑی تعداد ہونے کا دعویٰ کر رہا ہے وہ جھوٹ بول رہا ہے، عدد تو آپ کا بہت زیادہ ہے، لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ بے قیمت ہیں، اور آپ بے وزن ہیں، حدیث میں پیش گوئی پہلے ہی کردی گئی، کہ یہ امت بے وزن ہو جائے گی، خشاءِ کفناہ السیل، کہ جس طرح پانی کے لا پر بھینا آ جاتا ہے اور اور ہوتا ہے، اس کے اندر کوئی وزن نہیں ہوتا، دوسری مثال حدیث میں تداعی الأكلة علی القصعة (مسند احمد بن حنبل) کی ہے، کہ ساری قومیں ساری امتیں آپ پر ٹوٹ پڑیں گی، اور آپ کے پاس جو کچھ ہے اس پر ٹوٹ پڑیں گی، دونوں ہی ہو رہے ہیں، اسی لیے یہ تو نہیں کہتا، کہ وہ دور آگیا کہ آپ اتنے ہلکے ہو گئے لیکن ہلکے ہونے کی رفتار بہت تیز ہے، قیمت کھوتے چلے جا رہے ہیں، ہلکے ہوتے چلے جا رہے ہیں، اس لیے معاملہ ذرا غور طلب ہے، خداوندوں نے آپ کو باوزن بنایا تھا، لیکن ہم نے اپنے

ہاتھ سے اپنے کو بُلکا کر دیا، اسی لیے قرآن مجید میں آپ کو نفلان سے یاد کیا گیا ہے، ایسا نفلان، باوزن ہیں، آپ بھاری بھر کم ہیں۔

### خدا پہلے ہی ثابت کر چکا ہے

آپ کے بھاری بھر کم ہونے کو خدا نے ثابت بھی کر دیا تھا کہ ساری خلوقات اس لیے کہ جب ملائکہ کو حکم دے دیا گیا اور انہوں نے آپ کو معبود بنا دیا، ساری خلوقات اس لیے کہ جب ملائکہ کو حکم دیا گیا تو ملائکہ کے جتنے بچے تھے تو وہ بد رحم اولیٰ اس میں مامور تھے اس کے تو آپ کو معبود بنا کر گویا کہ یہ کہہ دیا گیا کہ آپ باوازن ہیں یہ کوئی معمولی چیز نہیں ہے لوگ غور نہیں کرتے، اسی لیے ایک مکارا یہ بھی آتا ہے جو آپ نے اکثر خطبائے جمع کو سماں ہو گا پڑھتے ہوئے ان الدین یا خلقت لكم و انکم خلقت للآخرہ، (الیہقی فی باب الزهد و قصر الأمل) کو دنیا ساری آپ کی خادم ہے آپ کی توکر ہے، آپ کی غلام ہے، اور آپ کو خدا نے اپنا بنا یا ہے، اپنی بندگی کے لیے پیدا کیا ہے، آپ ایک کے غلام ہیں، باقی ساری کائنات آپ کی خدمت میں گلی ہوئی ہے۔

### وزن کب ختم ہوگا؟

اب اگر کائنات کے کسی ذرہ کے سامنے اپنے آپ کو آپ جھکا دیتے ہیں اپنی پیشانی نیک دیتے ہیں، تو آپ نے خود اپنا وزن کھو دیا اپنی قیمت ختم کر دی، اسی لیے اگر آپ غور کریں جو لوگ شرک میں بٹلا ہوتے ہیں ان کا نقشہ کیا کھینچا گیا ہے قرآن مجید میں کہ آپ کو معبود بنا یا گیا تھا لیکن آپ اپنے خادم کے آگے جھکنے لگے، اگر کسی کا غلام اور کسی کا خادم آجائے اور ہاتھ جوڑے اس کے سامنے کھڑا ہو لیکن وہ صاحب اسی کے آگے اٹھ کر جھکنے لگیں، اور ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو جائیں تو کیا قیمت رہ جائے گی ان کی؟ اور کیا حیثیت ان کی رہ جائے گی؟ قرآن میں اس کا نقشہ کھینچا گیا ہے دو مثالوں سے کہ اوپر سے گراہڈی پہلی ایک ہو گئی، یا پھر ہوا میں لے اڑیں، بہت دور جا کے پھینک دیا، اٹھا کر، ظاہر ہے کہ جتنا بُلکا ہو جائے گا، آدی اٹھا کر پھینک دیا جائے گا، تو

ہڈی پسلی ایک ہو جائے گی، وزن ختم ہو جائے گا، بیمار ہو کر فنا ہو جائے گا، تو ظاہر ہے کہ اللہ نے قیمت والا بینایا ہم نے اور آپ نے اپنی قیمت کھودی، اور اب کہاں تک مخفی گئی میں اپنے حضرت مولانا کو بھی سنائیک شعر پڑھتے ہوئے تجدیں فرمایا کرتے تھے  
نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

ذر اقیمت بڑھاؤ کہاں بک رہے ہو، کہاں تم کو منڈی میں بیٹھا جا رہا ہے، کہاں تمہارا بھاؤ لگ رہا ہے، آج انسان کو کیا ہو گیا ہے۔

## انسان کی حیثیت

ہمارے بیہاں ایک بزرگ تھے جو مردک ہے وہاں پر آپ جائیں گے ندوہ، تو بل پر سے اترتے ہیں، تو وہاں کھڑے تھے وہ، تو مولا نارالح صاحب کے بڑے بھائی مولانا ٹانی حسني صاحب سے کہنے لگے یہ جو گاڑیاں جا رہی ہیں، یہ کیا ہے موڑ سائیکل گز ری، پوچھا یہ کیا گز ری؟ انہوں نے کہا سائیکل اسی طرح سب کو پوچھا، پھر بعد میں فرمایا یہ کچھ نہیں گز را، یہ دس روپے گز رے، یہ ایک روپیہ گز را، یہ پانچ روپے گز رے، یہ ڈھانی روپے، یہ ان کی قیمت ہے جو موڑوں سے گز رہے ہیں، موڑوں سے گزرنے کی قیمت نہیں ہوا کرتی، وزن اس سے پیدا ہو جاتا ہے وزن کس سے پیدا ہوتا ہے وہ آپ کو دیکھنا پڑے گا۔

## وزن کے بقا کاراز

اب اگر آپ حدیث و قرآن میں غور کریں تو آپ کو بھی میں آجائے گا وزن کس کو کہتے ہیں؟ اگر آپ اپنی مخدومیت کو کو محدودیت کو اور متابعیت کو باقی رکھتے ہوئے زندگی میں آتے اور خدا کی بندگی کے گن گاتے، اور اللہ ہی کے غلام بن کر رہتے یعنی جام تو حید پی کر رہتے تو پھر آپ با وزن ہوتے ساری دنیا کی قوموں کے سامنے، لیکن آج مسلمانوں کا حال کیا ہو گیا ہے کہ جس کا نقشہ خود آیت قرآنی میں کھینچا گیا ہے کہ

ایمان لاتے ہیں مگر شرک میں جتنا ہو جاتے ہیں اکثر مسلمانوں کے عقائد اس وقت داؤ پر گئے ہوئے ہیں، بڑے بڑے علماء ان کا عقیدہ درست نہیں ہے، میں یہاں بیٹھ کر کہہ رہا ہوں، اور موقع ہوتا تو مثال دے کر آپ کے سامنے یہ بات عرض کرتا۔

ہمارے حضرت مولانا کو ان کی والدہ نے ایک خاص خط لکھا تھا جس میں لکھا ہے علی اپنے عقیدہ کی فکر کرو، اس وقت اچھے اچھے علماء کا عقیدہ صحیح نہیں ہے، اور یہ لکھا ہے آج سے ۰۷ رسال پہلے تو اب ستر سال میں عقیدہ کچھ اچھا نہیں ہو گیا، بلکہ اور چلا گیا، اب تو آپ اس ہندوستان میں جو ہمارا یہ ملک ہے جہاں شرک بر سر رہا ہے شرک ابل رہا ہے، شرک کی آندھیاں چل رہی ہیں، اس میں بھی ہمارے لوگوں کو اپنے عقیدہ کی فکر نہیں ہے، حالانکہ ہمارے حضرت مولانا نے ماتعبدون من بعدی، کا جو پوشر کگوادیا جا بجا اس کے لگے ہوئے ہیں، ہمارے حضرت مولانا مرتضی صاحب کے صاحبزادے نے ہر جگہ ماشاء اللہ چھاپ کر صحیح دیا ہے۔

تو اس میں کیا پیغام دیا گیا ہے اب لمبی بات کرنی نہیں ہے، اس میں یہی ہے کہ جب نبوت کے گھر انے کو اپنے عقیدہ کی فکر ہے، تو آپ کو اور ہم کو کیوں نہیں ہونی چاہیے؟ جب کہ ہمارے حالات ایسے ہیں کہ عقیدہ کا پتہ نہیں، کس وقت کو مرحوم راجا، اور کس چیز سے ہم متاثر ہو جائیں۔

### اگر عقیدہ صحیح ہو جائے

ای وجہ سے آج ہماری حالت دگرگوں ہے اور ایک بات یاد رکھے ﴿فَلْ هُوَ اللَّهُ أَخْدَهُ الْأَلْهَ الصَّمَدُ لَمْ يَلِذْ وَلَمْ يُوَلِّ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُواً أَخْدَهُ﴾ (الاخلاص: ۱-۴) عقیدہ لا اله الا الله محمد رسول الله، بے شک یہ عقیدہ ہے لیکن عقیدہ کا تعلق دماغ سے ہے دل سے ہے زبان سے نہیں ہے، تہاڑا زبان سے نہیں ہے، عقیدہ جب دل و دماغ میں آتا ہے تو انقلاب برپا کر دیتا ہے اس کے دماغ اور اس کی سوچ بدل جاتی ہے دل اس کے جذبات بدل جاتے ہیں، اور اس کے نتیجہ میں

اس کے اعمال بدل جاتے ہیں، اس کی وقت غیر معمولی ہو جاتی ہے حوصلہ اتنا باند ہو جاتا ہے کہ بڑی بڑی طاقتیں اس کے سامنے دم نہیں مار سکتیں، اور کسی کی مجال نہیں ہے، جو اس کے سامنے کھڑا ہو جائے اسی لیے حدیث میں آتا ہے لزوال الدنیا أهون الیه من قتل رجل مسلم، (سنن ابن ماجہ فی باب التغليظ علی قتل مسلم ظلم) یعنی جو صاحب توحید ہوتا ہے اور جام توحید پڑھائے ہوئے ہوتا ہے اللہ کے نزدیک اتنا قیمتی ہوتا ہے کہ ساری دنیا ایک طرف اور اس کا وجود ایک طرف یہ اس کا مقام ہوتا ہے، اور اس کے غیر معمولی واقعات ہیں۔ شیخ عز الدین بن عبد السلام کا واقعہ مولا نانے تاریخ دعوت و عزیمت میں لکھا ہے اس کو انداز کر دیکھ لیجئے آپ پر ہمیں گے تو دیگر رہ جائیں گے یہ سب نتیجہ ہے اسی توحید کا جوان حضرات کو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی طور پر عطا فرمائی تھی۔

### باوزن ہونے کے لیے دو چیزیں ضروری ہیں

میرے بھائیو اور دوستو! ضرورت اس بات کی ہے کہ اپنے اندر بھاری بھر کم ثقل پیدا کریں، آپ باوزن ہو جائیں اپنی قیمت کو پہچانیں، اس لیے کہا گیا ہے آپ نے حدیث میں پڑھا ہو گا کہ میں دو ٹھیکانے چھوڑ کر جارہا ہوں، اگر تم نے ان دو چیزوں سے جو بھاری ہیں اپنا تعلق قائم کر لیا، تو تم بھاری بھر کم رہو گے، ایک اللہ کی کتاب ہے، اللہ کی کتاب خود بھاری بھر کم ہے، اور اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر جو غیر معمولی طاقت رکھی ہے اس کا اندازہ آپ کو بھی نہیں ہے، کہ اللہ کی کتاب ہے کیا؟

### عربی زبان اور اس کے علوم کو دو امام ہے

صرف اللہ کی کتاب کی زبان کو لے لیجئے، آپ عربی زبان جس میں ابھی آپ تقریر کر رہے تھے اگر میں آپ سے پوچھوں کہ عربی زبان ہے کیا؟ عربی زبان تو زبانوں میں سب سے زیادہ باوزن ہے باقی ساری زبانیں مافی افسوس کو ادا کرنے میں قاصر، عربی زبان مافی افسوس کو ادا کرنے میں ماہر، ساری زبانیں جو پہلے تھیں وہ

مٹ چکی ہیں، جواب ہیں وہ مٹ جائیں گی، پہلے جن زبانوں میں کتابیں نازل ہوئیں، کتابیں بھی نہیں رہیں زبانیں بھی نہیں رہیں، اور یہ بھی شان ہے اللہ کی، کل یوم ہو فی شان، اللہ تعالیٰ زبانوں کو پیدا کرتا رہتا ہے لیکن چونکہ یہ زبان آخری زبان ہے، اور یہ علوم جو اس زبان سے وابستہ ہیں، یہ آخری علوم ہیں، اس وجہ سے یہ زبان بھی باقی رہے گی اور علوم بھی باقی رہیں گے اللہ نے اشارے قرآن میں کئے ہیں، اور رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اشارے کئے ہیں۔

### سابقہ علوم اٹھائے جا چکے

حضرت سليمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آپ دیکھ لجھے جب انہوں نے ملکہ سبا کے تخت کو لانے کے لیے کہا تھا تو عفریت نے کہ قبل ان تقویم من مقامک، مجلس ختم ہونے سے پہلے میں حاضر کروں گا، لیکن ایک مولوی صاحب جو کنارے بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے کہا حضور کر لجھے ﴿فَالَّذِي عِنْهُ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ أَنَا أَنِيْكَ يَدِ قَبْلِ أَنْ يَرْتَدَ إِلَيْكَ طَرْفُكَ﴾ (النمل: ۴۰) لیکن وہ ماہو ذلك العلم لا یعرفه احد ولا یعرف قد انتہی دورہ، وہ دو رختم ہو گیا اب اس کا جانے والا کوئی نہیں ہے، اور جب علم کا جانے والا کوئی نہیں ہے جو دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے اسی طرح نقش سليمانی کا دعویٰ کرنے والے سب جھوٹے ہیں، اس لیے وہ علم کیا، حضرت سليمان کے ساتھ گیا، حضرت سليمان کا دور گیا، ان کے دور کے علوم گئے، اور یہ حدیث سے بھی ثابت ہے ایک حدیث میں آتا ہے کہ ایک شخص آیا جناب رسالت تاب علیہ افضل الصلوات والسلیمات کی خدمت میں اور اس نے عرض کیا کان نبی من الانبياء بخط، تو آپ نے فرمایا فسمن وافق خطہ فذاک، (السنن الكبير للنسائي) ایک علم ہے خط کھینچنے کا تو ایک نبی کھینچا کرتے تھے آپ نے کہا جانتے ہو، تو کرو، ظاہر ہے کہ وہ جانتے نہیں، اور محدود کے پیچے پڑنا یہ کوئی اچھا کام نہیں ہے، ختم ہو گئی بات، یہ تو اللہ تعالیٰ کی وہ شان ہے جس کی جلوہ گری ہر جگہ ہر دوسریں اور ہر زمانہ میں نظر آتی ہے، اور آتی رہے گی۔

## اس کی حفاظت خود انہی کے ذمہ ہے

اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اسکی زبان دے دی ہے، جو اس طرح باقی ہے اسی لیے سب سے بڑا علمی سرمایہ اسی زبان میں ہے، اور جن لوگوں نے اس زبان کو مٹانے کی کوشش کی وہ سب مٹادیے گئے بہت سے لوگوں نے لجھ بدلنے کی کوشش کی، وہ سب مٹادیے گئے، اسی طرح اس زبان کو عالم عربی میں مٹانے کی کوشش کی، وہ سب مٹادیے گئے، اور وہ ساری کوششیں بالکل ناپید ہو گئیں، اور ادھر ادھر وہ تھوڑا بہت محنت کرتے رہتے ہیں، لیکن ان کی محنت سے ہونے والا کچھ نہیں ہے کیونکہ وہ اسکی زبان سے مکار ہے ہیں، جس کو بقاء و خلوٰۃ اللہ کے دربار سے ملا ہوا ہے کوئی اس کو مٹانہیں سکتا کیونکہ قرآن مجید میں فرمادیا گیا تھا ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ (الحجر: ۹) تو ظاہر ہے کہ کوئی مٹا سکتا ہے اس زبان کو جو اپر سے سند و بقاء خلوٰۃ لے کر آتی ہے۔

## اسے خارجی حسن کی کیا ضرورت؟

اس کے اندر اللہ نے اسکی چاشنی رکھی ہے کشش رکھی ہے وہ تو بہت لمبا موضوع ہے جس کو میں کہا کرتا ہوں قرآن مجید اتنا حسین خود ہے کہ آپ اگر اس کو حسین خارجی چیزوں سے بنا ناچاہیں گے تو بگڑ جائے گا، اسی لیے یہودیوں نے کوشش کی، اس کی کہ موسيقی سے پڑھ جائے تاکہ جس طرح ہماری کتابیں بغیر موسيقی کے اور بغیر ذہن کے اچھی نہیں معلوم ہوتیں، ایسے ہی مسلمانوں کو لگا دیا جائے، لیکن ان بے چاروں کو معلوم نہیں یہاں حسن و جمال کا وہ مقام ہے کہ اگر اس میں کچھ تھوڑا بہت باہر سے لے کر آجا کیں وہ خراب ہو جائے گا جیسے خود کوئی بہت حسین ہو اور آپ پاؤڑ تھوڑ دیں تو اس کا بے چارہ کا انجام کیا ہوگا؟ جو چھرہ کے بگڑے ہوئے ہوتے ہیں ان کو بنا ناپڑتا ہے بنا نے کے لیے ان کو بنا ناپڑتا ہے، اور جو خود حسن و جمال کا پکیر ہوتا ہے اس کو کہیں جانا نہیں پڑتا، ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے قرآن کو بھی ایسا حسن و جمال والا بنایا ہے کہیں

اس کو جانے کی اور باہر سے لینے کی ضرورت نہیں ہے یہ چکلتا دمکتا ہے اس کے اندر دربائی ہے ڈکشی ہے، اس میں جاذبیت ہے، اور کشش ہے، اس میں رعنائی ہے، اس میں سلاست ہے، اس میں روفق ہے، اور اس میں بقاء و خلود کا راز پہاں ہے، اگر آپ اس پر غور کریں تو آپ خود مست ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اُنکی طاقت عطا فرمائی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ قرآن مجید کے اندر غیر معمولی طاقت رکھی ہے، یہ موضوع بہت لمبا ہے کبھی موقع ہو گا میں عرض کروں گا الگ سے۔

### اگر باوزن اور اہل بننا چاہتے ہیں

میں یہاں جو بتارہا ہوں کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ بھاری ہو جائیں باوزن ہو جائیں باوقار ہو جائیں اور قیمت آپ کی بڑھ جائے پورے عالم میں، تو آپ کو قرآن سے جتنا پڑے گا لیکن رجال اللہ کے سایہ میں اسی کی طرف اشارہ ہے دوسرے لفظ کا، اس میں لوگ بہت الحجت ہیں اس دوسرے لفظ کے سلسلہ میں بڑی تحقیقات سامنے آئی ہیں، لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ جو قرآن والے ہیں، اور رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام واللہ واللہ واللہ ہیں، اور اس کے واقعی اہل ہیں، تو ان کی خدمت میں آپ رہیں، اور ان سے کب فیض کریں، تو آپ کو وہ وزن حاصل ہو گا اور اس میں بات یہ ہے کہ یہاں اہل بیت کے سلسلہ میں بعض الفاظ آتے ہیں، تو اہل کا مطلب یہی ہے کہ جو اہل ہو قرآن کا وہی اہل بیت، ظاہر ہے کہ اس میں اگر اہل بیت میں سے کوئی اہل قرآن ہے تو کیا کہنے نور علی نور، اور اگر ان کے علاوہ کوئی بھی ایسا ہے جو قرآن اور حدیث سے تعلق رکھتا ہے اور سیرت سے اس کی وابستگی ہے، تو وہ بھی اس میں اہل ہے، کیونکہ بیٹے ہونے سے الہیت نہیں بنا کرتی ہے، اسی لیے قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے جب حضرت نوح نے اپنے بیٹے کے بارے میں کہا فرمادیا گیا (إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرٌ صَالِحٌ) (ہود: ۶۴) بس معیار معلوم ہو گیا، ولد صالح ہو تو اہل ہے نہ ہو تو نہ اہل ہے، اسی لیے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں فرمایا گیا جب بارگاہ

خداوند قدوس میں دعا کی تھی ﴿قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَاماً قَالَ وَمَنْ ذُرْتُنِي قَالَ لَا يَسْأَلُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ﴾ (البقرة: ۱۲۴) یہ عہدہ خالموں کو نہیں ملے گا، ہاں جو تم میں تھہاری اولاد میں اہل ہوں گے تو ان کو ملتا چلا جائے گا، اسحاق کی اولاد کو ملتا چلا جائے گا جب انہوں نے نا اہل کا آخری ثبوت دیا تو اسما علیل کی اولاد میں آگیا۔

تو اہل کو تلاش کرنے کی ضرورت ہے جس سے کسب فیض کریں، کیونکہ ایک بات یاد رکھئے کہ کتاب اللہ کو اگر آپ سمجھنا چاہتے ہیں، تو عربی زبان اور اس کے قواعد وغیرہ وغیرہ ساری چیزیں اور اس کے بعد رجال اللہ کی ضرورت ہے، جیسے یوں کہہ لیجئے اور مزید وضاحت کے لیے کہ کتاب اللہ کے لیے سنت اللہ کی ضرورت ہے اور رجال اللہ کو جانچ کے لیے کتاب اللہ سنت رسول اللہ کی ضرورت ہے یہ بھی نہیں کہ جو رجال اللہ کا دعویٰ کر دے میں ایسا اہل ہوں یہاں دعوے نہیں چلتے، یہاں تو آئینے ہیں دو دو موجود، قرآن کے آئینے میں دیکھ لیجئے، اور رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی احادیث میں دیکھ لیجئے، بس اگر اس کے مطابق ہے، تو اہل ہے، اور اگر اس کے مطابق نہیں ہے تو کوئی کیسا ہی دعویٰ کرنے والا ہو، کیسا ہی ظاہری کرامات دکھانے والا ہو اور نہ جانے کیا کچھ کرنے والا ہو، کچھ بھی نہیں ہے، اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

## با وزن ہونے کے نسخے

اس کی کچھ علامتیں بھی قرآن مجید میں بیان کی گئی ہیں، اس کو آپ جب پڑھیں گے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا غرض کہ بتانا یہ ہے کہ اگر ہم وزن والے بننا چاہتے ہیں تو آپ کو ان تمام چیزوں کے بارے میں تھوڑا سا سوچنا پڑے گا اور آج کل چونکہ وہ اصل چیزیں ختم ہوتی چلی جا رہی ہیں، ان کو تھوڑا احتوا مختلف انداز سے بیان کرتا ہوں کہ ایک تو سیدھی رہا اختیار کریں، اس کے بعد اگر آپ قرآن مجید کو دیکھیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو با وزن کرنے کے لیے نئے بیان فرمادیئے ہیں، جیسے کہ اگر آپ یہ چاہتے ہیں، کہ آپ کا علم با وزن ہو جائے تو رسوخ پیدا کرنا پڑے گا، اور رسوخ والے کو بھی

تر دوپیش نہیں آتا یہ علامت ہے اس کی، کہ جب الراسخ فی العلم ہوتا ہے اور آج کل رسوخ ہی ختم ہوتا چلا جا رہا ہے، الراسخون فی العلم جن کو قرآن میں کہا گیا ہے وہ آج کل ختم ہوتا چلا جا رہا ہے خشیت کو، تقویٰ کو، اور خشووع کو، اور عمل کو، یہ جب چیزیں پیدا ہوتی ہیں تو رسوخ پیدا ہوتا ہے اور جب آدمی رائخ ہو جاتا ہے تو پھر اس کو کہیں شبہ نظر نہیں آتا اسی لیے قرآن مجید میں کہا گیا ہے اس میں کہیں رب نہیں ہے، اور اگر تم کو رب نظر آ رہا ہے تو وہ تمہارا رب ہے، قرآن کا نہیں ہے وان کشم فی رب، تو قرآن مجید میں تو جتنا رسوخ پیدا ہو گا اتنا ہی وزن ہو جائے گا اور اسی طرح اگر آپ دینی امور کے اندر تفہم پیدا کر لیں تو یہ بھی اس کے اندر وزن پیدا کرے گا اسی لیے ہے من يرد اللہ به خيرا يفقهه في  
يقيقه في الدين (صحيح البخاري في باب من يرد اللہ به خيرا يفقهه في  
الدين) جب اللہ تعالیٰ کسی کے ساتھ خیر و بھلائی کا معاملہ چاہتا ہے تو دین کی اس کے اندر سمجھ پیدا کر دتا ہے تو بہر حال اللہ تعالیٰ نے بلند کرنے کے لیے ہم کو یہ تمام چیزیں دی ہیں، لیکن ظاہر ہے کہ ان تمام چیزوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے وزن پیدا کرنے کے لیے اشارے کر دیے ہیں، جیسے قرآن مجید میں فرمایا گیا (اقرأ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي  
خَلَقَكَ) (العلق: ۱) حکم دیا گیا سب سے پہلا حکم گویا کہ اگر آپ کو با وزن ہوتا ہے اور قیمت اپنی بڑھانی ہے تو آپ کو علم کے میدان میں آتا پڑے گا اور علم کے میدان میں کیسے آئیں گے؟ پڑھو، ہر چیز پڑھو، لیکن وزن کیسے پیدا ہو گا با اسم اللہ، اللہ کے نام سے اس لیے کہ حدیث میں آتا ہے یاد کر لیجئے کہ جب اللہ کے نام کا پرچہ ایک جگہ رکھ دیا جائے اور آسمان وزن وہ سارے کے سارے ایک پل میں رکھ دیئے جائیں تو لا یشقی مع اسم اللہ شیشاہ (المستدرک للحاکم) اللہ کے نام کا وزن آتا ہے کہ کوئی چیز اس کے مقابلہ میں آئی نہیں سکتی، تو ظاہر ہے کہ جب قرأت اللہ کے نام سے ہو گی تب وہ وزن پیدا کرے گی، اور وزن بڑھتا چلا جائے گا، وزن کا مطلب نہیں ہوتا کہ جیسے میں نے ابھی کہا، تو حید کا معاملہ ہی ہر جگہ ہے، صرف پڑھنا اس سے وزن نہیں پیدا ہو گا بلکہ اللہ کے نام کے ساتھ اس کی برکتوں کے ساتھ اس کی رہنمائیوں کے ساتھ اس کے انوار کے ساتھ اس

کی برکات کے ساتھ اگر آپ تعلیم حاصل کریں، علوم حاصل کریں گے تو برکت پر برکت، اور وزن پر وزن ہوتا چلا جائے گا، یہاں تک کہ سب سے اوپر مقام اس کو حاصل ہو جائے گا اس لیے کہ نبوت بھی علم ہی سے وابستہ ہے، علم کی بنیاد پر جو شروع سے قرآن کی آیتیں بہت بیش اس سلسلہ میں تو اسی وجہ سے ہر نبی اپنے زمانہ کا علم ہوتا ہے کیونکہ وہ سب سے اپنے مقام پر سب سے باوزن ہوتا ہے اور اس کی قیمت سب سے زیادہ ہوتی ہے اس لیے وہ علم ہوتا ہے اسی طرح آپ دیکھتے چلے جائیے۔

### وزن صرف کہنے سے نہیں ہوگا

حضرت مجدد صاحب نے ایک جملہ لکھا ہے، بہت عجیب جیسے کہ وزن پیدا کرنے کے لیے سبحان اللہ کا لفظ، ہم لوگ نماز کے بعد سبحان اللہ، سبحان اللہ، پڑھتے ہیں، لیکن سبحان اللہ کوئی معمولی چیز تھوڑی ہے اب اس سے وزن پیدا ہی نہیں ہوتا کیونکہ ہم صرف زبان سے کہتے ہیں سبحان اللہ، اگر عقل کے ساتھ اور روح کے ساتھ اور دل کے ساتھ اور زبان کے ساتھ چار چیزیں اس کے ساتھ ہوں تو وزن پیدا ہوتا ہے، اسی لیے حضرت مجدد صاحب نے تو یہاں پر لکھا ہے کہ جو سبحان اللہ، کہتا ہے، سمجھ کر کہتا ہے کہ آپ بے عیب ہیں خدا کی طرف متوجہ ہو کر کہتا ہے تو فوراً وہاں سے وزن دیا جاتا ہے، کہ اس کا عیب دور کر دو، کیونکہ عیوب سے آدمی بلکا ہو جاتا ہے کمالات سے بھاری ہو جاتا ہے۔

### نفع بخش چیز پھینکنی نہیں جاتی

اسی لیے آپ دیکھتے غشاء کفثناء السبيل، کہا گیا ہے اور جو چیز نفع والی ہوتی ہے بھاری ہوتی ہے (وَأَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فِيمُكُثُ فِي الْأَرْضِ) (الرعد: ۱۷) وہ بھاری ہوتی ہے جو نفع کی چیز ہوتی ہے وہ بھاری ہوتی ہے، اور وہ نیچے بیٹھ جاتی ہے، اس کو دھارا پانی کا نہیں بھا سکتا، ریلا اس کو پانی کا انھا نہیں سکتا، وہ زمین کے اندر بیٹھ جاتی ہے کیونکہ نفع پہنچانے والی چیز ہے اسی طرح خیر الناس من ينفع الناس، (کنزل

العمال) سب سے اعلیٰ درجہ کی چیز باؤزن آدمی وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچانے والا ہوتا۔ اس کو پھینکا نہیں جاتا، یہاں قلم لگا ہوا آپ نے دیکھا ہوگا جن لوگوں کی جیب یہاں رہتی ہے دل کے پاس دہاں قلم لگا کے رکھتے ہیں قلم کو دل کے پاس، لیکن جب اس کی روشنائی ختم ہو جاتی ہے، اچھا چلنے والا ہے لیکن ختم ہونے پر فوراً دہاں سے پھینک دیا جاتا ہے، اور جیب میں نہیں رہتا، اسی طرح جو نفع والے لوگ ہیں ان کو باقی رکھا جاتا ہے کوئی پھینک نہیں سکتا، آج کل ہر طرف ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہاں سے اٹھا لیے گئے دہاں سے اٹھا لیے گئے، یہ ہلکے پن کی بات ہے، اتنا ہم کو باؤزن ہونا چاہیے کہ ہماری طرف نکاہیں نہ اٹھیں کھانا تو بہت دور کی بات ہے، لیکن جب ہم ہلکے ہو گئے اور ہمارے اندر وزن نہیں رہا اور ہم بے قیمت ہو کر رہے گئے، تو آج ہمارا حال یہ ہے جو چاہے ہمارے ساتھ ہو جو کرے، جیسے کہتے ہیں، بعض لڑکے درجہ میں کمزور ہوتے ہیں، عقل کے اعتبار سے سیدھے سے، نہ پڑھنے کے نہ کسی کام کے، تو لڑکے ان کو شیپتے ہیں، ادھر لگا کیا ادھر لگایا، اور لڑکا ادھر ادھر دوڑتا ہے کہ کس نے ما را؟ کوئی نہیں بتاتا تو اس طرح لڑکا بائپا رہتا ہے، ایسے ہی اگر ہم اپنے کو وزن کے ساتھ رکھیں گے قیمت کے ساتھ رکھیں گے اور پوری اپنی تو انائی کے ساتھ رکھیں گے تو ہمارا کام ہو جائے گا اور جو ہماری ذمہ داریاں ہیں ظاہر ہے کہ جب وہ پوری کرنے والے نہیں ہے تو کیسے وزن پیدا ہوگا؟ تو ایک وزن پیدا ہوتا ہے، اقراء سے یہ حکم ہے قرآن کا، اس میں نہیں ہے اقرائی تو امر کا صیغہ ہے۔

### وزن پیدا کرنے کا دوسرا سخن

اسی طرح فرمایا (ادع إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنةِ) (النحل: ۱۲۵) تو اب ادع جو ہے یہاں بھی دو چیزیں ہیں، نہیں صرف ادع، ادع ای سبیل ربک ہونا چاہیے، اپنی جماعت کی طرف مت بلاد، دوسرا دنیوی منافع کے لیے مت بلاد، اس طرح کی جو جملہ چیزیں ہیں ان کی طرف مت بلاد، اللہ کے راستے کی طرف بلاد گے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ حکمت اور موعظہ حسنہ ہے، ایسے ہی اعلیٰ طلب جو

چاہا کر لیا جو دماغ میں آیا اس پر دوڑ پڑے نہ سوچا شکھا، اسلام میں اندر ہے اور بہرے ہونے کا کوئی جواز نہیں ہے، یہاں تو خدا نے جتنی انسان کو طاقت دی ہیں، جتنی صلاحیتیں دی ہیں، ان سب کے استعمال کا حکم دیا ہے، اور جو ان کو استعمال نہیں کرتا، وہ اپنی صلاحیتوں کی تاقدیری کرتا ہے، اور خدا نے بھی ایسا نظام بنادیا ہے، کہ اگر آپ اس آنکھ کو جو آپ کو دیکھ رہی ہے، آگر آپ دوہی نیک بند کر لیں، تو نگاہ کمزور ہو جائے گی، اگر آپ ہاتھ چلانا چھوڑ دیں اور ہاتھ ایسے ہی لٹکائیں رہیں بہت سے سادھو سکھا لیتے ہیں، ہاتھ کو اوپر کئے رہتے ہیں، ایسے ہی یہ جو صلاحیتیں دی ہیں، یہ تو انایاں دی ہیں، ان کو استعمال کرنا ضروری ہے اگر آپ استعمال نہیں کریں گے تو ظاہر ہے کہ پھر نہ آپ کے اندر تاثیر پیدا ہو گی نہ وزن پیدا ہو گا نہ قیمت رہ جائے گی کسی کام کے آپ نہیں رہ جائیں گے تو اسی لیے یہاں کہا اور اب اس کے بھی بہت سے طریقے ہیں وہ کیا ہوں گے؟ پورا ایک موضوع ہے اپنے اساتذہ سے پوچھتے رہیے۔

### تیر ان سخن

اس کے بعد فرمایا گیا ﴿وَأَعْلَدُوا لَهُمْ مَا أَسْتَكْعِثُمْ مِنْ قُوَّةٍ﴾  
 (الأنفال: ۶۰) کہ یہاں بھی حکم ہے استعداد اپنے اندر رکھنی چاہیے، لیکن کیا ہے من قوہ؟ اب یہ معلوم کیجئے، ماہی القوہ فی هذه الأيام، ماہی القوہ فی هذه الأدوار الأخيرة وبهذه القوہ نستطيع أن نصل الى تلك الدرجة العليا حتى نقارع هؤلاء الذين يريدون أن يخضوا علينا، ويريدون أن يصلوا المسلمين الجور المامورة، وانهم لا يريدون أن يرو الى المسلمين كامة، امة مجاهدة، امة ثابتة، امة قائمة على اقدامها۔

### چوتھا سخن

میرے بھائیو اور دوستو! یہ کوئی کھیل نہیں ہے اور اسی کے ساتھ چھر آگے فرمایا گیا

﴿جَاهِلُوْا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ﴾ (التوبہ: ۴۱) وہاں بھی دیکھ لجئے  
اموال اور انفس اور ﴿جَاهِلُوْا فِي اللّٰهِ حَقَ جِهَادِهِ﴾ (الحج: ۷۸) یہ ساری آیات  
یہاں ان کو بہت غور سے دیکھنا چاہیے، یہ ساری آیات وزان پیدا کرنے کے لیے ہیں۔

### دنیا کے بقا کاراز

یہ دنیا کیا ہے؟ اگر آپ غور کریں، حضرت شاہ صاحب نے عجیب بات لکھی ہے، یہ  
دنیا بڑی حقیر فقیر پر تعمیر ہے، کوئی حیثیت نہیں لو کان عند الله جناح بعوضة ماسقی  
الكافر شریہ ماء (المستدرک للحاکم) یہ دنیا ایک پر کے بر اینہیں ہے، یہ دنیا آخرت  
سے آنکھیں ملاتی ہے، یہ دنیا اپنی حقارت و ذلت کے باوجود اٹھ کر بڑی بڑی طاقتوں کا  
سامنا کرنے کے لیے تیار ہو جاتی ہے اس کے لیے شاہ صاحب نے لکھا ہے چار چیزیں  
یہ ایک ہے بیت اللہ اور ایک ہے رسول اللہ، اور ایک ہے کتاب اللہ، اور ایک ہے صلاۃ  
اللہ، یہ چار چیزیں ہیں جس نے دنیا کو اس مقام پر پہنچایا، اگر یہ چیزیں نہ ہوتی تو دنیا نہ رہتے  
جاتی، کعبہ نے دنیا کو اس طرح تحام لیا ہے، جس طرح لکڑوں لے بڑے بڑے چہاز ہوتے  
ہیں، سمندر میں چہاز میں لکڑ ڈال دیا جاتا ہے، وہ ملتے نہیں، کعبہ نے دنیا کو تحام رکھا  
ہے، اور اس کے ساتھ نماز نے اس کو ساتوں آسمان تک پہنچا دیا ہے، مسراج ہے وہ، وہاں  
تک پہنچا دیا ہے، اور قرآن نے اس کو طاقت عطا فرمائی ہے غیر معمولی طاقت ہے وہ۔

### محبوب اور مرحوم بن جاؤ

اگر قرآن مجید سے آدمی تعلق پیدا کر لے، تو اس کے اندر انریجی آجائی  
ہے، اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے رہنمائی حاصل ہوتی ہے، اور یہاں بھی کامیابی  
اور وہاں بھی کامیابی، ان کی اتباع سے، اور اتباع میں بھی قرآن مجید میں و ذکر  
ہیں، ایک تو یہ کہ اگر ان کی چال چلو گے تو محبوب بن جاؤ گے، اور ان کی اطاعت  
کرو گے تو مرحوم بن جاؤ گے، لعلکم ترحمون، وہاں اللہ اور اس کے رسول کی

اطاعت پر تحریم کہا گیا ہے، رحمتوں کی بارشیں ہوتی ہیں، اور رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہاں سے محبوبیت ہاتھ میں آتی ہے، دونوں چیزیں ملیں گی، یہاں اطاعت سے ملے گی اور وہاں اس سے ملے گی۔

### صرف تمہاری تنگ و دو کام نہیں آسکتی

آخر میں ایک بات بس میں بہت منقفر طور کہہ رہا ہوں کہ میں ابھی ایک جگہ گیا تو ایک طالب علم نے تلاوت کی، تو آنکھیں کھل گئیں، میں حافظ نہیں ہوں، اس لیے آپ نے پوری طرح یاد نہیں رہتی، مفہوم بتانے دیتا ہوں، دیکھ لجھے قرآن مجید میں ہے موجود، وہاں اس زمانہ میں یہ بہت چل رہا تھا اٹھائے جانے کا مسئلہ، تو نبی اسرائیل کے پچوں کو اٹھایا جاتا تھا فرعون اٹھایتا تھا تا کہ قتل کر دے، اور اس کو کس طرح ذلیل و خوار کر دیتا تھا سب پڑھ لیا ہو گا آپ نے، تو اللہ میاں نے کہا ان کو بچایا ہم نے کیسے یہ بہت عجیب بات ہے بچایا کیسے؟ تو اللہ نے فرمایا کہ متناہم، کہ ہم نے ان پر احسان کیا، کہ ان کو بچا لیا، تو یہاں صاف صاف خدا نے فرمادیا خدا کے احسان سے بچوں کے اپنی تنگ و دو سے نہیں بچ سکتے، لیکن احسان؟ ﴿فَمَلِ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا إِلَيْهِ﴾ (الرَّحْمَن: ۶۰) اللہ تعالیٰ کی سنت کیا ہے ﴿إِن تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرُكُمْ﴾ (محمد: ۷) یعنی اللہ کی نصرت دین پر ہے، اللہ کی نصرت آئے گی جب نصرت دین کریں گے، اور اللہ کا احسان اس وقت آئے گا جب ہم اس کی مخلوق پر احسان کریں گے اور احسان کی شہ جانے کتنی شکلیں ہیں، احسان کی ایک شکل تھوڑی ہے، سینکڑوں شکلیں ہیں، جیسے آپ نے کہا تھا کہ اگر راستہ میں بیٹھے ہوئے پر صحابہ کرام نے کہا ہم راستہ میں بیٹھتے ہیں تو آپ نے فرمایا راستہ پر بیٹھتے ہو کہا حضرت یہ تو ہماری گویا کہ چوپال ہے، بیٹھنا ہی ہے، تو آپ نے فرمایا پھر حق ادا کرو، سلام کا جواب دو، اور کوئی راستہ بھلک رہا ہے، تو راستہ بھی دکھاو، سب باقیں ہتاں میں کرنے نہیں بتا سیں؟ بھی معاملہ بالکل یہاں ہے۔

## سب سے بڑا احسان

تو آپ کو احسان کرنا پڑے گا کوئی اگر غیر مسلم ہے شرک میں جتنا ہے کفر میں جتنا  
ہے اس کو دہاں سے نکالنے کی جو کوششیں آپ کر سکتے ہیں وہ کرنا پڑے گا یہ سب سے  
بڑا احسان ہے اس سے بڑا کوئی احسان نہیں، اسی لیے اس پر جو ملے گا وہ کسی چیز پر نہیں  
ملے گا، لأن يهدى يك بـك اللـه رحـلا واحـدا خـير لـك من حـمر النـعـم۔ (الـسنـنـ)  
الـكـبـرـيـ لـلـيـقـهـيـ فـيـ بـابـ دـعـاءـ مـنـ لـمـ تـبـلـغـهـ الدـعـوـةـ)

## ضعفاء کے ساتھ احسان

نمبر دو: بہنکے ہوئے بھٹکے ہوئے فکری اعتبار سے زلف و ضلال میں جتنا ہوئے لوگوں  
کو آپ صحیح راستہ پر لگائیں یہ بھی ان پر احسان ہے، اور واقعی آج احسان کی تواتی شکلیں  
ہیں، کوئی بیمار ہے کوئی غریب ہے کوئی بیوہ ہے، اور کوئی کسی مرض میں جتنا ہے  
کوئی کہیں کسی اور پریشانی میں جتنا ہے سب پر احسان کرتے چلے جائیے، تو احسان کی  
بارش اپر سے ہونے لگی، اور یہ سارے معاملات خود حل ہوتے چلے جائیں گے۔

## باؤزن ہونے کے لیے صحیح راستہ چلیں

جب ہم بے وزن ہو گئے اور بے وزن والے کام ہی کرنے لگے تو اللہ میاں نے  
چھوڑ دیا تھیک ہے نہ مو اور تم جانو، تو اس کا نتیجہ وہ ہے جو ہورتا ہے، اور یہ ہوتا رہے گا ہونا  
کچھ نہیں ہے، اب تو بات لکھ لیجئے چاہیں لکھنی ہی محنت کرڈا لیں، چاہیں لکھنی کوشش  
کرڈا لیں، جب تک صحیح راستہ پر نہیں چلیں گے اس وقت تک کچھ ہونے والا نہیں  
ہے، اور وہی ہم نے چھوڑ دیا جب سہی معاملہ ہو رہا ہے جس کو میں بار بار کہی جگہ کہہ چکا  
ہوں، ہر چیز آج کل اٹھی ہو گئی ہے، ایک دو مشا لیں اٹھی کی دے دوں بات ختم۔ پھر سیدھی  
کروں گا بات اپنی، اٹھی یہ ہے کہ قرآن میں فرمایا گیا ہے کہ ہمارے ذمہ رزق ہے، لیکن  
ہم زبان حال سے کہتے ہیں اللہ میاں یہ کام آپ نہ کجھے، رزق میرے ذمہ ہے، رزق

ہم کماں گے اور اللہ میاں نے کہا تھا ﴿كُنْتُمْ خَيْرًا مِّنْ أُخْرِ جَهَنَّمَ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَاوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتَوَمُّرُونَ بِاللَّهِ﴾ (آل عمران: ۱۱۰) ﴿وَلَتَعْلَمُنَّ مَنْ كُمْ أَمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْغَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَاوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ (آل عمران: ۱۰۱) اللہ میاں نے کہا کہ یہ تمہارا کام ہے، کہا نہیں یہ تو آپ ہی کر لجھے، میں اسرائیل کی صفت کہاں سے پیدا ہو گئی؟ کہ جاؤ حضرت موسیٰ سے کہا تھا انہوں نے جب کہا جہاد کے لیے چلنا ہے تو انہوں نے کہا جائیے آپ اور آپ کے رب دونوں لڑیں، ہم یہاں بیٹھے دیکھ رہے ہیں ہوتا کیا ہے؟ میدان صاف ہو جائے گا تو آ جائیں گے، آج ہمارا بھی بھی حال ہے ہم کھل کر نہیں کہتے، زبان حال سے کہتے ہیں، یہودی زبان سے کہتے ہیں، اتنے کجھتے ہیں، لیکن اسی قرآن مجید میں ان کا ذکر ہے سمعنا و عصیناً لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ ہم زبان سے الحمد للہ نہیں کہتے، لیکن من اطاععنی فقد دخل الحسنة ومن عصاني فقد أبى، (صحیح البخاری فی باب اقتداء سنن رسول اللہ ﷺ) تو زبان سے نہیں کہا آپ نے فرمایا فقد أبى، فکانہ عصی، تو ایسے ہی آج ہمارا حال ہے کہ ہرجیز ہماری اللہ ہو گئی۔

### اگر اٹھے ہو جائیں گے تو.....

جب ہرجیز اللہ ہو جائے تو اس کی مثال بس یہ ہے پکھا چل رہا ہے زور سے لیکن اٹھے پر ہوں تو ہو انہیں دے گا سیدھے کرنے پڑیں گے تب جا کے ہوا کھائیں گے، تو بات یہ ہے کہ اتنی ہمارے مدارس کی تعداد اور اتنے کام کرنے والوں کی تعداد اور اتنی ہماری بھیڑ اور اتنا چلانا اتنا پھرنا اور اتنا کرنا اور اتنا دکھانا، سب کچھ ہے، لیکن ہوا نہیں لگ رہی ہے، تو اب وزن پیدا ہو گا تو ہوا لگے گی، جب قیمت ہمارے اندر آئے گی، تو ہوا لگے گی، پھر زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں، بتائی خود بخود اچھے آئیں گے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو با وزن بنادے، اور اس کی صحیح رہنمائی بھی فرمادے۔

وآخر دعوا ان الحمد لله رب العالمين.